ع ١٢٩٢
کشف الظلمات
عن
الایات البینات
حصہ رابع

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور

۱۱۹۲

حصہ رابعہ

کشف الظلمات

عن

الآیات البینات

اس رسالہ میں آیات بینات کے اس حصہ فدک کا اجمالی جواب دیا جاتا ہے
جو مولوی مہدی علیخاں ملقب بہ محسن الملک سکریٹری کالج علیگڈھ نے اپنے
آخری حصہ عمر میں تصنیف کیا تھا اور اہل سنت کو اوس پر بڑا ناز تھا۔
اس حصہ میں بالخصوص یہ بحث ہے کہ فدک جناب سیدہ کو ہبہ میں ملا تھا
یا نہیں اور ابوبکر صاحب نے اس پر گواہیاں لیں یا نہیں۔ واللہ الموفق
للحق والصواب۔

فقیر مولف محمد حیدر عفی عنہ ۱۳۳۵ ہجری

در مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن طبع گردید

بہ نظر حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد یہ چوتھا حصہ ہے کشف الظلمات کا جس میں آیات بینات کے اوس حصہ کا جواب لکھا جاتا ہے جو اونھوں نے بحث ہبہ فدک کے متعلق لکھا ہے اور در حقیقت بڑا زور لگایا ہے کہ اس واقعہ کو بالکل نیست و نابود کر دیں مگر خداوند عالم کی یہ قدرت کاملہ ہے کہ اس بحث کا ہی اون سے ایسا تار پود الگ کیا جس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے وہو علی کلشیئ قدیر۔ قال مصنف الآیات البینات

بحث متعلق ہبہ فدک

اس کے متعلق جو کچھ شیعوں کے اون بزرگوں نے لکھا ہو جنکا زمانہ ائمہ کرام کے قریب تھا وہ ہماری نظر سے نہیں گذرا مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ زیادہ مفصل نہ ہوگا ہمکو جہاں تک علم ہے سب سے اول کتاب جسمیں یہ بحث تفصیل سے بیان کی گئی ہو وہ شافی ہے۔ جسکو جناب سید مرتضے ملقب بعلم الہدے نے قاضی عبد الجبار کی کتاب مغنی کے جواب میں لکھا ہے یہ کتاب غالباً چوتھی صدی کے اخیر یا پانچویں صدی کی شروع میں تالیف ہوئی ہے اسلیئے کہ اوس کے مولف ۳۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۴۳۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا ۱۳۰۱ھ ہجری میں یہ کتاب ایران میں چھاپی گئی اور اوس کی یہ نسبت یہ لکھا گیا وھو کتاب لم یات بمثلہ احد من الانام فی سالف الشھور والاعوام ولا یاتون ابدا و لو کان بعضھم لبعض ظھیرا لان اجدادہ الطاھرین کانوا لہ فی نصرتہ لھم ھادیا و مویدا و نصیرا

کہ یہ ایسی بے مثل کتاب ہے کہ جسکے مانند گذشتہ زمانے میں کوئی نہ لکھ سکا اور نہ آئندہ لکھ سکیگا اس لیے کہ اسکے تصنیف میں ائمہ کرام اور مصنف کے اجداد کی تائید اور مدد تھی

اقول اس تحریر سے اس قدر تو ضرور معلوم ہوا کہ ابتداہر مناظرہ کی اہلسنت کیطرف سے ہوتی ہے کیونکہ خود لکھتے ہیں "جسکو جناب سید مرتضی ملقب بعلم الہدیٰ نے قاضی عبد الجبار کی کتاب مغنی کے جواب میں لکھا ہے" جس سے معلوم ہوا کہ بانی اس مناظرہ کا عبد الجبار معتزلی ہے اور جناب علم الہدے اوسکے مجیب ہیں۔

کتب احادیث و تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فدک کا مطالبہ خواہ بحیثیت وراثت ہو خواہ بحیثیت ہبہ برابر جاری رہا چنانچہ زمانہ خلافت اول کے بعد خلیفہ دوم کے زمانہ تک یہ سلسلہ قائم رہا خلیفہ سوم نے جب مروان کو جاگیر میں دیدیا تو اوس وقت ان حضرات پر بالکل بے کسی کا عالم تھا جناب امیر پر چونکہ شرکت خون عثمان کا الزام قائم تھا اور آپ مجبور ہو کر مدینہ سے کوفہ میں تشریف لائے تھے اوس وقت بھی کوئی تذکرہ اسکا نہیں معلوم ہوتا معویہ نے تشیع کو جرم نا قابل معافی قرار دیا تھا کہ اگر کوئی کہدیتا کہ یہ شیعہ ہے تو وہ قتل ہوتا اوسوقت کا بھی کوئی تذکرہ اسکا نہیں ملتا یہانتک کہ جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کربلا میں شہید کیے گئے اور خلافت بنی امیہ پورے طور پر مسلم ہو گئی اوسی حالت میں عبد الملک وغیرہ خلیفہ ہوے اوس وقت تک نہیں معلوم ہوتا کہ فدک کا تذکرہ کسی موقع پر آیا ہو کیونکہ اب تو ہر شخص کو اپنے جان کی فکر تھی اور اپنے ایمان کی کہ کیونکر بچتے ہیں۔

عمر بن عبد العزیز جب سنہ ۹۹ میں خلیفہ ہوا اور کچھ مظالم میں کمی ہوئی تو اس کی بھی بات نکلی اور اوس نے فدک کو حوالہ بنی فاطمہ کیا جس سے وہ آگ دب گئی ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۱۹۱ کشف الظلمات صفحہ ۲۵ ج ۳۔

اس کے بعد پھر چھینا گیا اور مامون نے بعدہ پھر سنہ ۲۱۰ میں واپس کیا یہانتک کہ سنہ ۲۳۳ میں متوکل علی اللہ خلیفہ ہوا اور اوس نے پھر فدک چھین لیا ملاحظہ ہو کشف الظلمات صفحہ ۲۶ عبد الملک کا آخری زمانہ تھا کہ مذہبی اختلافات پیدا ہوے اور گفت و شنید کا دروازہ

کھلا ایک طرف خود مسلمانوں میں مختلف مذاہب ہونیلگے دوسرے طرف غیر مذاہب کی بھرمار ہوئی جس کے جواب میں فریقین کے علما متوجہ ہوئے اور آخر متوکل نے خلافت پاکر مذہب اہلسنت کو رواج دیا اور اعتزال کا زور کم ہوا۔

اسی متوکل کیوقت سے خلافت عباسیہ کی کمزوری بھی شروع ہوئی اورجسقدر سلطنت کمزور ہونے لگی اوسی قدر مخالفوں کی زیادتی ہونے لگی اور ہر شخص کو اوسکے رد اور جواب کی فکر ہوئی جس سے فدک کے متعلق کوئی خاص بحث و مباحثہ کا وجود نہیں معلوم ہوتا مگر یہ ضرور ہے کہ ہر قسم کا مباحثہ ہوتا رہا۔

قاضی عبدالجبار جن کی مغنی کا آپ نے تذکرہ کیا ہے وہ بغداد کے قاضی القضاۃ تھے جن کی علم و کمال کا شہرہ سن کر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ کے اُستاد تھے اون کے دربار میں تشریف لے گئے جناب شیخ اگرچہ مجتہد شیعہ مشہور تھے مگر قاضی نے ان کو کبھی دیکھا نہیں تھا نہ پہچانتے تھے جناب شیخ جاکر صف بقال میں بیٹھ گئے اور کہا کہ قاضی صاحب اگر اجازت ہو تو ایک سوال کروں کہا پوچھو انھوں نے کہا کہ حدیث غدیر جو مشہور ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں قاضی نے کہا حدیث صیحیح ہے تو شیخ مفید نے کہا مولی کے کیا معنے ہیں قاضی نے کہا اولی تو شیخ نے فرمایا پھر یہ اختلاف با خودہا کیسا ہے جب رسول کی تصریح موجود ہے قاضی نے کہا بھائی یہ روایت ہے اور خلافت ابوبکر درایت ہے تو درایت کو چھوڑ کر روایت کو کون مانتا ہے جناب شیخ نے اس مسئلہ کو چھوڑ دیا اور پوچھا کہ پھر اس حدیث کی بارے میں کیا کہتے ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا حربک حربی و سلمک سلمی یعنی اے علیؑ جو تمسے لڑا وہ ہمسے لڑا اور جس نے تمسے صلح کی اوس نے ہمسے قاضی نے کہا حدیث صحیح ہے تب شیخ نے پوچھا پھر اصحاب جمل کے بارے میں کیا حکم ہے کہ بقول تمھارے وہ کافر ہوئے قاضی نے کہا اوٹھوں نے توبہ کیا۔ جناب شیخ نے فرمایا کہ جنگ کرنا تو درایت ہے اور توبہ کرنا روایت ہے اور تم خود پہلے کہہ چکے ہو کہ درائت کے مقابل میں روایت کیا چیز ہے قاضی صاحب جواب سے عاجز ہو کر چپ ہو گئے کچھ دیر کے بعد پوچھا تمھارا کیا

کیا نام ہو شیخ نے اپنا نام بتایا محمد بن محمد بن نعمان حارثیؒ - اوس وقت قاضی صاحب اوٹھے اور ہاتھ پکڑ کر لائے اور اپنے جگہہ پر بیٹھلایا اور کہا انت المفید حقا کہ بیشک تم شیخ مفید ہو علمائے اہلسنت جو جمع تھے وہ اس واقعہ سے سخت رنجیدہ ہوے اور ایک شور برپا ہوا تب قاضی صاحب نے کہا یارو ہم تو جواب سے عاجز ہیں اگر تم لوگوں کو اس کوئی جواب ہو تو کہو کہ یہ شخص یہاں سے اوٹھ کر اپنے جگہہ چلا جائے مگر جب قاضی صاحب سے جواب نہ ہو سکا تو شاگرد کیا جواب دیتے یہ خبر تمام بغداد میں مشہور ہو گئی جسکے بعد عضد الدولہ نے جناب شیخ کو اپنے یہاں بلایا اور کمال تعظیم سے پیش آیا ملاحظہ ہو مجالس المومنین صنہ۲۰

ہماری غرض اس حکایت سے یہ ہو کہ معلوم ہوا اوس زمانہ میں مناظرہ کا یہ طور تھا کہ بالمشافہہ گفتگو ہوتی اور حق پسندی کا اظہار کیا جاتا تصنیف و تالیف کا سلسلہ اسطرح پر نہ تھا کیونکہ ہر شخص یا اکثر افراد صاحب علم ہوتے حدیثوں کے حافظ معلوم ہوتا ہے کہ قاضی عبد الجبار معتزلی نے اسی قسم کے خفت مٹانیکو کتاب مغنی لکھا کیونکہ جانتے تھے فرقہ شیعہ بوجہہ خلافت بغداد کمزور ہے کوئی جواب نہ لکھ سکیگا مگر اوسے کیا معلوم تھا کہ انہیں شیخ مفید کے شاگرد جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ اوسکا جواب لکھینگے اور ایسا جواب کہ کوئی جواب پھر اوسکا نہ ہو سکے کیونکہ جہانتک معلوم ہوا ہو اس کتاب شافی کا جواب کسی سنی سے نہ ہو سکا۔

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کا تذکرہ علمائے اہلسنت نے بھی لکھا ہے مگر اسطرح پر وکان یوم وفاتہ مشہورہ وشیعہ ثمانون الفا من الرافضۃ والشیعۃ واراح اللہ منہ وکان موتہ فی رمضان سنہ ۴۱۳ھ تاریخ یافعی

کہ ان کے وفات کا روز مشہور تھا اسی ہزار شیعوں نے اون کے جنازہ کی تشییع کی اور خدا نے سنیوں کو اس سے راحت دی ماہ رمضان میں ان کی وفات ہوئی اس پر جناب قاضی نور اللہ شوستری اعلے اللہ مقامہ لکھتے ہیں کہ خبر وفات جناب شیخ مفید جیسا ابو القاسم خفاف کو ملی جو ابن النقیب کے نام سے مشہور تھا اور مشہور

علمائے اہلسنت سے تھا تو اس نے یہ خبر سن کر اپنے مکان کو آراستہ کیا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا اور اپنے شاگردوں کو کہا کہ ہمکو مبارکباد دو کہ اب ہمپر مرنا آسان ہی جب کہ شیخ مفید کا مرنا دیکھ لیا صل۲۰

اسداللہ وجود ایک عالم شیعہ اونپر کیسا گراں اور ناگوار تھا کہ خبر وفات شکر خوشی منائی اور طالب مبارکباد ہوئے اور تاریخ میں لفظ اراح اللہ منہ لکھا۔

لسان المیزان جلد ۵ ص۳۶۸ میں ہے۔

محمد بن محمد بن النعمان الشیخ المفید عالم الرافضة ابو عبداللہ بن المعلم صاحب التصانیف البدیعه وهی مأتا تصنیف طعن فیها علی السلف له صولة عظیمة بسبب عضدالدوله شیعه ثمانون الف رافضی مات سنة ثلاث عشرة واربع مائة انتهی قال الخطیب صنف کتبا کثیرة فی ضلالهم والذب عن اعتقادهم الطعن علی الصحابة والتابعین وائمة المجتهدین وهلک بها خلق الی ان اراح اللہ منه فی شهر رمضان قلت وکان کثیر التقشف والتخشع والاکباب علی العلم تخرج به جماعة وبرع فی المقالة الامامیه حتی کان یقال له علی کل امام منة وکان ابوه معلما بواسط وولد بها وقتل بعکبراء ویقال ان عضدالدوله کان یزوره فی داره ویعوده اذا مرض وقال الشریف ابویعلی الجعفری وکان تزوج ببنت المفید ماکان المفید ینام من اللیل الا هجعة ثم یقوم یصلی او یطالع او یدرس او یتلو القرآن

محمد بن محمد بن نعمان شیخ مفید۔ رافضیوں کے عالم تھے نہایت عمدہ کتابیں تصنیف کیں جو تعداد میں دو سو ہیں اس میں سلف پر (خلفائے ثلثہ وغیرہ پر) خوب طعن کیا بسبب عضدالدولہ ان کی صولت عظیم تھی بوقت وفات اسی ہزار شیعوں نے ان کی تشیع جنازہ کی ۴۱۳ھ میں وفات پائی خطیب نے لکھا ہے کہ انھوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں شیعوں کے گمراہی (ہدایت میں) اور اون کے اس عقیدہ کے تائید میں جو صحابہ وتابعین و ائمہ مجتہدین پر طعن کرتے ہیں خدا نے ان کے موت سے راحت دی ماہ رمضان میں ابن حجر

لکھتے ہیں کہ یہ بڑے زاہد و عابد تھے اور علم پر ہمیشہ متوجہ رہے ان کے سبب سے بہت سی علما نے کمال حاصل کیا کہا جاتا ہے کہ انکا احسان تمامی علما پر ہے ان کے باپ واسط میں معلم تھے اور عکبرا میں شہید ہوئے کہا جاتا ہے کہ عضد الدولہ اکثر ان کے زیارت کو انکے مکان پر آیا کرتے ابو یعلی جعفری کہتے ہیں کہ عضد الدولہ کا عقد ان کے صاحبزادی سے ہوا تھا انکا معمول تھا کہ شب کو بہت کم سوتے تھے اوٹھ کر نماز پڑھتے یا مطالعہ کرتے یا درس دیتے یا تلاوت قرآن کرتے۔"

اگرچہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ اس مختصر میں آسکیں ضرورت ہو کہ کسی مفصل تحریر میں لکھا جائے مگر اس سے آپ کو یہ ضرور معلوم ہو سکتا ہو کہ زمانہ سابق میں ذریعہ تحقیقات زیادہ تر یہی تھا کہ مناظرہ زبانی ہو جس سے فوری فیصلہ ہو جاتا مگر قاضی عبد الجبار معتزلی نے جب دیکھا کہ اس طرح اون کے مذہب کی کمزوری روز بروز کھلی جاتی ہے اس لیے اوںھوں نے اسکا رنگ بدل دیا اور تحریری مناظرہ شروع کیا جس کے لیئے اوںھوں نے کتاب مغنی تصنیف کی جس کو کہہ سکتے ہیں کہ اس مناظرہ کی پہلی کتاب ہے۔

اگرچہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے تصنیفات میں بھی ایک کتاب کا نام کتاب مسئلہ فی میراث النبی ہے مگر افسوس ہمکو وہ کتاب نہیں ملی دیگر تصنیفات کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک تصنیفیں ہیں وہ جواب میں مخالفین کے مثل اس کے کتاب الرد علی الجاحظ والعثمانیہ کتاب نقض المروانیہ کتاب نقض فضیلۃ المعتزلہ کتاب النقض علی ابن عباد فی الامامۃ کتاب النقض علی علی بن عیسی الرمانی۔ کتاب النقض علی عبید اللہ البصری وغیرہ صدہا کتابیں جنکی تعداد دو سو مرقوم ہو۔

غرض علمائے شیعہ کی عمریں زیادہ تر انہیں مباحث میں تمام ہوئیں جس سے اس کی فرصت کم ملی کہ اور مطالب میں کتابیں لکھتے لہذا جو مولوی مہدی علیخاں صاحب نے لکھا ہمکو زمانہ سابق کی کتابیں شیعونکی نہیں ملیں وہ درست ہے کیونکہ زمانہ ان کے کبھی موافق نہیں رہا۔

بہرحال جس قاضی عبدالجبار معتزلی کے کتاب مغنی کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ بھی ون
لوگوں سے ہیں جنھوں نے اس روایت ھبہ فدک کو لکھا ہے چنانچہ اونکی عبارت
یہ ہے لسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائہا فدک فاما انہا کانت بیدھا فغیر مسلم
بل لو کانت فی یدھا لکان الظاھر انہا لہا فاذا کانت فی جملۃ الترکۃ فالظاھر انہا
میراث واذا کان کذلک فغیر جائز لابی بکر قبول دعواھا۔
یعنی ہم اوس روایت کے صحت کے منکر نہیں ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جناب سیدہؑ
نے ھبہ کا دعوے کیا مگر اس کو ہم نہیں مانتے کہ جناب سیدہ کا قبضہ بھی اس پر تھا کیونکہ اگر
ایسا ہوتا تو وہ اونھیں کا مال ہوتا اب چونکہ وہ منجملہ متروکات رسول تھا تو ضرور تھا کہ وہ
میراث قرار دیا جائے لہذا جائز نہ تھا کہ ابوبکر اونکا دعوے قبول کرتے۔
اس سے بصراحت تمام معلوم ہوا کہ قاضی صاحب کو صحت روایت ہبہ میں عذر نہیں ہے
مگر قبضہ سے انکار ہے کہ حضرت کا قبضہ نہ تھا بلکہ منجملہ میراث تھا جس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ
تک اس سے انکار نہیں تھا کہ جناب سیدہؑ نے ہبہ کا دعوے کیا تھا۔
قولہ اسی کتاب شافی کے مضامین کو بہ ترتیب جدید شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی نے
لکھا اور اوسکا نام تلخیص شافی رکھا یہ کتاب جیسا کہ خود مولف نے خاتمے پر لکھا ہے۔
۴۳۲ھ ہجری میں لکھی گئی اس کے تعریف میں بھی یہ لکھا گیا ہے وھو کاصلہ لم یات
مصنف ولا مولف بمثلہ علی رد العلماء العامۃ العمیاء کہ یہ بھی مثل اپنی اصل
کے بے مثل ہے کسی مولف اور مصنف نے ایسی کتاب کور چشم علمائے اہل سنت
کے رد میں نہیں لکھی۔
اقول جناب شیخ ابو جعفر طوسی کا نام محمد بن الحسن بن الطوسی ہے جنھوں نے
۴۶۰ھ میں بمقام نجف انتقال فرمایا ممدوح نے ایک تفسیر لکھی تھی جو بیس جلد میں
تھی ۴۴۸ھ میں جب بغداد میں شیعہ وسنی کا فتنہ برپا ہوا تو آپ کا مکان جو محلہ کرخ
میں تھا جلا دیا گیا اوس میں آپکا کتب خانہ بھی جل گیا جس کو کل مورخین نے لکھا ہے
اوس کے بعد آپ نے نجف اشرف میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں آپکا قیام رہا

مجالس المومنین میں ہے کہ خلیفہ وقت القائم بامر اللہ کو یہ خبر پہونچائی گئی کہ یہ شیعہ ہیں اور گواہی میں کتاب مصباح پیش کی گئی جس سے زیارت عاشور میں یہ فقرہ ہے اللهم خص اول ظالم باللعن منی وابدء به اولا ثم الثانی ثم الثالث ثم الرابع اللهم العن یزید بن معاویہ خامسا۔ یعنی خداوند لعنت کر پہلے ظالم پر اور دوسرے اور تیسرے اور چوتھے ظالم پر اور پانچویں یزید پر

جناب شیخ ابوجعفر طوسی نے سب صحابہ سے انکار کیا جب یہ کتاب اون کی پیش ہوئی اور یہ فقرہ آیا تو جناب شیخ نے فرمایا اول سے مراد قابیل قاتل ہابیل ہے جس سے خونریزی کی ابتدا ہوئی اور دوسرے سے مراد عاقر ناقہ صالح جس نے حضرت صالح کے ناقہ کو پے لیا اور تیسرے سے مراد قاتل حضرت یحیی ہے اور چوتھے سے مراد عبدالرحمن بن ملجم مرادی ہے جو قاتل جناب امیر تھا خلیفہ نے جب اس جواب کو سنا تو شیخ کو بکمال احترام رخصت کیا اور غماز کو سزا کی صفحہ ۲۰۸

اس سے معلوم ہوا کہ علمائے شیعہ ہمیشہ کیسی مصائب میں مبتلا رہے اور اس پر بھی کیسی خدمتیں اسلام کی کرتے تھے جس سے آج تک اسلام باقی ہے۔

قولہ اس کے بعد کتاب کشف الحق و نہج الصدق لکھی گئی جو تصنیف ہے لسان المتکلمین سلطان الحکما، المتاخرین علامہ جلال الدین ابوالمنصور حسن بن یوسف بن علی ابن مطہر حلی کی جن کی نسبت قاضی نور اللہ تستری اپنی کتاب احقاق الحق میں فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے مصنف نے سلطان غیاث الدین اولجایتو خدابندہ کے سامنے علماء اہل سنت سے جو مختلف شہروں سے جمع کئے گئے تھے مناظرہ کیا بدلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ اون کے مذہب کا بطلان اور مذہب امامیہ کی حقیت اس طور پر ثابت کی کہ علماء اہل سنت تمنا کرنے لگے کہ کاش وہ پتھر یا درخت ہوجاتے اور اوسکے بعد علامہ ممدوح نے کتاب کشف الحق و نہج الصدق والصواب تصنیف کی۔ اور سلطان مع امرا اور بہت بڑے گروہ علما اور اکابر کے شیعہ ہوگیا اور باوجودیکہ اوس زمانہ میں اہل سنت میں سے بڑے نامی لوگ موجود تھے جیسے کہ قطب الدین

شیرازی وعمر کاتبی قزوینی اور مولی نظام الدین نگرکسی نے اس کتاب کے جواب لکھنے کی جرات نہ کی یہ کتاب غالبا ساتویں صدی کے اخیر میں لکھی گئی ہو اوسکے مصنف ۶۴۷ھ ہجری میں پیدا ہوے اور ۷۲۶ھ میں وفات پائی۔

اقول جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ اون مشاہیر علمائے شیعہ سے ہیں جو علامہ کہے جاتے ہیں اور یہ لفظ مطلقا دوسرے کسی کے نسبت نہیں کہا جاتا آپکی مدح وثنا کیلئے ایک دفتر چاہیئے لہذا جسقدر آیات بینات میں لکھا گیا ہو وہی کافی ہے۔

قولہ ساتویں صدی میں ایک اور مشہور کتاب لکھی گئی جسکا نام طرائف فی معرفۃ مذہب الطوائف ہے جسکے مصنف ثقۃ الاسلام علی بن طاوس حلی ہیں جناب ممدوح ۵۸۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۶۶۴ھ ہجری میں اونھوں نے وفات فرمائی علامہ موصوف نے اس کتاب کو تقیۃً ایک ذمی کے نام سے لکھا ہے اور اوسکا نام عبد المحمود قرار دیاہے آغاز میں کتاب کے ایک تمہید اوس ذمی کے طرف سے لکھی ہے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا مذہبونکا اختلاف سنکر ارادہ کیا کہ مذہبی عقائد کی حقیقت دریافت کروں سب سے اول میں نے دین محمدی کی تحقیق شروع کی مگر اون میں اکثر کو مالکی حنفی شافعی حنبلی مذہب پر پاکر تعجب ہوا کہ یہ لوگ نہ نبی کے زمانے میں تھے اور نہ اون کے اصحاب اور عقائد میں باہم متفق پھر کیونکر وہ اپنے عقائد مذہب کو سب سے اچھا سمجھتے ہیں پھر شیعونکا ذکر لکھا ہے کہ وہ اپنے مذہب کو اماموں اور پیغمبر کی اولاد سے منسوب کرتے ہیں پھر میں نے مذاہب اربعہ کے علما سے مذہبی عقائد کی تحقیق کی اور اون سے سوالات کیے مگر معلوم ہوا کہ حق پر نہیں ہیں اور اون کے مذہب کی برائی اونھیں کی کتابوں سے ثابت کی گویا اس پیرایہ میں ممدوح نے اپنے مذہبی عقائد کی سچائی ظاہر کی ہے اور اس کتاب میں بحث فدک کو بہت تفصیل سے اور نہایت فصیح بلیغ تقریریں ادا کیا ہے اوس کی خوبی اور قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جناب مولنا دلدار علی صاحب نے اپنی مشہور کتاب عماد الاسلام میں بہت بڑا حصہ اونکی تقریر کا بحث فدک میں

نقل کیا ہے۔

اقول نہ معلوم اس میں کیا مصلحت تھی جو کتاب طرایف کا ذکر بعد علامہ حلی لکھا حالانکہ اون کی وفات ۶۶۴ھ لکھتے ہیں اور وفات علامہ ۷۲۶ھ جس سے معلوم ہوا کہ اون کی ولادت اور وفات مقدم ہی بہرحال چونکہ زمانہ نامساعد تھا لہذا جس جس عنوان سے بن پڑا احقاق حق کیا گیا کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں علمائے شیعہ کن کن مصائب میں مبتلا تھے اور سلطنت اونکی کیسی مخالف ہو رہی تھی۔

قولہ اس کے بعد قاضی نور اللہ تستری نے نہایت مشہور کتابیں اس فن میں تالیف کیں اون میں سے احقاق الحق نہایت مبسوط اور مشہور کتاب ہے جو جواب میں ابطال الباطل کے جسکو علامہ روزبہان نے کشف الحق کے جواب میں لکھا تھا قاضی صاحب نے تصنیف فرمایا ہے

اقول چونکہ جناب قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہ کے حالات سے ایک زمانہ واقف ہے اس لیئے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کے تصنیفات سے مجالس المومنین احقاق الحق۔ مصائب النواصب تمام دنیا میں مشہور ہیں احقاق الحق ایسی ضخیم کتاب ہی کہ اگر کوئی کاتب تیز دست اوسکی نقل چاہے تو کم سے کم سال بھر سے کم میں نہ ہوگی مگر قاضی صاحب نے اس کتاب کو کل پانچ چھہ مہینوں میں تمام کیا۔

قولہ گیارہویں صدی میں جناب ملا باقر مجلسی نے جن کا خطاب محی ملۃ سید البشر فی راس مائۃ الحادی عشر ہے بہت کتابیں لکھیں جن میں سے ایک بحار الانوار ہے جو روایتوں اور واقعات کا گویا ایک دریا ہے اس کی آٹھویں جلد کتاب الفتن میں ایک خاص باب فدک کی بحث میں ہے جس کا عنوان ہے باب نزول الآیات فی امر فدک وقصصہ وجوامع الاحتجاج فیہ اور اسی کا خلاصہ بزبان فارسی حق الیقین اور حیات القلوب میں جناب ممدوح نے لکھا ہے۔

تیرہویں صدی میں ایک نیا دور شروع اور ہندوستان میں شیعہ وسنی کے باہم مناظرہ کا غلغلہ بلند ہوا تحفہ اثنا عشریہ کے شایع ہونے کے بعد علماء شیعہ نے اس فن میں

اپنی علمیت اور قابلیت کے خوب جوہر دکھائے اور دہلی اور لکھنؤ کے علماء مجتہدین
شیعہ نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے عماد الاسلام مولانا مولوی
دلدار علی صاحب کی نہایت مبسوط و مشرح کتاب عربی زبان میں ہو اور جس میں
جناب ممدوح نے امام رازی کی نہایۃ العقول کا جواب دیا ہے اوس میں فدک کی
بحث نہایت تفصیل سے لکھی ہے اوس کے بعد تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں
تشئید المطاعن مولوی سید محمد قلی صاحب کی اور طعن الرماح جناب سید محمد
صاحب کی اون کتابوں میں سے ہیں جس پر حضرات امامیہ کو بہت بڑا ناز ہے اور جو کچھ
اوس میں لکھا ہے اوس کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ اوسکا جواب ہی نہیں ہو سکتا۔
جیسا کہ منشی سبحان علی خاں صاحب اپنے بعض رسائل میں فرماتے ہیں کہ از انجا
کہ مجتہد العصر والزمان سمی رسول اللہ صلعم کافۃ الانس والجان اعنی مولانا و مقتدانا
السید محمد مدظلہ الصمد در کتاب معدوم النظیر موسوم بہ طعن الرماح ایں معضلہ دلدوز
مخالفین را بحناں بیان کافی و وافی الضاح فرمودہ اند کہ بالاتر ازاں بلکہ مماثل آں از
حد قدرت بشری بیرون ست ایں فاقد الادراک استیعاب دلائل اثبات غصب
حق بضعۃ رسول اللہ بر بماں کتاب مستطاب حوالہ نمودہ بر تقریرے آخر کہ خالی از تحدی
نیست از ماجری فیہا ابطال خلافت اول و ثانی می سازد۔
سوائے ان کے ایران میں بھی چند کتابیں بالفعل ایسی طبع ہوئی ہیں جن میں فدک کی
بحث تفصیل سے بیان کی گئی ہے منجملہ اون کے ایک کتاب بحر الجواہر ہے جسکے
مصنف سید محمد باقر بن سید محمد موسوی ہیں جو فتح علی شاہ قاچار کے زمانہ میں تھے
دوسری کتاب کفایۃ الموحدین فی عقائد الدین تصنیف سے اسمٰعیل بن احمد علوی
طبرسی کی ہے جس کی دوسری جلد خاص امامت کی بحث میں ہے تیسری کتاب
لمعۃ الزہرائی شرح خطبۃ الزہرا ہے جسکے ۴۷۰ صفحے مطبوعہ ہیں اور اوس میں
حضرت فاطمہ کے خطبہ کا جو متعلق فدک کے ہے بیان ہو مع اون روایات اور
مباحث کے جو اس مسئلہ سے تعلق رکھتی ہیں چوتھی کتاب جلد چہارم از کتاب

دوم ناسخ التواریخ ہے جس میں مقرب الخاقان مرزا محمد تقی لسان الملک مصنف ناسخ التواریخ نے خاص حضرت فاطمہؑ کا حال لکھا ہے جس میں فدک کی بحث نہایت تفصیل سے لکھی ہے اس کے سوائے جو اور فارسی اور اردو میں رسائل لکھے گئے ہیں اون میں صرف خوشہ چینی طعن الرماح کی کی گئی ہے اور اوسی کے اقوال اور مضامین اولٹ پھیر کے بیان کیے گئے ہیں۔

اقول ہم بہت شکر گذار ہیں کہ مولوی صاحب نے اس تاریخی حال کو نہایت صفائی سے لکھا مگر افسوس ہے تو اسکا کہ کتاب تشئید المطاعن کو اونھوں نے ضمناً لکھا حالانکہ درحقیقت اوس کتاب میں اس بحث کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور ایسے عنوان سے لکھا ہے کہ ہفت اقلیم کے اہلسنت بھی اوسکا جواب نہیں لکھ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی حیدر علی صاحب ایسا شخص جس نے ایک مختصر سے رسالہ تشئید المبانی کے جواب میں ہزاروں ورق سیاہ کر ڈالا ان کتابوں کا جواب لکھ سکا ازالۃ الغین میں صدہا نہ رد ہیں کہ ان کتابوں کا جواب چھپ سکا یعنی نہ ہو سکا۔

قولہ ان کتابوں میں جن کے نام ہمنے اوپر بیان کیئے کتاب کشف الحق میں میراث کے دعوی کا اول ذکر کیا گیا ہے اور ہبہ کا بعد اوس کے اور اس سے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اوس کے مصنف میراث کے دعوے کو غالباً ہبہ پر مقدم سمجھتے تھے اور فدک کی بحث میں پہلا امر تصفیہ طلب یہی کہ حضرت فاطمہ نے اول میراث کا دعوے کیا تھا یا ہبہ کا عموماً علماء امامیہ یہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدۃ النساء نے فدک کے متعلق دو دعوے کیئے تھے اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے فدک اونھیں ہبہ کر دیا تھا اور اس پر متصرف اور قابض تھیں جب ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو اونھوں نے حضرت فاطمہ کے وکیل کو فدک سے نکال دیا اور اپنا قبضہ کر لیا۔ یہ سنکر وہ حضرت ابو بکر کے پاس آئیں اور یہ دعوے کیا کہ فدک مجھے ہبہ کیا گیا تھا اور میں اوس پر قابض تھی تمنے کیوں میرا قبضہ اوٹھا دیا اوس پر حضرت ابو بکر صدیق نے اون سے شہادت طلب کی حضرت فاطمہؑ نے حضرات علیؑ اور حسنینؑ

اور ام ایمن کو شہادت میں پیش کیا اور ان سب نے حضرت فاطمہ کی تائید میں گواہی دی
مگر ابوبکر صدیق نے یہ کہکر کہ شہادت کا نصاب پورا نہیں ہوا اون کی گواہی کو رد کیا اور
فدک اونھیں واپس نہ کیا اس پر وہ خفا ہوگئیں اور بعد اوس کے میراث کا دعوے کیا
اس لیئے سب سے پہلے اس بحث میں یہ امر قابل تصفیہ ہے کہ کونسا دعوے مقدم تھا
چنانچہ عماد الاسلام کے دسویں باب کے چوتھے فائدے کے چوتھے مسئلے میں جناب
مولانا دلدار علی صاحب نے اسی کی نسبت خاص بحث فرمائی ہے کما یقول المسئلۃ
الرابعۃ ان فاطمۃ ع ھل ادعت المیراث اولاً ثم ادعت النحلۃ او بالعکس
ویستفاد من کلام اکثر العامۃ ان دعوی النحلۃ ظہرت منہا بعد دعوی
المیراث وقالت الامامیۃ بالعکس یعنی چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ آیا فاطمہ ع نے
پہلے میراث کا دعوے کیا پھر ہبہ کا یا بالعکس۔ اور اہل سنت کے کلام سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ہبہ کا دعوے میراث کے بعد پیش کیا گیا اور امامیہ اس کے برعکس کہتے
ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمناً مجتہد صاحب اس بات کو اپنے ناظرین کے
ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ ہبہ کا دعوے اہلسنت کے نزدیک بھی صحیح ہے مگر یہ دعوی
میراث کے دعوے کے بعد حضرت فاطمہ نے کیا تھا حالانکہ اہل سنت کے نزدیک
کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعوی ثابت ہی نہیں اور اہل سنت اس بات
کو مانتے ہی نہیں کہ حضرت فاطمہ نے ہبہ کا دعوی کیا تھا اس لیئے جو عمارت اس
روایت کی بنیاد پر حضرت امامیہ نے کھڑی کی ہے کہ حضرت فاطمہ ع سے شہادت طلب
کی گئی اور اونھوں نے حضرت علی ع اور حسنین ع اور ام ایمن کو شہادت میں پیش
کیا اور حضرت ابوبکر صدیق نے اوس کو نہ مانا اور یہ عذر کرکے کہ از روئے احکام
شریعت کے شہادت کافی نہیں ہے فاطمہ کے دعوی کو رد کیا اور پھر اس پر بہت
طرح سے حضرت ابوبکر صدیق پر ملامت کی ہے اور اونکا ظلم و ستم ثابت کیا ہے اور
سنیوں کے نزدیک فاطمہ اور علی اور حسنین کو جھوٹا اور خود غرض اور اپنے جلب
منفعت کیواسطے جھوٹا دعوی اور جھوٹی شہادت دینے والا قرار دیا ہے وہ سب

منہدم ہو جاتی ہیں حسب نفس دعوی کی نسبت کوئی صحیح روایت ہی سنیوں کے یہاں
نہیں ہے تو جو کچھ زور اس باب میں حضرات علمار امامیہ نے دکھایا ہو اوس پر
ثبت العرش ثم انقش کی مثل صادق آتی ہے اور تمام وہ فصیح و بلیغ تقریریں
اور وہ پرجوش اور زبردست تحریریں جو اس باب میں کی ہیں ہبار منثور ہو جاتی
ہیں اسی واسطے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے بعد جواب دینے دعوی میراث
کے اپنی مشہور کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے وللہ درہ و علی اللہ اجرہ
درینجا فائدہ عظیمہ باید دانست کہ شیعہ دراول درباب مطاعن ابوبکر میراث می گوشتند
وچون از عمل ائمہ معصومین واز روئے روایات این حضرات عدم توریث پیغمبر
ثابت شد ازین دعوی انتقال نمودہ دعوی دیگر تراشیدند وطعن دیگر برآوردند کہ
آں طعن سیزدہم است کہ ابوبکر فدک را بفاطمہ نداد حالانکہ پیغمبر برائے او ہبہ نمودہ بود
ودعوای فاطمہ را مسموع نمود واز روے گواہ وشاہد طلبید الی قولہ جواب ازین طعن
آنکہ دعوی ہبہ از حضرت زہرا وشہادت دادن حضرت علی وام ایمن یا حسنین علی
اختلاف الروایات درکتب اہلسنت اصلا موجود نیست محض از مفتریات شیعہ
است و درمقام الزم اہل سنت آوردن وجواب آں طلبیدن کمال سفاہت است
اقول افسوس کہ آجتک ہمنے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ سنی مولفوں نے ایمانداری سے اپنے
خصم کے عبارت کو نقل کیا ہو کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو بہت کچھ حق کا تصفیہ جلد ہو جاتا
یہ نزاع تو بہت قدیم ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ اور میراث فدک کا دعوے یکی بعد
دیگرے کیا مگر علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کے تحریر سے ایک تیسرا دعوی بھی معلوم ہوتا
ہے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے شرح نہج البلاغہ صفحہ ۲۹۸ جلد ۲ جزو سادس عشر
مطبوعہ ایران۔

واعلم ان الناس یظنون ان نزاع فاطمة ابابکر کان فی امرین فی المیراث
والنحلہ وقد وجدت فی الحدیث انہا نازعت فی امر ثالث ومنعہا ابوبکر
ایاہ وہو سہم ذوی القربی قال ابوبکر احمد بن العزیز الجوہری اخبرنی

ابو زید عمر بن شبة قال حدثنی هارون بن عمر قال حدثنا الولید بن
مسلم قال حدثنی صدقة ابو معاویه عن محمد بن عبد الله بن محمد
عن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر عن زید الرقاشی عن انس بن مالک
ان فاطمة اتت ابا بکر فقالت قد علمت الذی ظلفنا عنه اهل البیت
من الصدقات وما افاء الله علینا من الغنائم فی القرآن من سهم ذوی
القربی ثم قرات علیه قوله تعالی واعلموا انما غنمتم من شیئ فان لله خمسه
وللرسول ولذی القربی والیتامی الآیه فقال لها ابو بکر بابی انت وامی
ووالدک وولدک السمع والطاعة لکتاب الله ولحق رسوله وحق قرابته
وانا اقرء من کتاب الله الذی تقرئین منه ولم یبلغ علمی منه ان هذا السهم
من الخمس یسلم الیکم کاملا قالت افلک هو ولاقربائک قال بل انفق علیکم منه
واصرف الباقی فی مصالح المسلمین قالت لیس هذا بحکم الله تعالی فقال هذا
حکم الله فانکان رسول الله عهد الیک فی هذا عهدا واوجبه لکم حقا صدقتک
وسلمته کله الیک والی اهلک قالت ان رسول الله لم یعهد الی فی ذلک
بشیی الا انی سمعته یقول لما انزلت هذه الآیه ابشروا آل محمد ص فقد
جاءکم الغنی فقال ابو بکر لم یبلغ علمی من هذه الآیه ان اسلم الیکم هذا السهم
کله کاملا ولکن لکم الغنی الذی یغنیکم ویفضل عنکم وهذا عمر بن الخطاب
وابو عبیدة بن الجراح وغیرهما فاسئلیهم عن ذلک وانظری هل یوافقک
علی ما طلبت احد منهم فانصرفت الی عمر فقالت مثل ما قالت لابی بکر
فقال لها مثل ما قال ابو بکر فعجبت فاطمة من ذالک وتظنت انهما کانا قد
تذاکرا ذلک واجتمعا علیه قال ابو بکر واخبرنا ابو زید قال حدثنا هارون
بن عمر قال حدثنا الولید عن ابی لهیعة عن ابی الاسود عن عروه قال
جاءت فاطمة ابابکر علی فدک وسهم ذوی القربی فابی علیها وجعلهما
فی مال الله تعالی قال ابو بکر واخبرنا ابو زید قال حدثنا احمد بن معاویه

عن هشيم عن جويبر عن الضحاک عن الحسن بن علي بن ابيطالب ان ابابكر منع فاطمة وبني هاشم سهم ذوي القربى وجعله في سبيل الله في الصلاح والكراع۔

یعنی لوگوں کا گمان یہ ہے کہ جناب سیدہ کی نزاع ابوبکر سے دو امر میں تھی ایک میراث میں دوسرے ہبہ میں مگر ہمکو حدیث میں ایک تیسری صورت بھی ملی ہے اور ابوبکر نے اوس دعوی کو بھی نہ قبول کیا۔

وہ دعوئے متعلق سہم ذوی القربے تھا ابوبکر احمد بن العزیز جوہری روایت کرتے ہیں انس بن مالک (صحابی) سے کہ جناب سیدہ ابوبکر کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا کہ تم جانتے ہو خدا نے ہم اہلبیت پر صدقہ کو حرام کیا ہے اور یہ بھی تمکو معلوم ہے کہ خدا نے مال غنیمت سے ہمارا حصہ مقرر کیا ہے۔

سہم ذوی القربے میں چنانچہ فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیئی فان الله خمسه وللرسول ولذی القربی والیتامی الآیہ کہ جو کچھ تم غنیمت حاصل کرو اوس میں پانچواں حصہ خدا کے لیے ہے اور رسول کے لیے اور ذوی القربے کے لیے اور یتیموں کے لیے آخر آیہ تک

ابوبکر نے کہا ہمارے ماں باپ اولاد تمپر اور تمہارے باپ اور اولاد پر فدا ہو کتاب خدا کی اطاعت کے لیے ہم حاضر ہیں اور حق رسول وحق قرابت سے بھی انکار نہیں قرآن سے جو کچھ آپ پڑھتے ہیں وہی ہم بھی پڑھتے ہیں مگر ہمارا علم جہاں تک پہونچا ہے اوس میں یہ نہیں ہے کہ پورا حصہ آپکو دیدیا جائے۔

جناب سیدہ نے فرمایا تو کیا سب تمہارا اور تمہارے اقربا کا حق ہے۔

ابوبکر۔ ہم اس مال سے آپ پر بھی کچھ خرچ کرینگے اور باقی کو مصالح مومنین میں خرچ کرینگے

جناب سیدہ نے فرمایا یہ تو حکم خدا نہیں ہے۔

ابوبکر۔ حکم خدا تو یہی ہے مگر رسول اللہ نے اگر آپ سے کوئی عہد کیا ہو اور حق آپکا واجب کیا ہو تو ہم آپ کی تصدیق کرینگے اور تسلیم کرنے کو طیار ہیں۔

جناب سیدہ۔ رسول اللہ ؐ نے اس بارے میں کوئی خاص عہد تو نہیں کیا مگر اس قدر سنا ہے کہ جب آیہ خمس نازل ہوا تو حضرت نے فرمایا خوش ہو اے آل محمد کہ تم لوگوں کو غنا اور تونگری آگئی ہے ابوبکر نے کہا ہم اس آیہ سے یہ نہیں سمجھتے کہ پورا حصہ تم کو دیدیں لیکن تملوگوں کو غنا ہو کہ بے نیاز کر دیگا اور فاضل ہوگا تم سے یہ عمر بن الخطاب اور ابوعبیدہ جراح وغیرہ موجود ہیں ان لوگوں سے

پوچھیے دیکھیے وہ آپ کی موافقت کرتے ہیں یا نہیں۔

جناب سیدہ وہاں سے اوٹھ کر عمر کے پاس آئیں اور جو کچھ گفتگو ابوبکر سے ہوئی تھی سب کو بیان کیا عمر نے بھی وہی کہا جو ابوبکر نے کہا تھا جس سے جناب سیدہ کو نہایت تعجب ہوا اور سمجھیں کہ باخودہا میں اسکا تذکرہ پہلے ہو چکا تھا اور باخودہا اس پر اتفاق کر چکے تھے۔

یہ روایت صرف ابی الحدید ہی کی نہیں ہے جس کے نسبت یہ کہدیا جائے کہ وہ معتزلی تھا۔ بلکہ مسند امام احمد بن حنبل سنن ابوداؤد و ابویعلی و ابن جریر و بیہقی سے کنز العمال میں بھی یہ روایت موجود ہے نیز ریاض النضرہ اور فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا میں بھی موجود ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا ملاحظہ ہو کشف الظلمات حصہ ۳ صفحہ ۲۴۵

مسند احمد بن حنبل صفحہ ۶ مطبوعہ بمبئی میں ہے۔

عن ابی الطفیل قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت فاطمۃ الیٰ ابی بکر رض انت ورثت رسول اللہ صلعم ام اھلہ فقال لا بل اھلہ فقالت فاین سھم رسول اللہ صلعم قال فقال ابو بکر انی سمعت رسول صلعم یقول ان اللہ اذا اطعم نبیا طعمہ ثم قبضہ جعلھا للذی یقوم من بعدہ فرایت ان اردہ علی المسلمین قالت فانت وما سمعت من رسول اللہ اعلم

اور کنز العمال ملا متقی میں ہے حرف الالف کتاب الامارۃ خلافت ابی بکر۔

عن ابی الطفیل قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر الصدیق فقالت یا خلیفۃ رسول اللہ انت ورثت رسول اللہ صلعم ام اھلہ قال لا بل اھلہ قالت فما بال الخمس فقال انی سمعت رسول اللہ صلعم یقول اذا اطعم اللہ نبیا ثم قبضہ کانت للذی یلی بعدہ فلما ولیت رایت ان اردہ علی المسلمین قالت قالت وما سمعت من رسول اللہ اعلم ثم رجعت صفحہ ۱۳۰ جلد ۳

اور ریاض النضرہ محب طبری میں ہے عن ابی الطفیل قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر فقالت یا خلیفۃ رسول اللہ انت ورثت رسولہ ام اھلہ فقال لا بل اھلہ قالت فما بال الخمس فقال انی سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان اللہ اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم قبضہ

کانت للذی بعدہ فلما ولیت رایت ان اردہ علی المسلمین فقالت انت و رسول اللہ

اعلم و رجعت اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ صہ ۱۳ جلد اول۔

اور فصل الخطاب خواجہ پارسا میں ہے جاءت فاطمۃ الی ابی بکر رضی اللہ عنہما فقالت یا

خلیفۃ رسول اللہ ص انت ورثت رسول اللہ ص ام اھلہ قال لا بل اھلہ قالت فما

بال الخمس قال انی سمعت رسول اللہ ص یقول ان اللہ تعالیٰ اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم

قبضہ کان للذی بعدہ فلما ولیت رایت ان اردہ علی المسلمین

خلاصہ ان روایتوں کا یہ ہی کہ جناب سیدہ نے ابو بکر سے کہلا بھیجا کہ رسول اللہ کے وارث تم ہو یا

اون کے اہل تو ابو بکر نے جواب دیا کہ بلکہ اہل اون کے تو جناب سیدہ نے کہا حصہ رسول کیا

ہوا تو ابو بکر نے کہا ہمنے رسول اللہ سے سنا ہی کہ جو کچھ خدا اپنے نبی کو طعمہ دیتا ہی وہ اوسکا ہوتا ہی جو بعد

آپ کے قائم مقام ہو تو ہمنے مناسب جانا کہ اوس کو مسلمانوں پر رد کریں جناب سیدہ نے اسکے جواب

میں فرمایا تو تو جانے اور جو کچھ رسول سے سنا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جناب سیدہ نے کوئی دقیقہ احقاق حق کا اوٹھا نہ رکھا خواہ

بحیثیت میراث ہو خواہ بحیثیت ہبہ خواہ بحیثیت سہم ذوی القربی مگر ابو بکر نے سب کو رد کیا اور

کسی طرح نہ مانا۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ کتاب کشف الحق میں میراث کے دعویٰ کا اول ذکر کیا گیا ہے" تو یہ آپکی

خوش فہمی ہے کیونکہ اصل عبارت اسطرح ہی کہ منع فاطمۃ ارثہا، واخذ فدک من فاطمۃ

وقد وھبھا ایاھا رسول اللہ صہ ۲۲۳ احقاق الحق۔

یعنی ابو بکر نے منع کیا جناب سیدہ کو اون کے میراث سے، اور لے لیا فدک کو حالانکہ رسول اللہ

نے ہبہ کیا تھا اس سے یہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ دو دعوی علیحدہ ہے بلکہ ممانعت بذریعہ حدیث مصنوع

ہے اور اخذ فدک بذریعہ قبضہ و دخل۔ اسی لئے فضل بن روزبہان نے یہ جواب دیا واما

دعوی عنہا ارث فدک وانھا منحولہ من رسول اللہ فلم یثبت فی الصحاح

یعنی دعوے جناب سیدہ بہ نسبت میراث فدک اور یہ کہ وہ ہبہ ہی رسول اللہ سے کسیطرح صحاح

میں ثابت نہیں جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ یہ دو دعوے علیحدہ نہ تھا بلکہ ایک ساتھ تھا۔

جس کے جواب میں جناب قاضی صاحب اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں فکان خالصۃ لرسول اللہ وفیہا عین فوارہ ونخیل کثیرۃ وھی التی قالت فاطمۃ ان رسول اللہ نحلنیہا فقال ابوبکر ان ترید بذلک شہود اصنہ ۲۲ یعنی فدک کا حال بیان کرکے فرماتے ہیں اس میں چشمہ فوارہ تھا اور بہت سے درخت جس کے نسبت دعوی کیا تھا جناب سیدہ نے کہ رسول اللہ نے ہمکو ہبہ کیا تھا جس پر ابوبکر نے کہا کہ گواہ لائیے۔

غرض اگر یہ کلام مولوی صاحب کا از راہ بدنیتی نہیں ہے تو ضرور آپکے اشتباہ ہوا کہ یہ بھی علامہ دعوی وراثت کو مقدم سمجھتے ہیں اور دعوی ہبہ کو موخر حالانکہ یہ اونکے کلام سے ہرگز مترشح نہیں ہوتا اسی لیئے مولوی صاحب نے اس کو یوں گھیر کر بیان کیا "اور اس سے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اوس کے مصنف میراث کے دعوی کو ہبہ پر غالبا مقدم سمجھتے تھے" جس سے معلوم ہوا کہ خود اونکو اپنے اس دعوے پر تشفی نہیں ہوا اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم غلط دعوی کر رہے ہیں حالانکہ وہ تشیید المطاعن میں اس عبارت کو یقینا پڑھ چکے ہیں کہ سلطان العلما طاب ثراہ حاشیہ معالم میں لکھتے ہیں ولہذا ادعت الاعطاء اولا علی ماھو الواقع ثم المیراث ثانیا علی سبیل التسلیم والتنزل صنہ ۲۷

کہ جناب سیدہؑ نے پہلے دعوے ہبہ کیا جو واقعی تھا پھر میراث کا دعوی کیا بر سبیل تنزل و تسلیم جس سے معلوم ہوا کہ علمائے شیعہ کا اس پر اتفاق ہو کہ دعوی حصہ مقدم ہو۔

اگر مولوی صاحب شافی اور مغنی کو بھی دیکھے ہوتے تو اون کی تشفی ہو جاتی کہ دعوی ہبہ مقدم ہے کیونکہ قاضی عبد الجبار مغنی میں لکھتے ہیں وممَا عظمت الشیعۃ القول فی امر فدک قالوا وقد روی ابو سعید الخدری انہ لما نزلت وآت ذا القربی حقہ اعطی رسول اللہ فاطمہ فدک ثم قول عمر بن عبد العزیز مثل ھذا ولسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائہا فدک فاما انہا کانت فی یدھا فغیر مسلم صفحہ ۳۶۰ ابن ابی الحدید۔

یعنی شیعوں نے بہت کلام کیا ہو امر فدک میں حالانکہ ابو سعید خدری سے روایت ہو کہ جب آیہ وآت ذوی القربی حقہ نازل ہوا تو رسول اللہ نے جناب سیدہ کو فدک دیا پھر عمر بن

عبد العزیز نے بھی دیا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ہم اس روایت کے منکر نہیں ہیں کہ جناب سیدہ نے فدک کا دعوی کیا مگر یہ امر غیر مسلم ہی کہ وہ ان کے قبضہ میں تھا اس کے جواب میں سید مرتضے فرماتے ہیں نحن نبتدی فنذل علی ان فاطمہ ما ادعت من نحل فدک الا ما کانت مصیبۃ فیہ وان مانعھا و مطالبھا بالبینہ معنت عادل عن الصواب لانھا لا تحتاج الی شھادۃ و بینۃ صفحہ ۳۰۷

یعنی پہلے ہم قاضی ہی کے قول سے شروع کرتے ہیں کہ جناب سیدہ نے جو دعوے ہبہ فدک کیا اوس میں وہ صادق اور مصیب تھیں اور مانع یا بینہ و گواہ کا طالب زبردستی کرنیوالا تھا اور حق سے عدول کرنیوالا کیونکہ اس میں نہ بینہ کی ضرورت تھی نہ شاہد کی۔

غرض جب یہ ہر طرح مسلم ہے کہ جناب سیدہ کا دعوی بنا بر ہبہ تھا تو اب اس قسم کے شکوک اور اوہام سے کیا فائدہ کہ کون مقدم تھا کون موخر کیونکہ اسکا تصفیہ تو خود جناب علم الہدے اوسی وقت کر چکے ہیں جبوقت عبد الجبار معتزلی نے اسکا تذکرہ کیا تھا چنانچہ عبارت مغنی یہ ہے وقد انکر ابو علی ما قالہ السائل من انھا لما ورث فی دعوی النحلہ ادعتہ ارثا و قال بل کان طلب الارث قبل ذالک فلما سمعت منہ الخبر کفت وادعت النحلہ یعنی شیخ ابو علی جو اساتذہ صاحب مغنی سے ہی وہ کہتا ہے کہ سائل نے جو یہ کہا کہ جناب سیدہ نے پہلے ہبہ کا دعوی کیا اور جب وہ دعوی رد ہوا تو وراثت کا دعوی کیا تو اسکا جواب یہ ہی کہ نہیں دعوی ارث مقدم تھا جب ابو بکر سے اوس حدیث کو سنا تو اوس دعوی سے باز رہیں اور ہبہ کا دعوی کیا۔

یہ قول ابو علی ہی مگر اسکی کوئی سند نہیں دی بلکہ صرف ایک دعوی ہی جسکے وہ مدعی ہیں بلا دلیل اسکے جواب میں جناب سید مرتضے فرماتے ہیں ص ۳۰۷ ابن ابی الحدید۔

فاما انکار ابی علی لان یکون ادعاء النحل قبل دعوی المیراث وعکسہ الامر فیہ فاول ما فیہ انا لا نعرف لہ غرضا صحیحا فی انکار ذلک لان کون احد الامرین قبل الآخر لا یصحح لہ مذھبا ولا یفسد علی مخالفہ مذھبا ثم ان الامر فی ان الکلام فی النحل کان المتقدم ظاہر والروایات کلھا بہ واردۃ وکیف یجوز ان

تبتدی بالمیراث فیما تدعیہ لبینہ نحلۃ اولیس ھذا یوجب ان تکون قد طالبت بحقہا من وجہ لا تستحقہ منہ مع الاختیار وکیف یجوز ذلک والمیراث یشرکہا فیہ غیرھا والنحل تفرد بہ ولا ینقلب مثل ذلک علینا من حیث طالبت بالمیراث بعد النحل لانہ فی کل ابتداء طالبت منہ بالنحل وھو الوجہ الذی تستحق منہ فدک فلما دفعت عنہ طالبت ضرورۃ بالمیراث وللمدفوع عن حقہ ان یتوصل الی تناولہ بکل وجہ وسبب وھذا بخلاف قول ابی علی انہ اضاف الیہا ادعاء الحق لا تستحقہ منہ وھی مختارۃ۔

یعنی ابو علی نے جو انکار کیا ہے تقدم دعوے ہبہ سے تو پہلے یہ ہی کہ نہیں معلوم اس سے کیا غرض ہے کیونکہ تقدم وتاخر کسی دعوے سے اوسکو کوئی فائدہ نہیں ہو نہ اس سے اونکو کچھ نفع ہے نہ ہمارا ضرر دوسرے یہ کہ روایتیں جتنی وارد ہیں وہ تو یہی بتا رہی ہیں کہ دعوی ہبہ مقدم ہے تیسرے یہ کیونکر جائز ہے کہ جس امر میں مدعی ہبہ ہیں اوسی میں پہلے دعوی میراث کریں کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ جناب سیدہ نے با وصف قدرت واختیار وہ دعوی کیا جس کے رو سے وہ مستحق نہ تھیں چوتھے یہ کہ اگر دعوی میراث کرتیں تو اس میں وہ منفرد نہ ہوتیں کیونکہ اور بھی ورثہ تھے بخلاف ہبہ کہ اوس میں وہ منفرد تھیں اور یہ سب الزام ہمپر نہیں وارد ہوتا جو ہم قائل تقدم ہبہ ہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں پہلے حضرت نے دعوی ہبہ کیا جس سے وہ ہر طرح مستحق تھیں جب وہ دعوے نہ قبول کیا گیا تو میراث کا دعوی کیا کیونکہ حق دار کو ہر طرح حق ہے کہ وہ اپنا حق حاصل کرے جسطرح ہو سکے۔

علامہ ابن ابی الحدید ان اقوال کو لکھکر فیصلہ دیتے ہیں وما ذکرہ المرتضی ان الحال یقتضی ان یکون البدایۃ بدعوی النحل صحیح ۳۰۶

کہ جو کچھ سید مرتضے نے لکھا ہے کہ مقتضائے حال یہی ہے کہ دعوی ہبہ مقدم ہو یہ صحیح ہی پھر حیف ہی کہ جب اس مناظرہ تحریری کی ابتدا ہوئی اوسی وقت سے جب اس کی بحث چلی آرہی ہی تو نہ معلوم مولویصاحب نے اوس سے کیونکر چشم پوشی کی اور علامہ کے طرف اسکی نسبت کی کہ اونھوں نے دعوی میراث کو پہلے لکھا افسوس دیانت وامانت اس قدر سی

ایسا مسلوب ہے کہ نقل قول مخاطب میں بھی دیانت کو راہ نہیں دیتے تو پھر کیا امید ہو سکتی ہے کہ یہ حق کو قبول کرینگے۔

پھر لکھتے ہیں اس لیئے سب سے پہلے اس بحث میں یہ امر قابل تصفیہ ہے کہ کونسا دعوی مقدم تھا" مگر افسوس کوئی ذریعہ اسکا نہ بتایا کہ تصفیہ ہو تو کیونکر۔ کیونکہ جناب سید مرتضے نے تو دلائل عقلی و نقلی دونوں سے اسکا تصفیہ کیا کہ دعوی ہبہ مقدم تھا مگر آپ تو اسکا ذکر بھی نہیں کرتے چہ جائیکہ جواب دیں حالانکہ وہ دلائل ایسے قوی ہیں کہ ابن ابی الحدید کو بھی ماننا پڑا کہ دعوے جناب سیدہ بہت صحیح ہے۔

رہا آپ کا یہ کہنا حالانکہ اہلسنت کے نزدیک کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعوی ثابت ہی نہیں" ایسا دعوی ہے جس کی کوئی حد نہیں مگر شکر خدا کہ آپ نے اوسطرحکا ادعا نہیں کیا جو شاہ صاحب فرما گئے ہیں کیونکہ وہ تو لکھتے ہیں دعوی ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی و ام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است" جس سے معلوم ہوا کہ وہ مطلق وجود روایات کے کتب اہلسنت میں منکر ہیں اور آپ کے انکار میں یہ قید بڑھا دی گئی ہے "کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعوی ثابت ہی نہیں"

یہ نتیجہ ہے مساعی جمیلہ علمائے اعلام شیعہ کا جنھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ کتب اہلسنت میں اسکی روایتیں موجود ہیں جس سے آپ کو بھی کسیطرح وجود روایات کا اقرار کرنا پڑا کہ اب اونکو صحیح نہ مانیے کیونکہ جب اپنی ضرورت پر صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت سے انکار کر دیا جاتا ہے تو اور کسی روایت کے انکار صحت میں کب تامل ہو سکتا ہے۔

دیکھیے جس کتاب تشیید المطاعن کا نام مارے خوف کے آپنے بہت دھیمی آواز سے لیا تھا اوس نے شاہ صاحب کے اس فقرہ "در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست" کا کس بلند آواز سے جواب دیا ہے فرماتے ہیں انکار وجود این دعوی و شہادت در کتب اہلسنت ناشی از کمال عناد و تعصب ست زیرا کہ این دعوے در کتب کثیرہ و اسفار معتبرہ ایشان مذکور است مثل تصانیف عمرو بن شبہ ثقہ مورخ و ابوبکر جوہری مغنی قاضی القضاۃ ملل و نحل شہرستانی

وکتاب الموافقہ ابن السمان ومعجم البلدان یاقوت حموی ومحلی ابن حزم ونہایت العقول۔ و تفسیر کبیر مسمٰی بمفاتیح الغیب وریاض النضرہ وکتاب الاکتفا وفصل الخطاب ومواقف وشرح مواقف وجواہر العقدین ووفاء الوفا وخلاصۃ الوفا ہرسہ از سید سمہودی وحاشیہ صلاح الدین رومی بر شرح عقائد نسفی از نصرالدین زاہد وصواعق محرقہ وبراہین قاطعہ وصواقع کابلی ومقصد اقصے ومعارج النبوۃ وحبیب السیر وروضۃ الصفا ودر بسیارے ازین کتب وقوع این شہادت ہم برین دعویٰ مذکور است ص ۲۲۹ تشیید المطاعن۔

کیا جو روایت پچیس کتاب میں کتب معتبرہ اہلسنت سے مذکور ہو اوس کے نسبت کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے درکتب اہلسنت اصلا موجود نیست۔

مولوی مہدی علیخاں مصنف آیات بینات نے اس عبارت کو ضرور دیکھا ہوگا اس لئے یہ تو نہ کہہ سکے کتب اہلسنت میں نہیں ہے بلکہ یہ کہا ”اہلسنت کے نزدیک کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعویٰ ثابت ہی نہیں ہے“ جس سے وہ اس الزام سے تو محفوظ رہے کہ بدیہیات کے منکر ہیں مگر یہ الزام اون پر قائم رہا کہ اونھوں نے ایسے ایسے علما کو غیر معتبر اور راوی روایت غیر صحیح قرار دیا حالانکہ ہر ہر عالم اونکا ایسا ہے کہ اونکی کفش برداری کی لیاقت بھی شاہ صاحب کو یا مولوی مہدی علیخاں کو نہیں ہے۔

(۱) عمر بن شبہ کی روایت جواہر العقدین سید سمہودی میں اسطرح ہے کمافی تشیید المطاعن ص ۲۳۱

قلت لزید بن علی وانا ارید ان اہجن امر ابی بکر ان ابا بکر انتزع فدک من فاطمۃ فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا فعلہ رسول اللہ فاتتہ فاطمہ رض فقالت ان رسول اللہ صلعم اعطانی فدک فقال لہا ہل لک علی ہذا بینۃ فجاءت بعلی فشہد لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت الستما تشہدان انی من اہل الجنۃ قالا بلی قال ابو زید یعنی انہا قالت ذلک لابی بکر وعمر قالت فانا اشہد ان رسول اللہ صلعم اعطا فاطمۃ فدک فقال ابو بکر فرجل وامراۃ اخری تستحقین بہا القضیہ ثم قال وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت بقضاء ابی بکر۔

یعنی راوی نے حضرت زید شہید سے کہا باین غرض کہ کچھ ابوبکر کی تہجین کریں کہ ابوبکر نے

فدک کو جناب سیدہ سے نکال لیا تو جواب میں کہا ابوبکر مرد رحیم تھے وہ مکروہ سمجھتے تھے کہ حضرت ؐ کے کسی عمل کے خلاف کریں جناب سیدہ نے آکر فدک کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ہمکو رسول اللہ نے ہبہ کیا ہے ابوبکر نے کہا کوئی گواہ بھی ہے جناب سیدہ حضرت علیؑ وام ایمن کو لائیں۔ ام ایمن نے کہا کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ ہم اہل بہشت سے ہیں ابوبکر نے کہا بیشک تب ام ایمن نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ نے ان کو فدک ہبہ کیا ہی ابوبکر نے کہا کیا تم چاہتی ہو کہ ایک عورت ایک مرد کے گواہی سے مستحق ہو جاؤ حضرت زید نے اس واقعہ کو بیان کر کے کہا قسم خدا کی کہ اگر یہ مقدمہ ہم تک رجوع کرتا تو ہم بھی مطابق فیصلہ ابوبکر حکم دیتے۔

آپ جانتے ہیں یہ حافظ عمر بن شبہ راوی روایت کیسے بزرگ ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی صفحہ ۹۹ جلد ۲ میں ہے۔

عمرو بن شبہ بن عبیدہ الحافظ العلامۃ الاخباری ابوزید النمیری البصری صاحب التصانیف عن یوسف بن عطیہ وعندر ویحیی بن سعید القطان وعبد الوہاب الثقفی وعدہ وعنہ ابن ماجہ والمحاملی ومحمد بن احمد الاثرم ومحمد خلق وکان بصیرا بالسیر والمغازی وایام الناس صنف تاریخا للبصرۃ وکتاب فی اخبار المدینۃ وغیر ذلک وثقہ الدار قطنی وغیرہ مات بسامرا فی جمادی الاخری سنہ اثنتین وستین ومائتین ولہ تسعون الا اشہر

یعنی عمرو بن شبہ حافظ۔ علامہ اخباری ہیں صاحب تصانیف کثیرہ یوسف بن عطیہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابن ماجہ ومحاملی وغیرہ یہ عالم سیر ومغازی وحالات زمانہ تھے تاریخ بصرہ اور ایک کتاب اخبار مدینہ میں اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے۔

اور مولوی صدیق حسین خانصاحب تاج مکلل میں لکھتے ہیں ص ۵۳

ابو زید عمرو بن شبہ واسمہ زید وشبہ لقب ابن عبیدہ بن زید ویقال ابن الرابطہ النمیری البصری کان صاحب اخبار ونوادر واطلاع کثیر وصنف تاریخ البصرۃ

سمع منہ ابو محمد بن الجارود وسئل عنہ ابو حاتم الرازی فقال صدوق وروی عنہ الحافظ محمد بن ماجہ صاحب السنن وغیرہ ولد فی رجب سنہ ۱۷۳ھ وتوفی سنہ ۲۶۲ھ وقیل سنہ ۲۶۳ھ بسر من رای رحمہ اللہ۔

عمر بن شبہ صاحب اخبار و نوادر تھے اور کثیر الاطلاع تاریخ بصرہ اون کی تصنیف ہی کسی نے ابو حاتم رازی سے ان کے بارے میں سوال کیا تو وہ کہا صدوق ہیں انسے ابن ماجہ روایت کرتے ہیں ولادت سنہ ۱۷۳ھ وفات سنہ ۲۶۲ھ یا سنہ ۲۶۳ھ

پھر حیف ہی کہ کوئی سنی اس روایت کو غیر صحیح یا معتبر کہے حالانکہ امام دارقطنی اور ابو حاتم رازی جو جرح رواۃ میں بڑے سخت تھے اون کو صدوق کہتے ہیں اور اون کے ادنے ایک شاگرد ابن ماجہ کی سنن صحاح ستہ میں داخل کیجاتی ہے۔

(۴) مجد مورخ کی روایت خود وفا الوفا باخبار دار المصطفےٰ صفحہ ۱۶۰ جلد ۲ میں ہی

واما ما ذکرہ المجد من ان فاطمۃ رض ادعت نحلۃ فدک فروی ابن شبۃ ما یشھد لہ عن النمیری بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ادید ان اھجن امر ابی بکر ان ابا بکر انتزع من فاطمۃ رض فدک فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ صلعم فاتتہ فاطمۃ فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال لھا ھل لک علی ھذا بینۃ فجاءت بعلی رض فشھد لھا ثم جاءت بام ایمن فقالت الیس تشھد من اھل الجنۃ قال بلی قالت فاشھد ان النبی اعطاھا فقال ابو بکر برجل وامرءۃ تستحقینھا او تستحقین بھا القضیۃ قال زید بن علی وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت بھا بقضاء ابی بکر

یعنی مجد مورخ نے فدک کے ترجمہ میں لکھا ہے جسکا مقتضی یہ ہی کہ عمر نے جو جناب امیر و حضرت عباس کو رد کیا اور جس میں خصومت ہوئی وہ فدک تھا اسی کے بارے میں جناب سیدہ نے دعوی کیا تھا کہ رسول اللہ نے ہبہ کیا ہی جسپر جناب امیر و حضرت ام ایمن نے گواہی دی اور ابو بکر نے کہا اے بضعۃ الرسول ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی کافی نہیں ہی اس کے بعد جب فتوحات بڑہے تو عمر کا کا اجتہاد اسطرف معزول ہوا کر واپس دیں جسپر جناب امیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اپنے حیات میں

اسکو فاطمہؑ کو دیا تھا اور عباس انکار کرتے تھے اور دونوں لڑتے جھگڑتے عمر کے پاس آتے اور وہ کہتے ہم فیصلہ نہیں کریں گے تملوگ خود فیصلہ کر لو۔

ابوبکر جوہری کی عبارت شرح ابن ابی الحدید میں یہ ہے۔ فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال لہا ھل لک علی ذلک بینۃ فجاءت بعلی فشھدت لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت تشھد ان انی من اھل الجنۃ قال بلی ایونس یعنی انھا قالت ذلک لابی بکر و عمر قالت فانا اشھد ان رسول اللہ اعطا فاطمۃ فدک فقال ابوبکر فرجل و امرءۃ اخری تستحقین بھا القضیۃ

ترجمہ وہی ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی کیا اور جناب امیر وام ایمن نے گواہی دی مگر ابوبکر نے کہا ایک مرد اور ایک عورت کے گواہی سے کیونکر مستحق ہو گئی ہو۔ قاضی القضاۃ عبدالجبار کی عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے علامہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل میں لکھتے ہیں ص۲۳ حاشیہ الفصل الخلاف الثالث فی امر فدک والتوارث عن النبی ودعوی فاطمۃ علیہا وعلیہا السلام وراثۃ تارۃ وتملیکا اخری حتی دفعت عن ذلک بالروایۃ المشھورۃ عن النبیؐ نحن معاشر الانبیاء لانورث۔

یعنی جناب سیدہ نے کبھی وراثت کا دعوی کیا اور کبھی تملیک کا مگر ہر دفعہ حدیث مشہور نحن معاشر الانبیاء کے ذریعہ سے وہ معصومہ رد کی گئیں تھیں

کتاب الموافقۃ ابن السمان کی روایت فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا میں اسطرح ہے۔ قال ابن السمان فی کتاب الموافقۃ فی ذکر فاطمۃ رض وابی بکر جاءت فاطمۃ رض الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک فان رسول اللہ وھبہالی فقال صدقت یا بنت رسول اللہ ولکنی رایت رسول اللہ یقسمھا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یعطیکم منھا قوتکم فما تصنعین بھا فقلت افعل فیھا کما کان یفعل فیھا ابی رسول اللہ۔

ابن السمان نے کتاب الموافقہ میں لکھا ہے کہ جناب سیدہ ابوبکر کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا کہ فدک ہمکو دیدو کہ یہ رسول اللہ نے ہمکو ہبہ کیا ہے ابوبکر نے کہا دعوی آپکا سچ ہے مگر ہمنے رسول اللہ کو دیکھا تھا کہ آپ لوگوں کو قوت دیکر اسے فقراء و مساکین پر تقسیم کرتے تھے پھر آپ کیا کیجیے گا فرمایا کہ جو کام رسول اللہ کرتے تھے وہی ہم بھی کریں گے

یاقوت حموی کی عبارت معجم البلدان سے احقاق الحق قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہ میں
اسطرح ہے وھی التی قالت فاطمہ ان رسول اللہ نحلنیھا فقال ابوبکر اریدبذلک شھودا
ولھا قصہ یعنی فدک وہی ہے جسکا مطالبہ جناب سیدہ نے کیا تھا کہ رسول اللہ نے ہمکو ہبہ کیا ہے جس پر
ابوبکر نے کہا ہم گواہ چاہتے ہیں اور اسکا قصہ ہے۔

ابن حزم اندلسی کی عبارت محلی میں یہ ہے روی ان علی بن ابیطالب شھد لفاطمۃ عند ابی بکر
الصدیق ومعہ ام ایمن فقال لہ ابوبکر لو شھد معک رجل او امرءۃ اخری لقضیت
لھا بذلک تشئید ص ۲۳۵

یعنی جناب امیر نے اور ام ایمن نے گواہی دی جس پر ابوبکر نے کہا اگر ایک مرد یا ایک عورت اور
اور ہوتی تو ہم آپکے مطابق فیصلہ کرتے۔

امام ابن حزم کوئی معمولی شخص نہیں ہیں خود مجتہد ہیں اور ایسے مجتہد کہ ائمہ اربعہ پر غالب آگئے تذکرۃ الحفاظ
علامہ ذہبی جلد ۳ ص ۳۴۱

امام ابن حزم الامام العلامۃ الحافظ الفقیہ المجتہد ابو محمد علی بن احمد وکان الیہ
فی الذکاء والحفظ وسعۃ الدائرۃ فی العلوم وکان شافعیا ثم انتقل الی القول بالظاھر و
نفی القول بالقیاس وتمسک بالعموم والبراءۃ الاصلیہ وکان صاحب فتوی فیہ دین وتورع
وتزھد وتحر الصدق + وکتاب المحلی فی الفقہ علی مذھبہ واجتہادہ مجلد وشرحہ ھو
المحلی فی ثمان مجلدات + وتعلق بمذھب الشافعی ثم انتسب الی داؤد ثم خلع الکل واستقل
بنفسہ وزعم انہ امام الامۃ یضع ویرفع ویحکم ویشرع ۴۵۶ھ وفات

ابن حزم امام - علامہ حافظ - فقیہ - مجتہد ہیں ابو محمد علی بن احمد نام ہے ذہن میں - ذکا میں حفظ میں
اور وسعت دائرہ علم میں اون کے طرف انتہا ہے پہلے شافعی تھے پھر ظاہر ہوئے پھر خود مستقل مذہب
مستقل بنے اور دعوی کیا کہ وہ تمامی امت کے امام ہیں جو چاہیں حکم دیں جس حکم کو چاہیں وہ
اوٹھا دیں شرع میں دخل دیتے اپنے محلی کتاب کی جو اپنے مذہب میں لکھی تھی آٹھ جلد میں
شرح کی صاحب فتوی اور دین ورع و زاہد تھے اور صدق و راستی کے بڑے پابند تھے
تو پھر کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ انھوں نے جس روایت کو خاص اپنے مذہب کی کتاب میں

لکھا وہ روایت غیر صحیح یا غیر معتبر ہو مولوی صدیق حسن صاحب تاج مکلل میں لکھتے ہیں کہ شیخ عارف محی الدین بن عربی لکھتے ہیں وھذہ غایۃ الوصلۃ ان یکون الشیئ عین ماظھر لا یعرف انہ ھوکما رایت النبی ﷺ وقد عانق ابا محمد بن حزم المحدث فغاب الواحد فی الاٰخر فلم یر الا واحد وھو رسول اللہ فھذہ غایۃ الوصلۃ وھو المعبر عنہ بالاتحاد الی الاثنین عین الواحد صفحہ ۵۱۔

کہ انتہائے وصلہ یہ ہے کہ دو شئی ایک ہو جائے کہ دو نہ معلوم ہو چنانچہ ہمنے رسول اللہ کو دیکھا کہ حضرت نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا تو ایک شخص دوسرے میں غائب ہو گیا بجز رسول اللہ کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا اسکا نام اتحاد ہے کہ دو شخص ایک ہو جائیں۔

تو کیا ایسے شخص کیطرف گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی بنا کسی ایسے حدیث پر رکھے جو غیر صحیح یا غیر معتبر ہو

نہایۃ العقول فخر رازی کی عبارت حسب ذیل ہے۔ قولہ ثانیا انہ منعہا عنہ کا قلنا لو وجب علیہ تصدیقہا فی ھذہ الدعوی لکان ذلک امالما بین کونہ من وجوب عصمتہا وقد سبق الکلام علیہ او لبینۃ لکن البینۃ الشرعیۃ ماکانت حاصلۃ لا یقال فیلزم ان تکون فاطمۃ ؓ طالبۃ ذلک من غیر بینۃ وذلک لایلیق بہا لانا نقول لعلہا کانت تذھب الی ان الحکم بالشاھد الواحد والیمین جائز علی ماذھب الیہ بعضھم وان ابا بکر ماکان یذھب الی ذلک۔

یعنی یہ جو کہا کہ ابو بکر نے فدک کو روکا تو اسکا یہ جواب ہے کہ جناب سیدہ کے دعوی کی تصدیق اس وجہ سے لازم تھی کہ وہ معصوم تھیں تو اس کے متعلق لکھ چکے ہیں اور اگر گواہی کیوجہ سے لازم تھی تو ظاہر ہے کہ نصاب پورا نہیں ہوا اب اگر یہ کہو کہ پھر لازم آتا ہے جناب سیدہ بلا بینہ وثبوت شرعی طالب تھیں جو کسی طرح اون کے شان کے لائق نہیں ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ ممکن ہے اون کا یہ مذہب ہو کہ ایک گواہ قسم کیساتھ حکم جائز ہے جیسا کہ اور ونکا بھی مذہب ہے اور ابو بکر کا یہ مذہب نتھا۔

اس عبارت سے بھی بخوبی معلوم ہوا کہ امام فخر رازی بھی اس دعوی ہبہ کو تسلیم کرتے ہیں کہ جناب

سیدہ نے دعوی ہبہ کیا اور گواہی شاہدی بھی گذری مگر ابو بکر نے نہ مانا۔

تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۰۶ اس یہ ہے۔ الاول ان ھذہ الآیۃ ما نزلت فی قری بنی النضیر لانھم اوجفوا علیھم بالخیل والرکاب وحاصرھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمون بل ھو فی فدک وذلک لان اھل فدک انجلوا عنہ فصارت تلک القری والاموال فی ید الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من غیر حرب فکان صلی اللہ علیہ وسلم یاخذ من غلۃ فدک نفقتہ ونفقۃ من یعولہ ویجعل الباقی فی السلاح والکراع فلما مات صلی اللہ علیہ وسلم ادعت فاطمۃ رضی اللہ عنہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان نحلہا فدک فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ انت اعز الناس علی فقراً واحبہم الی غنی لکنی لا اعرف صحۃ قولک ولا یجوز ان احکم بذلک فشہد لہا ام ایمن ومولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطلب منہا ابوبکر رضی اللہ عنہ شاہد الذی یجوز قبول شہادتہ فی الشرع فلم یکن فاجری ابوبکر ذلک علی ما کان یجریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینفق منہ علی من کان ینفق علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویجعل ما یبقی فی السلاح والکراع وکذلک عمر رضی اللہ عنہ جعلہ فی ید علی رضی اللہ عنہ لیجریہ علی ھذا المجری ورد ذلک فی آخر عہد عمر رضی اللہ عنہ وقال ان بنا عنہ غنی وبالمسلمین الیہ حاجۃ وکان عثمان رضی اللہ عنہ یجریہ کذلک ثم صار الی علی رضی اللہ عنہ فکان یجریہ ھذا المجری فالائمۃ الاربعۃ اتفقوا علی ذلک۔

خلاصہ مضمون وہی ہے کہ جناب سیدہ نے دعوی کیا کہ رسول اللہ نے فدک ہمکو ہبہ کیا ہے ابوبکر نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپکا دعوی سچا ہے یا کیا لہذا گواہ لائیے جناب سیدہ نے ام ایمن کو پیش کیا اور ایک غلام آزاد کردہ رسول اللہ کو۔ ابوبکر نے کہا ایسا گواہ لائیے جسکی شہادت شرع میں مقبول ہو مگر نہ لا سکیں لہذا ابوبکر اوسیطرح عمل کرتے رہے جو طریق عمل رسول تھا آخر میں عمر نے جناب امیر کے حوالہ کیا کہ مطابق عمل رسول عمل کریں پھر پھیر دیا کہ ہمکو اسوقت ضرورت نہیں ہے اور مسلمانوں کو ضرورت ہے عثمان کا بھی یہی دستور رہا اور جناب امیر بھی اسی کے مطابق عمل کرتے رہے تو ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق رہا۔

محب طبری کی عبارت ریاض النضرہ صفحہ ۱۳ جلد اول میں یہ ہے

وعن عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم عن ابیہ قال جاءت فاطمۃ رضی اللہ الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھبہا لی، قال صدقت یا بنت رسول اللہ ولکن رأیت رسول اللہ صلعم یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یعطیکم منہا قوتکم فماتصنعین بہا الخ

پھر دوسرے مقام پر ہے وعنہ عن زید بن علی وقد سال عن امر فدک قال ان فاطمۃ ذکرت لابی بکر ان النبی اعطاہا فدک فقال ائتنی علی ما تقولین بالبینۃ فجاءت برجل وامرأۃ قال ابوبکر رجل مع الرجل او امرأۃ مع الامرأۃ فاعیت فقال زید وایم اللہ لو رجع القضاء الی لقضیت بما قضی بہ ابوبکر۔

کتاب الاکتفا ابراہیم بن عبد اللہ یمنی شافعی کی عبارت یہ ہے۔ ابن شبۃ عن النمیر بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید ان اھجن امر ابی بکر وعمر ان ابابکر انتزع من فاطمہ فدک فقال ان ابابکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتت فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی فدک فقال لہا ھل لک علی ھذا بینۃ فجاءت بعلی رضی اللہ فشہد لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت الیس تشہد انی من اھل الجنۃ قال بلی قالت فاشہد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطاہا فدک فقال ابوبکر فرجل وامرأۃ تستحقہا او تستحقین بہا القضیۃ ثم قال زید بن علی وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت فیہا بقضاء ابی بکر اخرجہ فی الموافقۃ

پھر اوسی کتاب میں ہے وعن ابی الجارود سئل زید بن علی عن امر فدک فقال فاطمۃ ذکرت لابی بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطاہا فدک فقال ائتنی علی ما تقولین بالبینۃ فجاءت برجل وامرأۃ فقال ابوبکر رجل مع الرجل وامرأۃ مع الامرأۃ فاعیت ثم قال زید وایم اللہ لو رجع القضاء الی لقضیت بما قضی بہ ابوبکر اخرجہ فی الموافقۃ

خواجہ محمد پارسا کی عبارت سابقا مذکور ہوئی ملاحظہ ہو قول ابن السمان۔

مواقف شرح مواقف کی عبارت یہ ہے۔

فان قیل ادعت فاطمۃ ع انہ ص نحلہا ای اعطاہا فدک نحلۃ وعطیۃ وشہد علیہ علی ع والحسن والحسین وام کلثوم والصحیح ام ایمن فرد ابوبکر شہادتہم فیکون ظالما قلنا اما الحسن والحسین فللفرعیۃ لان شہادۃ الولد لا یقبل لاحد ابویہ والجد عند اکثر اہل العلم وایضا ہما کانا صغیرین فی ذلک الوقت واما علی وام ایمن فلقصورہما عن نصاب البینۃ وہو رجلان او رجل وامراتان انتہی

۱۲
جواہر العقدین کی عبارت ۱۱ میں مذکور ہوئی۔

۱۴ حکّ
وفا الوفا کی عبارت ۱۲ میں مذکور ہوئی اوس کے بعد خود مصنف کتاب لکھتے ہیں۔ واما ما ذکرہ المجد من ان فاطمۃ رضی اللہ عنہا ادعت نحلۃ فدک فروی ابن شبۃ ما یشہد لہ عن النمیر بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید ان اہجن امر ابی بکر ان ابا بکر انتزع من فاطمۃ فدک فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ ص فاتتہ فاطمۃ فقالت ان رسول اللہ ص اعطانی فدک فقال لہا ہل لک علی ہذا بینۃ فجاءت بعلی رض فشہد لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت الیس تشہد انی من اہل الجنۃ قال بلی قالت فاشہد ان النبی اعطاہا فقال ابوبکر برجل وامراۃ تستحقینہا او تستحقین بہا القضیۃ قال زید بن علی وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت فیہا بقضاء ابی بکر۔ ص ۱۳۱

۱۵
حاشیہ صلاح الدین رومی کی عبارت یہ ہے ومن منع الارث وفدک بالنحلۃ وقع بین فاطمۃ وابی بکر بغض وتشاجر ولم تتکلم معہ مدۃ حیاتہا کما فی التشئید ص ۲۳۱

یعنی چونکہ ابوبکر نے میراث جناب سیدہ کو اور دعوی ہبہ کو فدک سے ابوبکر نے روکا لہذا جناب سیدہ و ابوبکر میں بغض وتشاجر پیدا ہوا جس سے جناب سیدہ نے ابوبکر سے مدۃ العمر کلام نہیں کیا۔

۱۶
صواعق محرقہ ابن حجر مکی کی عبارت یہ ہے ص ۲۱ مطبوعہ مصر۔ ودعواہا ان النبی نحلہا فدکا لم تات علیہا الا بعلی وام ایمن فلم یکمل نصاب البینۃ علی ان فی قبول شہادۃ الزوج لزوجتہ خلافا بین العلماء وعدم حکمہ بشاہد ویمین اما لعلہ کونہ ممن لا یراہ ککثیرین من العلماء وانہا لم تطلب الحلف مع من شہد لہا وزعمہم ان الحسن والحسین وام کلثوم شہدوا لہا باطل علی ان شہادۃ الفروع والصغیر غیر مقبولۃ وسیاتی عن الامام زید بن علی

بن الحسین رض انہ صوما فعلہ ابوبکر و قال لو کنت مکانہ لحکمت بمثل ما حکم بہ
وفی روایۃ ثانی فی الباب الثانی ان ابابکر کان رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ
رسول اللہ فاتتہ فاطمۃ رض فقالت ان رسول اللہ ص اعطانی فدک فقال ھل لک بینۃ
فشھد لہا علی وام ایمن فقال لہا فبرجل وامرأۃ تستحقینہا ص۲

یعنی جناب سیدہ نے جو دعوی ہبہ فدک کیا تو اوس پر بجز جناب امیر وام ایمن کوئی گواہ نہ لاسکیں
جس سے گواہی کا نصاب پورا نہیں ہوا حالانکہ علما کے یہاں اس میں اختلاف ہی کہ شوہر کی
گواہی زوجہ کیلئے قبول ہوسکتی ہے یا نہیں رہا یہ امر کہ ایک گواہ اور قسم پر کیوں نہ فیصلہ کیا گیا
(کہ گواہی کے بعد جناب سیدہ سے قسم لیجاتی) تو ممکن ہے کہ ابوبکر کی رائے میں یہ درست نہ ہو
جیسا کہ اکثر علما کا مذہب ہی یا یہ کہ چونکہ شہادت گذر چکی تھی حلف نہ طلب کیا گیا ہو۔

رہا یہ گمان کہ جناب امام حسن و امام حسین وام کلثوم نے گواہی دی تو یہ باطل ہی حالانکہ
شہادت فروع وصغیر غیر مقبول ہے اور قریب ہے کہ حضرت زید بن علی بن الحسین سے یہ روایت
آئے کہ اونھوں نے فیصلہ ابوبکر کی تصویب کی اور کہا کہ اگر ابوبکر کے جگہہ ہم ہوتے تو ہم بھی یہی
فیصلہ کرتے دوسرے باب میں یہ روایت آئی ہے کہ ابوبکر رحیم تھے اور کسی امر میں تغیر دینا پسند نہ
کرتے تھے جو رسول اللہ کرتے تھے او حضرت سیدہ آئیں اور کہا کہ ہمکو رسول اللہ ہبہ کر گئے
ہیں تو ابوبکر نے کہا کوئی گواہ بھی ہے تو حضرت امیر وام ایمن نے گواہی دی جسپر ابوبکر نے کہا کہ ایک مرد
اور ایک عورت کے گواہی سے مستحق ہو جاؤگی۔

پھر باب دوم ص۳۱ میں لکھتے ہیں واخرج الحافظ عمر بن شبہ ان زیدا ھذا الامام الجلیل
قیل لہ ان ابابکر انتزع من فاطمۃ فدک فقال انہ کان رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا
ترکہ رسول اللہ فاتتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال
ھل لک بینۃ فشھد لہا علی وام ایمن فقال لہا برجل وامرأۃ تستحقینہا ثم قال زید
واللہ لو رجع الامر فیہا الی لقضیت بقضاء ابی بکر انتھی۔

وہی روایت ہے جو مکرر مذکور ہوئی کہ ابوبکر نے جب فدک کو نکالا ہے تو جناب سیدہ نے
کہا رسول اللہ ہمکو فدک دے گئے ہیں جس پر ابوبکر نے گواہ طلب کیا اور جناب امیر وام ایمن نے

گواہی دی حضرت زید کہتے ہیں کہ اگر یہ مرافعہ ہم تک آتا تو ہم بھی یہی فیصلہ دیتے۔

براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ تصنیف کمال الدین ابن فخر الدین جہرمی میں ہے

اما آنکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دعوی کرد کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فدک باو بخشید و تملیک او کرد۔ باین معنی علی رضی اللہ عنہ وام ایمن ادائے شہادت کردند بصحت نرسید و بر تقدیر وقوع دعوی تملیک اداتیان بعلی رض وام ایمن جہت ادائے شہادت چوں نصاب بینہ کہ دو مرد است یا چہار زن باتمام نرسیدہ بود بنا برایں ابوبکر رض در حکم تامل فرمود بدانکہ در قبول شہادت زوج برائے زوجہ خلافی میان علما است و اما آنکہ بیک گواہ و قسم حکم نکردہ است بنا بر آنست کہ بسیارے گروہ از علما برین نرفتہ اند با آنکہ بعد ان شہادت یک کس فاطمہ رض طلب بین نکرد و ساکت شد و آنچہ زعم کردہ اند کہ حسن و حسین وام کلثوم رضی اللہ عنہم گواہی دادند آن زعم باطل است با آنکہ شہادت فرع و صغیر مقبول نیست و بعد ازیں خواہد آمد روایت از امام زید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم کہ رائے ابوبکر رضی اللہ را دریں باب صواب دانست وگفت اگر بجائے ابوبکر من می بودم حکم میکردم ہمیں طور ق کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کرد و ابوبکر رضی اللہ عنہ مردی رحیم بود و مکروہ میداشت کہ تغیر کند چیزے را کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گذاشتہ بود پس فاطمہ رضی اللہ عنہا نزد او آمد وگفت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک رامن عطا فرمودہ ابوبکر رضی اللہ عنہا گفت شاہدی دریں باب است آنگاہ علی رضی اللہ عنہ وام ایمن گواہی دادند بعد ازاں ابوبکر رضی اللہ عنہ گفت شہادت مردے و زنے مستحق این می شوی باز زید رضوان اللہ علیہ گفت بخدا سوگند کہ اگر مرافعہ این امر نزد یک من میگذشت حکم میکردم بانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حکم کردہ است پھر لکھتے ہیں۔

روایت کرد حافظ عمر بن شبہ کہ با امام زید گفتند کہ ابوبکر از فاطمہ رضی اللہ عنہا انتزاع فدک نمود باز امام زید گفت انہ کان رحیما وکان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقالت لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی فدک فقال ہل لک بینۃ فشہد لہا علی وام ایمن رضی اللہ عنہما فقال لہا برجل وامرأۃ تستحقین ثم قال زید واللہ لو رجع الامر فیہا الی لقضیت بقضاء ابی بکر رضی اللہ عنہا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ شخصی مہربان رقیق القلب بود و مکروہ میداشت کہ ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از

حالیکہ بود تغیر نماید آنگاہ فاطمہؓ نزد او آمد و گفت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک را بمن دادہ
است ابوبکر رضی اللہ عنہ گفت آیا ترا شاہدی درین باب است پس علی و ام ایمن رضی اللہ
عنہما گواہی دادند آنگاہ ابوبکر رضی اللہ عنہ گفت بشہادت مردی و زنی مستحق آن میشوی باز
زید رضی اللہ عنہ گفت بخدا سوگند کہ اگر این امر بمن رجوع کردہ شدہ بودے ہر آئینہ حکم میکردم
بطریقی کہ ابوبکر رضی اللہ حکم کرد۔

۲۲ صواقع خواجہ نصر اللہ کابلی میں ہے السابع انہ منع فاطمۃ فدکا وقد ادعت انہ وھبہا ایاہا
فلم یصدق قہا مع عصمتہا فجاءت بعلی وام ایمن فرد شہادتہما فغضبت عند ذلک
وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبہا فقد اغضبنی وھو باطل
لان الموھوب لا یصیر ملکا للموھوب لہ الا بعد التصرف وکان فی یدہ یتصرف فیہ
کما یشاء الی ان قضی نحبہ ولم یرد شہادتہما بل طلب امرأۃ اخری لیتم نصاب الشہادۃ
فلو حکم لخالف النص انتہی۔

۲۳ حبیب السیر میں ہے۔ در مقصد اقصی درین عبارت مزبور است
کہ بعضی گویند حضرت رسالت بسوئے فدک امیر المومنین علیؑ را فرستاد و مصالحہ بر دست امیر
واقع شد بران نہج کہ امیر قصد خون ایشان نکند و حوائط خواص ازان رسول باشد پس جبرئیل
فرود آمد و گفت حقتعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول گفت خویشان من کیستند و حق ایشان
چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط فدک بدو دہ انچہ ازان خدا و رسول است در فدک
ہم بدو دہ پیغمبر علیہ السلام فاطمہ را بخواند و از برائے او حجتی نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات
رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش ابوبکر آورد و گفت این کتاب رسول خدا است کہ از برائے من و حسن
و حسین نوشتہ است انتہی کلامہ۔

۲۴ روضۃ الصفا میں ہے۔ و در مقصد اقصی باین عبارت مذکور
است کہ بعضی میگویند کہ حضرت رسالت بسوئے فدک حضرت امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ
بر دست امیر واقع شد بر آن نہج کہ امیر قصد اوشان نکند و حوائط خاص ازان رسول اللہ باشد
پس جبرئیل فرود آمدہ و گفت حقتعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہ فرمود کہ خویشان

من کیستند وحق ایشاں چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط فدک را بدو و وانچہ ازاں
خدا ورسول است در فدک ہم بدو دہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام فاطمہ را بخواند وبرائے او حجتی
نوشت وآں وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ علیہ السلام پیش ابوبکر آورد وگفت ایں کتاب
رسو لخدا است کہ برائے من وحسن وحسین نوشتہ انتہی۔ عبارت معارج بعد ازیں مذکور خواہد
شد ایں ہمہ عبارات برای تکذیب وتجہیل وتفضیح وتجہیل مخاطب نبیل کہ بتشدد ومبالغہ انکار وجو
روایت ادعائے ہبہ فدک در کتب اہلسنت نمودہ واز مفتریات شیعہ پنداشتہ وآوردن آنرا
در مقام الزام اہل سنت وجوب ازاں طلبیدن کمال سفاہت انگاشتہ کافی ووافی ست و
ہرچند مخاطب بظاہر بایں خرافت خود طعن وتشنیع بلیغ برالحق زدہ لیکن بعد ملاحظہ عبارات
ائمہ سنیہ واضح میشود کہ بحقیقت کمال تسفیہ وتحمیق اکابر اساطین خود پیش نظر داشتہ کہ ایشاں
بایں روایت تمسک نمودہ اند احتجاج واستناد واستشہاد باں فرمودہ بہر حال ہیچ عاقلی چنیں
جسارت وخسارت تشنیع اقدام نمی تواند کرد وازیں جاست کہ کابلی پیر مضل مخاطب چوں
برافادات ائمہ خود اطلاعی بہم رسانیدہ وباوصف آنہمہ تعصب فاحش وعناد قبیح کہ جابجا بر انکار
امور ثابتہ ظاہرہ جسارت نمودہ تاب رد وابطال ایں روایت نیافتہ بلکہ بطلب ابوبکر زنے
دیگر تا کہ نصاب شہادت تمام شود تصریح ساختہ

معارج النبوۃ کی عبارت یہ ہے۔ ودر مقصد اقصی بایں عبارت مذکور است کہ بعضی گویند
کہ حضرت رسول اللہ بسوئے خیبر امیر المومنین علی رض را فرستاد ومصالحہ بردست حضرت امیر
واقع شد برآں نہج کہ حضرت امیر قصد خون ایشاں نکند وحوائط خاص ازاں رسول باشد
پس جبرئیل فرود آمد وگفت کہ حقتعالی میفرماید کہ حق خویشاں بدہ رسول گفت خویشاں من
کیستند وحق ایشاں چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط فدک را باو دہ وانچہ از خدا و
رسول ما است در فدک ہم باو دہ پیغمبر فاطمہ را بخواند وبرای وے بحث نوشت وآں وثیقہ
بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر صدیق آورد وگفت ایں کتاب رسو لخدا است برائے
من وحسن وحسین نوشتہ است انتہی۔

یہ کل عبارتیں ہمنے کتاب مستطاب تشئید المطاعن سے نقل کی ہیں اور جو کتابیں ہمارے پاس

تھیں اونکا صفحہ بھی دیدیا ہے پھر نہ معلوم شاہ صاحب نے یہ دعویٰ کیونکر کیا "دعوی ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی دام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی ان کتابونکو نہیں دیکھا تھا تو اس سے کمال درجہ کی جہالت اون کی معلوم ہوتی ہے کہ ایسے ایسے معمولی کتابوں کو بھی نہ دیکھا حالانکہ کوئی عالم کمتر ایسا نہیں ہوگا جو تاریخ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر وغیرہ کو نہ دیکھا ہو اگر یہ کہا جائے کہ اس کو وہ کتب اہلسنت سے نہیں سمجھتے تو کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ شاہ صاحب صواعق محرقہ شرح مواقف محلی ابن حزم وغیرہ کو بھی اہلسنت کی کتاب نہ جانتے تھے حالانکہ اپنی غرض پر صدہا مقام پر انہیں کتابوں سے استدلال کیا ہے پھر بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ اعتراض لاجواب تھا اس لیئے بجز اس کے چارہ نہ تھا کہ وجود روایت سے انکار کر دیں اگرچہ اہل علم کے نزدیک وہ مضحکہ صبیان قرار پائے کیونکہ منکر بدیہی کو تو کوئی بھی عاقل نہیں کہہ سکتا۔

طرہ تو یہ ہے کہ تحفہ کا سارا دارو مدار سرقہ صواقع خواجہ نصیر اللہ کابلی پر ہے مگر یہاں آکر اوس سے بھی گریز کیا اور اوس کے قول کو بھی نہ مانا جو صاف لکھتا ہے کہ ابو بکر نے ایک گواہ اور طلب کیا۔

اگر[۲۵] اس پر بھی تسکین نہو تو سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۴ ملاحظہ ہو۔

ولعل طلب ارثہا من فدک کان منہا لعبد ان ادعت ص ان النبی اعطاھا فدکا وقال لہا ھل لک بینۃ فشہد لہا علی کرم اللہ وجہہ وام ایمن فقال لہا رضی اللہ عنہ برجل وامرءۃ تستحقینہا۔

یعنی جناب سیدہ کا مطالبہ فدک بطور ارث غالبًا بعد اوس مطالبہ کے ہو کہ بحیثیت ہبہ دعوی کیا تھا جس پر ابو بکر نے کہا تھا کوئی گواہ بھی ہے تو جناب امیر و ام ایمن نے گواہی دی جس پر ابو بکر نے کہا ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے مستحق ہو جاوگی۔

اب مصنف آیات بینات غور کریں کہ اونکا یہ دعوی کہاں تک قابل قبول ہے "حالانکہ اہلسنت کے نزدیک کسی معتبر اور صحیح روایت سے ہبہ کا دعوی ثابت ہی نہیں کیونکہ ایک نہیں ستائیس[۲۷] اٹھائیس[۲۸] کتابوں سے اہلسنت کے ثابت ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی کیا

اور ابوبکر نے گواہی طلب کی جناب امیر وام ایمن نے گواہی دی مگر ابوبکر نے مانا اور اپنے ذاتی غرض سے سب کو رد کیا۔

پھر تا ہے کہ جس بنیاد پر یہ عمارت طعن ابوبکر قائم کی گئی تھی وہ کیسی مستحکم اور مضبوط ہی کیونکہ تواریخ سیر احادیث لغت جغرافیہ سب سے تو یہ ثابت ہی کہ جناب سیدہ نے بحیثیت ہبہ پہلے دعوی کیا او اوس کے بعد بحیثیت میراث۔ پھر بحیثیت سہم ذوی القربیٰ مگر دشمنان دین نے ایک کو نہیں مانا۔

آپ نے صاحب تحفہ کی عبارت تو بڑے جوش وخروش سے پیش کیا مگر تعجب ہی کہ اوس کے جواب کو نہ دیکھ لیا کہ کس طرح اون کا دعوی خاک میں ملایا گیا ہے کیا اس سے بڑھ کر کوئی کام حیا کا ہو سکتا ہے۔

ہم تو سمجھے تھے کہ جب اس طرح آپنے اس بحث کی تاریخ لکھی ہے اور تشئید المطاعن او طعن الرماح کا نام لکھا ہے تو ضرور اونکا بھی رد کریں گے اور اون کے اغلاط واکاذیب سے قوم کو متنبہ کریں گے مگر یہ کیا معلوم تھا کہ آپ بھی وہی جھوٹا دعوی کریں گے جو شاہ صاحب کر چکے تھے اور جواب اونکو دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔

مولوی صاحب دنیا کا قاعدہ ہی کہ جج یا جو اوس کے فیصلہ پر رضامند ہوتا ہی وہ فیصلہ کے حقیت کے ثابت کرنے کی فکر کرتا ہی نہ یہ کہ اصل دعوی ہی کو غائب کر دے مگر یہ آپنے نیا ڈھنگ نکالا ہے کہ اصل دعوی ہی کو غائب کرتے ہیں کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی ہی نہیں کیا حالانکہ دعوے ہبہ ایسا ثابت ہی کہ روئے زمین پر کسی سنی کی مجال نہیں جو اوس سے انکار کر سکے۔

بہر حال شاہ صاحب کا یہ دعوی "کہ در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست" تو خاک میں مل چکا اور آپ کا دعوے کہ وہ روایتیں صحیح اور معتبر نہیں ہیں عنقریب خاک میں ملایا جاتا ہی کیونکہ آپ نے صرف ابوسعید کے نام کے مشترک ہونیسے درمیان ابوسعید خدری، صحابی اور ابوسعید کلبی قوم کو دھوکا دینا چاہا ہے جسکی حقیقت عنقریب ظاہر ہوگی جہاں آپ اسکی بحث کرینگے۔

قال ہم اس بحث کی نسبت زیادہ کہنا کچھ نہیں چاہتے بجز اس کے کہ خود علمائے شیعہ نے تسلیم کیا ہی کہ بعض روایات سے پایا جاتا ہی کہ ارث کا دعوے ہبہ پر مقدم تھا جیسا کہ لمعۃ البیضا فی شرح خطبۃ الزہرا مطبوعہ ایران کے صفحہ ۱۸۱ میں لکھا ہے وما فی بعض الروایات انہا

ادعت الارث اولاً ثم ادعت النحلة فذلک علی تقدیر الصحة انما ھو بلحاظ انھا
فی محل ادنھا لا محالة فلما القوا الشبھة بنقل الروایة ادعت ما ھو الواقع من حقیقة
النحلة کہ بعض روایات میں جو یہ آیا ہے کہ حضرت فاطمہ نے اول ارث کا دعوی کیا پھر ہبہ کا
پس بشرط صحیح ہونے اس کے وہ اس لحاظ سے ہی کہ بوجہ میراث کے وہ ہر طرح سے اوس کی مستحق
تھیں جب اوس میں ایک روایت نقل کر کے شبہہ ڈالدیا تو جو اصلی بات تھی اور حقیقی واقعہ تھا
یعنی ہبہ اوسکا دعوائے کیا مگر چونکہ علمار امامیہ نے ہبہ کے دعوی کو اکثر پہلے بیان کیا ہی اور ارث
کے دعوی کو بعد اس کے اس لیئے ہم بھی یہی ترتیب اختیار کرتے ہیں کیونکہ تقدیم و تاخیر سے
نفس مطلب پر زیادہ اثر نہیں ہوتا خصوصًا اوس وقت جبکہ ہبہ کا دعوے فی نفسہ ہمارے
نزدیک پیش ہی نہ ہوا ہو۔

اقول جب آپ خود اقرار کر رہے ہیں "تقدیم و تاخیر سے نفس مطلب پر زیادہ اثر نہیں ہوتا"
تو پھر بار بار ناحق کیوں اوس پر اصرار کر رہے ہیں حالانکہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ جس وقت سے
اس مسئلہ کی بحث تحریری شروع ہوئی اوسی وقت جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ نے دلائل عقلی و
نقلی سے اس کو ثابت کردیا ہی کہ دعوی ہبہ مقدم ہی اور ہم جناب سلطان العلما طاب ثراہ کی عبارت
بھی لکھ چکے ہیں کہ دعوی ہبہ مقدم ہی پھر ہمنے سیرۂ حلبیہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی سے
بھی ثابت کردیا کہ دعوائے ہبہ مقدم ہی اور دعوائے ارث موخر پھر اوس سے اولجھنا فضول ہی
لمعۃ البیضا کی عبارت جو آپ نے نقل کی ہی اوس میں بھی یہ فقرہ علی تقدیر الصحۃ بتارہا
ہی کہ مصنف کے نزدیک وہ روایت صحیح نہیں ہی پھر ناحق آپ تضیع اوقات کر رہے ہیں۔

قولہ۔ آیا فدک پیغمبر خدا صلعم نے فاطمہ کو ہبہ کیا تھا یا نہیں۔

چونکہ حضرت امامیہ اس بات کے مدعی ہیں کہ فدک حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا گیا تھا اور اوسی
بنا پر حضرت فاطمہ نے جب وہ غصب کرلیا گیا ابوبکر صدیق کے سامنے دعوے کیا اس لیئے بار ثبوت
اون کے ذمے ہی کہ وہ اہل سنت کی معتبر روایتوں سے ان دونوں دعووں کو ثابت کریں اگر
وہ اسے ثابت کرسکیں تو ہمارے ذمے ہی کہ اس بنا پر جو کچھ اعتراضات وہ حضرت ابوبکر صدیق
پر لگاتے ہیں اور اوس کے متعلق جو باتیں پیش آئیں اون سے حضرت صدیق اکبر کو الزام دیتے ہیں

اون کے جوابات دیں لیکن اگر وہ اپنا دعویٰ ہی ثابت نہ کر سکیں تو ہمیں ضرور نہیں کہ بربناء فرض و تسلیم کے اون لغو و بیہودہ الزامات کا جواب دیں اور تردید شہادت کے متعلق فضول بحث کریں اس لیئے ہم ایک تفصیلی نظر اون تمام کتابوں پر جن کے نام اوپر بیان کیئے گئے ہیں کرتے اور اپنے ناظرین کو دکھاتے ہیں کہ کیا ثبوت اون کی طرف سے ان دونوں دعوؤں کے متعلق پیش کیا گیا ہے اور کس قسم کی روایتیں کس قسم کی کتابوں سے بتائید اپنے دعوے کی اونھوں نے بیان فرمائی ہیں

شافی میں متعلق فدک کے ہبہ کیئے جانے کی کوئی حدیث یا کوئی روایت سنیوں کی کتابوں سے پیش نہیں کی گئی بلکہ قاضی عبدالجبار نے اپنی کتاب مغنی میں جو یہ لکھا تھا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ ابو سعید خدری سے روایت کی گئی ہے کہ جب آیہ وات ذاالقربی حقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے حضرت فاطمہ کو فدک عطا فرمایا اور پھر عمر بن عبدالعزیز نے اولاد فاطمہ پر اوسے رد کیا۔ اسی روایت پر کفایت فرمائی ہے اور شیعوں کے اس قول کو نقل کر کے قاضی عبدالجبار نے لکھا تھا کہ اکثر جو شیعہ اس باب میں روایت پیش کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے اوسکی تردید میں ہبہ فدک کے متعلق کوئی تائیدی روایت پیش نہیں کی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علم الہدے کے نزدیک سوائے روایت کے جو نام سے ابو سعید خدری کے شیعوں میں مشہور ہو رہی تھی کوئی صحیح روایت سنیوں کی معتبر کتابوں میں اونھوں نے نہیں پائی ورنہ اوسے پیش فرماتے۔

تلخیص شافی میں بھی کوئی دوسری روایت ہبہ فدک کی تائید میں نہیں کی گئی۔

علامہ مطہر ابن حلی کی کتاب کشف الحق و نہج الصدق میں بھی کوئی صحیح سند متعلق ہبہ کے نظر نہیں آئی۔

اقول الحمد للہ جو بار شیعوں پر تھا اوس کو اونھوں نے کیا بلکہ اون کے ائمہ دین اور پیشوایان حق و یقین نے بخوبی ثابت کر دیا کیونکہ ہمارے ذمہ بار ثبوت اسی قدر تھا کہ کتب اہلسنت سے اسکا ثبوت پیش کریں جس سے شاہ صاحب نے مطلقاً انکار کیا تھا کہ ہماری کسی کتاب میں نہیں ہے اور علماء شیعہ نے ایک کتاب کے جگہ پر پچیس تیس کتاب کا حوالہ پیش کیا۔ رہا اون کا یہ کہنا

معتبر ہونا یا نہونا تو کبھی اسکی بحث ہی نہیں آئی۔ کیونکہ وہاں تو انکار کلی تھا اب آپنے یہ دوسری شق نکالی ہے کہ روایت کو صحیح و معتبر بھی ہونا چاہیئے تو جب تک اس کے وجوہ کو نہ بیان کریں تو ہم کیا ثابت کرسکتے ہیں۔

قولہ اس لیئے ہم ایک تفصیلی نظر الخ

اقول اسی لیئے ناقابل التفات و اعتماد ہے کہ آپ نے ابتدائی بحث ہی کب اسکو نباہا جو آئندہ امید ہو کیونکہ بار بار آپ نے اس پر تکرار کیا ہے کہ کون دعویٰ پہلے ہوا کون پیچھے۔ جس کے متعلق ایک نہایت پرمغز تقریر علم الہدیٰ کی شافی میں ہو چکی ہے جس پر آپ کے علامہ ابن ابی الحدید نے بھی کلام علم الہدیٰ کے صحت کی تصدیق کی مگر آپ نے اوسکو چھوا تک نہیں بلکہ اوسی مذبذب حالت میں رکھ چھوڑا کہ آیا اسکا تصفیہ ہوا ہے یا نہیں پھر ہم اس کی کب امید کرسکتے ہیں کہ آپ ایمانداری و دیانت داری سے ان مباحث پر تفصیلی نظر ڈالینگے۔

آپ نے شاہ عبدالعزیز کا قول نقل کر دیا کہ "در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست" مگر اوس کے جواب پر جو کتاب مستطاب تشئید المطاعن اور طعن الرماح میں دیا گیا ہے اور روایات ہبہ کا وجود کتب معتمدہ اہلسنت میں دکھایا گیا ہے۔ آپ نے کوئی توجہ نہ کی بلکہ اپنی قوم پر یہ ثابت کیا کہ شاہ عبدالعزیز کا انکار ایسا قوی اور وزنی ہے کہ علمائے شیعہ سے اوسکا کوئی جواب نہیں ہو سکا پھر آپ کے اس بیان پر کب اعتماد ہو سکتا ہے "ہم ایک تفصیلی نظر اون تمام کتابوں پر جن کے نام اوپر بیان کیے گئے کرتے ہیں" کیونکہ جج کو یا مناظر کو ایماندار ہونا ضروری ہے کہ وہ جو فیصلہ کرے یا جس سے مناظرہ کرے دیانت داری اور راستی کیساتھ۔ بہر حال اگرچہ یہی دونوں باتیں آپکے دیانت کی تبدیلی کو کافی ہیں مگر ہم آئندہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کس دیانت داری سے کام لیتے ہیں۔

قولہ شافی میں متعلق فدک کے ہبہ کیئے جانے کی الخ

اقول آپ کو شائد معلوم ہو کہ تصنیف جدید اور تصنیف جوابی میں بڑا فرق ہوتا ہے تصنیف جدید میں مصنف اپنے خواہش اور مرضی کے مطابق کلام کرتا ہے اور جسکو وہ چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے موخر بخلاف اون تصانیف کے جو کسی کتاب کے جواب میں ہوتی ہے اوس میں بھی الزام رشتہ ہم

جو مدعی کے اوسکا جواب دیا جائے

دور نہ جایئے خود آپ اپنی تصنیف آیات بینات کو دیکھئے جو بظاہر کسی کتاب کا جواب نہیں ہے بلکہ اپنے ذاتی تحقیقات کا آئینہ ہے اور اسکو بھی آپ تسلیم کرتے ہیں " مگر چونکہ علماء امامیہ نے ہبہ کے دعوی کو اکثر پہلے بیان کیا ہے اور ارث کے دعوی کو بعد اس کے اس لیئے ہم بھی یہی ترتیب اختیار کرتے ہیں " مگر افسوس عمل درآمد اس کے خلاف کیا کیونکہ پہلے بحث میراث کو لکھا جس کے جواب میں کشف الظلمات حصہ سوم مرتب ہو چکا اوس کے بعد اس بحث میں ہبہ کو اوٹھایا جسکا جواب اس جلد میں دیا جاتا ہے تو کیا اس سے آپ کہہ سکتے ہیں کہ تیسرے حصہ میں تو ہبہ کا ثبوت دیا ہی نہیں گیا اب چوتھے جلد میں شروع کیا ہے۔

یہی حال سمجھیئے سید مرتضے طاب ثراہ کا کہ چونکہ قاضی عبد الجبار معتزلی صاحب مغنی نے ابتدائی بحث بھی قائم کی کہ جناب سیدہ کو میراث پہونچتی ہے یا نہیں اس لیئے جناب سید مجبور تھے کہ پہلے اوسکا جواب دیں اور چونکہ خود صاحب مغنی نے اسکو تسلیم بھی کر لیا کہ ہم صحت روایت کے منکر نہیں ہیں لہذا اب اس کی ضرورت بھی نہ رہی کہ اس پر اور دلائل دیئے جائیں کیونکہ جب فریق مخالف نے صحت روایت کو تسلیم کر لیا تو اب اس کی کیا ضرورت رہی کہ اوسکے مزید دلائل دیئے جائیں۔

قولہ اور شیعوں کے اس قول کو نقل کر کے الخ **اقول** افسوس آپکو پابندی مذہب اہلسنت اس کذب صریح کے ارتکاب پر مجبور کرتی ہے جو لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب نے لکھا تھا " صحیح نہیں ہے " حالانکہ اون کی صریح عبارت تو یہ ہے ولسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائها فدک فاما انها کانت فی یدها فغیر مسلم۔ یعنی ہم اس روایت کے صحت کے منکر نہیں ہیں کہ جناب سیدہ نے دعوی ہبہ فدک کیا مگر اس کو نہیں مانتے کہ اونکا قبضہ بھی تھا " جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ اون کو روایت کی صحت تسلیم ہے اس کے جواب میں سید مرتضے علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وقد روی من طرق مختلفۃ عن ابی سعید الخدری (عمیہ عن ابیہ) ذکرہ صاحب الکتاب انہ لما نزل قولہ واٰت ذا القربی حقہ دعا النبی فاطمۃ فاعطاها فدک واذا کان ذلک مرویا فلا معنی لدفعہ بغیر حجۃ صفحہ ۲۳۰

کہ یہ روایت بہت سے طرق سے منقول ہو علاوہ اوس طریق کے جسکو صاحب کتاب قاضی نے لکھا ہو کہ جب آیہ وآت ذا القربی حقہ نازل ہوا تو حضرت نے جناب سیدہ کو بلا بھیجا اور فدک آپکو عنایت فرمایا۔

پھر جب جناب سید اس صراحت سے قاضی صاحب کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت بطرق متعددہ غیر اوس طریق کے وارد ہو جو صاحب کتاب نے ابو سعید سے روایت کیا ہو تو مولوی صاحب کا یہ کہنا "اس کی تردید میں ہبہ فدک کے متعلق کوئی تائیدی روایت نہیں پیش کی" کسدرجہ غلط اور افترا ہو کیونکہ وہ تو صاف کہتے ہیں بہت سے طرق سے یہ روایت منقول ہو۔

ہاں اگر آپ کا یہ مطلب ہو کہ جناب سید نے کسی خاص روایت کو نہیں لکھا تو مسلم ہو جس کی وجہ ظاہر ہو کہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ صدہا ہزارہا حفاظ حدیث موجود تھے اور سب کو یہ حدیث معلوم تھی لہذا ضرورت نقل نہ ہوئی چنانچہ مناظرہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ زبانی مناظرہ ہوا اور فریقین نے ایک دوسرے کے بیان کو تسلیم کیا اوس کے علاوہ خود اسی قول قاضی میں آپنے دیکھ لیا کہ اونھوں نے بصراحت کہا لسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائہا فدک کہ ہم صحت روایت کے منکر نہیں ہیں حالانکہ آپ اور آپ کے اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب مطلقاً منکر وجود روایت ہبہ کتب اہلسنت میں ہیں چونکہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ ہزاروں حافظ روایت کے موجود تھے اس لیئے اس کی ضرورت نہ تھی کہ نقل روایت میں ناحق طول دیا جائے

دیکھیئے اسی مبحث میں جناب سید لکھتے ہیں وقد روی ہذا المعنی من طرق مختلفۃ فمن ارادہا لوقوف علیہا واستقصاءہا اخذہا من مواضعہا یعنی یہ مطلب طرق مختلفہ سے بوجوہ مختلفہ وارد ہو جو اسکا احاطہ کرنا چاہے وہ اون محال سے اخذ کرے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اوس زمانہ میں یہ حدیث اس درجہ مشہور و معروف تھی کہ سند کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔

پھر تعجب ہے کہ مولویصاحب کیونکر اس کی جرات کرتے ہیں جو فرماتے ہیں "اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علم الہدی کے نزدیک سوائے اوس روایت کے جو تام سے ابو سعید خدری

کے شیعوں میں مشہور ہورہی تھی کوئی صحیح روایت سنیوں کے معتبر کتابوں میں اونھوں نے نہ پائی
ورنہ اسے پیش فرماتے" کیونکہ جناب سید کا کلام وقد روی من طرق مختلفۃ غیر طریق ابی
سعید الذی ذکرہ صاحب الکتاب پھر یہ فرمانا وقد روی ھذا المعنی من طرق مختلفۃ علی
وجوہ مختلفۃ باواز بلند ندا کررہا ہے کہ یہ روایت اون کے نزدیک مختلف طریق سے موجود تھی
بربنائے شہرت اول طرق کو ذکر نہ کیا۔

اب کتاب شافی اور مغنی کو دیکھ جایئے تو معلوم ہو زیادہ تر مناظرہ بر بنا و دلائل عقلی ہو دلائل
نقلی جو آجکل مروج ہے وہ بہت کم ہے کہ ایک ایک حدیث کو صدہا کتب سے نقل کریں اسکی بنا دزیادہ
تر شاہ عبد العزیز صاحب کے تحریر پر پڑی کہ وہ ہر جگہ جہاں عاجز آتے ہیں صاف کہدیتے ہیں کہ در
کتب اہلسنت نیست جس سے کتاب مستطاب عبقات الانوار کی ضخیم جلدیں لکھنی پڑیں کہ شاہ صاحب
یہ کہکر چلتے بنے کہ در کتب اہلسنت نیست یا ایں روایت معتبر نیست جس سے ایک ایک حدیث کے اثبات
میں دو دو تین تین جلدیں لکھنی پڑیں ورنہ اس کے قبل حتی کہ احقاق الحق تک اسکی ضرورت نہ تھی
کہ اسقدر شواہد پیش کیے جائیں کیونکہ پھر بھی اوس زمانہ میں علم تھا او وہ بھی اس سے شرم کرتے تھے کہ ایسا
جھوٹ بولیں کہ در کتب اہلسنت اصلا نیست۔

دیکھئے جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ اسکے بعد پھر فرماتے ہیں ثم ان الامر فی الکلام
فی النحل کما ن المتقدم ظاھر والروایات کلھا بہ وارد کہ ہبہ کا دعوی مقدم تھا اور
روایتیں اس کے بارے میں وارد ہیں بتا رہا ہے کہ صرف ایک ہی روایت نہ تھی بلکہ متعدد
روایتیں اس بارے میں موجود تھیں۔

دیکھئے علامہ ابن ابی الحدید نے بعد نقل کلام سید کچھ تنقید بھی کی ہے مگر اس روایت کو جو
کہا گیا اور وہ مشہور تھی مطلق نہ چھوا لکھا تو یہ لکھا دسالت علی بن الفارقی مدرس مدرسۃ
الغربیۃ ببغداد فقلت لہ اکانت فاطمۃ صادقۃ قال نعم قلت فلم لم یدفع الیھا ابوبکر
فدک وھی عندہ صادقۃ فتبسم ثم قال کلاما لطیفا مستحسنا مع ناموسہ وحرمتہ
وقلۃ دعابتہ قال لو اعطاھا الیوم فدک بمجرد دعواھا لجاءت الیہ غدا وادعت لزوجہا

وجہ غصب فدک

الخلافة وزحزحته عن مقامه ولم يكن يمكنه الاعتذار والموافقة بشی لانه يكون قد
اسجل على نفسه بانها صادقة فيما تدعى كائنا ما كان من غير حاجة الى بينة ولا شهود
وهذا الكلام صحيح وان كان اخرجه مخرج الدعابة والهزل صفحہ ۳۰۹ ابن ابی الحدید
کہ ہمنے علی بن فارقی سے سوال کیا جو بغداد کے مدرسہ غربیہ کے مدرس تھے کہ جناب سیدہ
اپنے دعوی میں صادق تھیں یا نہیں تو جواب دیا کہ ضرور وہ صادق تھیں تو ہمنے کہا پھر جب ابوبکر بھی
جناب سیدہ کو صادق جانتے تھے تو فدک کیوں نہیں دیا؟ اس کلام پر اونھوں نے تبسم کیا حالانکہ
وہ بہت بڑے مہذب شخص تھے کہ کبھی کوئی کلام مزاح وغیرہ نہیں کہتے مگر کہا کہ اگر آج محض دعوی جناب
سیدہ پر فدک دیدیتے تو کل وہ اپنے شوہر کے لیے خلافت کی طالب ہوتیں تو پھر ابوبکر کے پاس کیا
جواب تھا کیونکہ جب دعوی اول قبول کر لیا تو پھر دوسرے کے قبول میں کیا عذر ہو سکتا ہے
علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں یہ کلام بہت صحیح ہے اگرچہ بطور مزاح ہی کہا ہے
اس لطیفہ سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اوس زمانہ تک یہ خبر کیسی صحیح اور مشہور تھی کہ
جناب سیدہ کو فدک بطور ہبہ ملا تھا پھر اس پر شواہد کی کیا ضرورت تھی۔ دیکھیے قاضی عبدالجبار نے
جو دعوی کیا تھا کہ صحت دعوی ہبہ فدک تو صحیح ہے مگر قبضہ غیر مسلم ہے اسکا جواب جناب سید مرتضی نے
دیا تھا اوس پر لکھتے ہیں فانه لم يجب عما ذكره قاضی القضاة لان معنی قولها انها كانت
فی يدها ای متصرفة فيها لكانت اليد حجة فی الملك لان اليد والتصرف حجة لا
بها لم فلو كانت فی يدها متصرفة فيها وفی ارتفاعها كما يتصرف الناس فی ضياعهم
واملاكهم لما احتاجت الى الاحتجاج باية الميراث ولا بدعوی النحل لان اليد حجة
فهلا قالت لابی بكر هذه الارض فی يدی ولا يجوز انتزاعها منی الا بحجة وح كان
يسقط احتجاجه بقوله نحن معاشر الانبياء لا نورث لانها ما تكون قد ادعتها ميراثا
ليحتج عليها بالخبر وخبر ابی سعيد فی قوله فاعطاها فدك يدل على الهبة لا على
القبض والتصرف۔
یعنی جناب سید نے قاضی کے اس قول کا جواب نہیں دیا کیونکہ قاضی صاحب کا مطلب یہ تھا

کہ اگر فدک قبضہ وتصرف جناب سیدہ میں ہوتا تو بھی قبضہ اون کے ملکیت کی دلیل ہوتی
اگر وہ معصومہ اوس میں اوسی طرح متصرف ہوتیں جسطرح اور لوگ اپنے جائداد واراضی
میں متصرف ہوتے ہیں تو اسکی ضرورت نہ پڑتی کہ آیہ میراث سے استدلال کریں یا ہبہ کا دعوی کریں
کیونکہ قبضہ خود دلیل تھا جناب سیدہ بھی فرماتیں کہ زمین ہمارے قبضہ میں ہے اوسکا انتزاع بغیر حجت جائز
نہیں تو ابو بکر کو بھی اس کی ضرورت نہ پڑتی کہ حدیث نحن معاشر الانبیاء پیش کرتے کیونکہ وہ
مدعی میراث نہ تھیں جو اس حدیث سے ابو بکر استدلال کرتے۔ اور حدیث ابو سعید اسکی دلیل ہو
کہ ہبہ ہوا نہ یہ کہ قبضہ وتصرف پر بھی دلیل ہو۔

ہماری غرض یہاں صرف اسی آخری جملہ سے ہے کہ ابن ابی الحدید بھی بلا نکیر اوس روایت
ابو سعید خدری کو تسلیم کرتے ہیں انکار ہے تو صرف قبضہ سے جو ایک جداگانہ بحث ہے پھر نہ معلوم
مصنف آیات بینات نے کیونکر یہ دعوی کیا کہ اور کوئی حدیث نہ پیش کی حالانکہ کلام سیدہ میں متعدد
حدیثوں کا ذکر موجود ہے بوجہ شہرت اوسکے اسناد وشواہد کو نہ پیش کیا۔

بحث قبضہ اب چونکہ مجملاً ذکر قبضہ آگیا ہے لہذا مختصراً ہم بھی کچھ اسکے متعلق لکھتے ہیں
تاکہ مطلب ناتمام نہ رہجائے قاضی صاحب کا کلام صرف اسی قدر ہے فاما انہا کانت فی
یدہا فغیر مسلم بل لو کانت فی یدہا لکان الظاہر انہا لہا یعنی قبضہ ہونا غیر مسلم ہے
بلکہ اگر اونکے ہاتھ میں ہوتا تو معلوم ہوتا اونکا قبضہ ہے۔

اس کے جواب جناب سید مرتضے فرماتے ہیں واما انکار صاحب الکتاب لکون
الفدک فی یدہا فما رأیناہ اعتمد فی انکار ذلک علی حجۃ بل قال لو کان ذلک فی
یدہا لکان الظاہر فی یدہا انہا لہا والامر علی ما قال فمن این انہ لم یخرج عن یدہا
علی وجہ تقتضی الظاہر خلافہ وقد روی من طرق مختلفۃ غیر طریق ابی
سعید الذی ذکرہ

یعنی قاضی نے قبضہ فدک سے انکار کیا ہے تو اس پر وہ کوئی دلیل نہیں لائے بلکہ کہا کہ
اگر قبضہ میں ہوتا تو جناب سیدہ کا ملک سمجھا جاتا تو اس پر کیا دلیل ہے کہ ابو بکر نے ایسی وجہ

نکالا کہ ظاہر اوسکا مقتضی ہو خلاف کا حالانکہ طرق مختلفہ سے منقول ہو کہ حضرت نے ہبہ کیا تھا۔

مقصود قاضی کو تو ابن ابی الحدید نے واضح کر دیا کہ اگر قبضہ ہوتا تو پھر کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی مگر افسوس مطلب کچھ وہ نہ سمجھ سکے کیونکہ جناب سیدہ فرماتی ہیں ابوبکر کسی قاعدے اور قانون کے کب پابند تھے جو یہ کہا جائے کہ بلا حجت وہ نہ منتزع کر سکتے ہیں کیونکہ حجت یا دلیل کی ضرورت تو اوس شخص کو ہوتی ہو جو کسی قاعدہ یا قانون کا پابند ہوتا ہو اگر وہ مسلمان ہوتے تو پہلے ہی سمجھتے ۔ہم جب مدعا علیہ ہیں تو فیصلہ کا ہمکو کیا حق ہو اور جب کلام رسول اون کے سامنے پیش ہوا تو پھر اونکو کسی دلیل کی ضرورت نہ رہی کیونکہ حضرت کا حکم تو عین حکم خدا تھا اسی لیئے جناب سیدہ نے اس حدیث کو پیش کیا جو ابو سعید خدری وغیرہ سے منقول ہو کہ حضرت نے فدک دیا تھا پس جب اس دلیل کو ابوبکر نے باوجود گواہی وشاہدی نہ مانا تو اسکو کب مانتے کہ فدک حضرت کے قبضہ میں ہے اور یہ دلیل ملک ہے۔

حالانکہ ہم نمبر ۷ امیں مقصد اقصی کی یہ روایت نقل کر چکے ہیں "جبرئیل گفت فاطمہ است حوالنا فدک را باو دہ وانچہ از خدا و رسول است در فدک ہم باو دہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برائے او حجت نوشت وآں وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر صدیق آورد وگفت ایں کتاب رسول خدا است برائے من وحسن وحسین نوشتہ است ۔

پس جب نہ گواہی مانی گئی ۔نہ کتابت تو آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اگر جناب سیدہ کا قبضہ ہوتا تو سمجھا جاتا کہ آپکا مال ہو کیا قبضہ کی دلالت قول خدا و رسول بلکہ اون کے کتابت سے بھی زیادہ قابل اعتماد چیز ہے حالانکہ ہم صدہا اشخاص کا ناجائز قبضہ دیکھتے ہیں

پھر جواہر العقدین کی عبارت پہلے منقول ہو چکی ہو ان ابابکر انتزع من فاطمۃ فدک کہ ابوبکر نے فدک کو جناب سیدہ سے چھین لیا کیا یہ کلام بغیر قبضہ کہا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ خود نہج البلاغہ میں جناب امیرؑ کا یہ فرمان جو آپنے عامل کے نام لکھا تھا موجود ہے
بلی کانت فدک فی ایدینا من کل ما اظلتہ السماء فشحت علیہا نفوس قوم و
سخت عنہا نفوس آخرین و نعم الحکم اللہ ص ۲۹۴ جزو سادس عشر ابن ابی الحدید

کہ ہاں ضرور فدک ہملوگوں کے ہاتھ میں تھا کل ان چیزوں سے جن پر آسمان نے سایہ ڈالا تو ایک قوم نے اوس کے دینے میں بخل کیا تو اب بہترین حاکم خدا ہے۔ یہ کلام صاف بتارہا ہے کہ فدک حضرتؑ کے قبضہ میں تھا اور لوگوں نے زبردستی چھین لیا۔

اس کے علاوہ خود ابوبکر کا کلام اد یب بن لک شہود جیسا کہ کلام مجد سورہ میں سابقہ مذکور ہوا اس کی دلیل ہے کہ جناب سیدہ کا قبضہ تھا کیونکہ جب تک قبضہ نہ اوٹھایا جائے مقدمہ ہی پیش نہیں ہوتا نہ اوس پر گواہی شاہدی لیجاتی ہے اگر بلا مدافعت قبضہ جناب سیدہ دعوی کرتیں تو ابوبکر یہی جواب دیتے کہ آپ کا قبضہ تو نہیں ہے پھر ہبہ صحیح کیونکر ہوا۔ چنانچہ خود شاہ صاحب لکھتے ہیں ابوبکر فاطمہ زہرا را در دعوی ہبہ تکذیب نکرد بلکہ تصدیق نمود لیکن مسئلہ فقہیہ را بیان کرد کہ مجرد ہبہ موجب ملک نمیشود تا وقتیکہ قبض متحقق نگردد و دریں صورت حاجت گواہ و شاہد طلبیدن اصلا نبود جس سے معلوم ہوا کہ جناب سیدہ کا اوس پر قبضہ تھا۔ تب ہی حقیت کے لیے گواہ طلب کیا گیا۔ ورنہ اگر قبضہ نہوتا تو اسکی کیا ضرورت تھی یہی کہدیتے کہ جب قبضہ ہی نہیں تو دعوی کیسا۔

غرض جناب سید کی تقریر ایسی جامع و مانع ہے کہ کوئی جواب اوسکا ابن ابی الحدید سے نہ ہوسکا اور یہی کہتے رہے کہ قبضہ نہیں ثابت ہوا حالانکہ معمولی عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر قبضہ نہ تھا وہ قبضہ اوٹھایا نہ گیا تو مقدمہ کیونکر قائم ہوا کیونکہ کوئی مقدمہ بلا بنائے مخاصمہ نہیں قائم ہوسکتا اور بنائے مخاصمہ یہی ہے کہ قبضہ وارث یا موہوب لہ اوٹھایا جائے جس پر مقدمہ دائر کیا جاتا ہے۔

غور فرمائیے فدک مدینہ میں نہ تھا کہ ابوبکر اوس میں جاکر بیٹھ رہتے اور کہا جاتا کہ ابوبکر نے قبضہ کرلیا بلکہ فدک مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے بس جب کہ وہاں سے عامل جناب سیدہ نکالا گیا تھا

اوس وقت اس کی خبر جناب سیدہ کو ہوگی تب آپ نے مطالبہ کیا اور یہ سب قصہ ہوا پس اگر کوئی بھی روایت نہو تو یہی سمجھنے کو کافی ہے کہ اگر قبضہ جناب سیدہ نہ تھا وہ قبضہ اوٹھایا نہ گیا تو مطالبہ کیوں کیا۔

آپ نے کشف الظلمات حصہ سوم میں یہ ملاحظہ کیا ہے کہ جناب سیدہ نے اور ازواج نبی نے اور حضرت عباس نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا ہے اور یہ بغیر اس کے کیسے ممکن ہے کہ اونلوگوں کا قبضہ اوس سے اوٹھایا گیا کیونکہ محض خلافت ہونیسے تو یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ ہمارے حقوق پامال ہونگے ہم ہر حق سے محروم ہونگے بغیر اس کے کہ جو حالت پہلی رہی ہو اوس میں انقلاب آئے اور وہ بدلا دیے تب گمان ہوسکتا ہے کہ ہمارے حقوق پامال ہونگے۔ کیونکہ رسول کا متروکہ کچھ نقدی نہ تھا کہ خزانہ تھا اوٹھا لیا گیا جس سے مستحقین وراثت نے یہ سمجھا ہو کہ ہم محروم ہوے بلکہ جو لوگ جس کام پر عہد رسول پر مقرر تھے وہ جب معزول کیے گئے ہونگے تب سمجھا جائیگا کہ ہم محروم ہوئے اسپر وہ طالب ہوں پس یہ مطالبہ بجائے خود اس کی دلیل ہے کہ جسطرح کا قبضہ اونلوگوں کا تھا اوس میں تغیر ہوا تب مطالبہ ہوا۔

بہرحال مولوی صاحب نے جو لکھا کہ " شافی یا تلخیص شافی یا کشف الغطس میں کوئی سند متعلق ہبہ کے نظر نہیں آتی " تو یہ اوسی قسم کی تقریر ہے جو شاہ صاحب نے لکھا تھا " در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست " کیونکہ شافی میں روایتوں کا حوالہ ہم دکھلا چکے ہیں اوسی طرح تلخیص شافی وغیرہ کو سمجھئے۔

وجہ تقدم و تاخر دعوی ہبہ

ہاں چونکہ یہ بحث تمام ہو رہی ہے اور اب وہ بحث شروع ہوتی ہے جسکو مولوی صاحب نے معرکۃ الارا بنایا ہے لہذا اس نکتہ کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ مولوی صاحب نے تقلیداً اپنے اسلاف کے جو اسکی بحث کی ہے کہ دعوے ہبہ مقدم ہے یا دعوے وراثت۔ تو اسکی توجیہ علامہ ابن ابی الحدید نے یہ لکھی ہے۔

فاما تعجب المرتضی من قول ابی علی ان دعوی الارث کانت متقدمۃ علی دعوے النحل وقولہ انا لا نعرف لہ غرضا فی ذلک کلہ لانہ لا یصح لہ بہ ذلک من مذہب ولا یبطل علی مخالفیہ مذہب فان المرتضی لم یقف علی مراد الشیخ ابی علی فی ذلک وھذا شیء یرجع

الی اصول الفقہ قان اصحابنا استدلوا علی جواز تخصیص الکتاب بخبر الواحد باجماع
الصحابۃ لانہم اجمعوا علی تخصیص قولہ تعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم بروایۃ ابی بکر
عن النبی صلعم قال لا نورث ماترکناہ صدقۃ قالوا والصحیح فی الخبر ان فاطمۃ ع طالبت بعد
ذلک بالنحل لا بالمیراث فلہذا قال الشیخ ابو علی ان دعوے المیراث تقدمت علی دعوے النحل
وذلک لانہ قد ثبت ان فاطمۃ انصرفت عن ذلک المجلس غیر راضیۃ ولا موافقۃ لابی بکر
فلو کانت دعوے الارث متاخرۃ وانصرفت عن سخط لم یثبت الاجماع علی تخصیص الکتاب
بخبر الواحد اما اذا کانت دعوے الارث متقدمۃ فلما روے لہا الخبر امسکت وانتقلب
الی النزاع من جہۃ اخری فانہ یصح حینئذ الاستدلال بالاجماع علی تخصیص الکتاب بخبر الواحد
فاما انا فی الاخبار عندی متعارضۃ یدل بعضہا علی ان دعوی الارث متاخرۃ ویدل
بعضہا علی انہا متقدمۃ وانا فی ہذا الموضع متوقف۔

یعنی جناب سید مرتضےٰ نے جو ابو علی کے اس قول سے تعجب کیا کہ دعوی ارث مقدم تھا دعوے ہبہ پر اور اوس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ اس دعوی سے نہ اوسکا کوئی مذہب ثابت ہوتا ہے نہ اون کے مخالف کا مذہب باطل۔ تو افسوس کہ جناب سید مرتضےٰ نے ابو علی کا مطلب نہیں سمجھا کیونکہ ابو علی نے اس سے اشارہ کیا تھا مسئلہ اصول فقہ کے طرف وہ یہ ہے کہ ہمارے معتزلہ اس کے قائل ہیں کہ قرآن کی تخصیص خبر واحد سے جائز ہے جسپر صحابہ کا اجماع ہے کیونکہ آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم کو بروایۃ ابوبکر خاص کردیا ہے۔ جنھوں نے اس کی روایت کی کہ لانورث ماترکناہ صدقۃ اون لوگونکا دعوی ہے کہ جناب سیدہ نے اس کے بعد بذریعہ ہبہ دعوے کیا نہ بذریعہ میراث۔ اسی لیئے شیخ ابو علی نے کہا کہ دعوی وراثت مقدم تھا دعوے ہبہ پر کیونکہ یہ ثابت ہے کہ جناب سیدہ اس مجلس سے ناراض ہوکر اوٹھی تھیں جس میں ابوبکر کی موافقت نہیں ہوئی تو اگر دعوے میراث موخر ہو اور آپ ناراض ہوکر اوٹھی ہوں تو اجماع صحیح نہوگا (کیونکہ اوس میں تو سب کے اتفاق کی ضرورت ہے) اور اگر ایسا ہو کہ دعوی ارث مقدم ہو اور بعد روایت ابوبکر آپنے سکوت کیا ہو اور دوسرے دعوی کیطرف رجوع کیا ہو۔ یعنی بحیثیت ہبہ تو اس صورت میں یہ استدلال درست ہوگا کہ تخصیص کتاب بہ خبر واحد جائز ہے بالاجماع

مگر ہم اس بارے میں متوقف ہیں کیونکہ حدیثیں ایک دوسرے کے معارض ہیں بعض حدیثوں
سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعوے ارث مقدم ہے اور بعض حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعوی ہبہ
مقدم ہے لہذا ہم اس بارے میں متوقف ہیں۔

اس تحریر نے اور بھی اس حقیقت کو واضح کردیا کہ بجز روایات موضوع ابوبکر اور کوئی
دلیل اسکی نہیں کہ یہ آیہ منسوخ ہوا یا مخصوص اور ابوبکر کی حالت صاف ظاہر ہے لہذا کچھ لکھنے
کی ضرورت نہیں ہے مگر ہاں افسوس اسکا ہے کہ ابن ابی الحدید نے بھی جناب سید کے
جواب کو نہ سمجھا جو انھوں نے کہا تھا کہ اس بحث تقدیم وتاخیر سے نہ مخالف کو فائدہ ہوتا ہے
نہ ہمارا نقصان کیونکہ صحت اجماع کا مدار سکوت و رضائے جناب سیدہ پر ہے کہ اگر وہ خوشی
سے اس بیان پر راضی ہوجائیں تو سب کچھ ممکن تھا اور حضرت کی رضامندی کا کوئی دعوی
نہیں کرسکتا پھر اجماع صحیح کہاں ہوسکتا ہے جو آپ کے مفید مطلب ہو اسی پر جناب سید نے
فرمایا کہ بحث تقدم و تاخر سے نہ ہمارا ضرر ہے نہ تمہارا فائدہ ۔ اسکے بعد ابن ابی الحدید لکھتے ہیں۔

وما ذکره المرتضی من ان الحال تقتضی
ان یکون البدایة بدعوی النحل صحیح واما
اخفاء القبر وکتمان الموت وعدم الصلوة
وکل ما ذکره المرتضی فیه هو الذی یظهر
ویقوی عندی لان الروایات به اکثر و
اصح من غیرها وکذلک القول فی موجدتها
وغضبها فاما المنقول عن رجال اهل البیت
فانه یختلف فتارة علی کل حال تمیل اهل البیت
الی ما فیه نصرة ابیهم وبیتهم وقد اخل
قاضی القضاة بلفظة حکاها عن الشیعة
فلم یتکلم علیها وهی لفظة جیدة قال قد کان
الاجمل ان یمنعهم التکرم مما ارتکبا منها

یعنی جو کچھ جناب سید مرتضی نے ذکر کیا ہے کہ مقتضائے
حال یہی ہے کہ جناب سیدہ نے پہلی دعوئے ہبہ کیا تو صحیح ہے
اوسیطرح یہ کہنا کہ قبر جناب سیدہ مخفی کردی گئی
اور موت آپکی چھپائی گئی (یعنی ابوبکر کو بوقت
تجہیز نہیں خبر دی گئی) اور نماز نہ پڑھوائی
گئی تو جو کچھ جناب سید مرتضے نے لکھا ہے وہی
ظاہر اور قوی ہے ۔ کیونکہ بہت سے روایتوں میں
یہی مذکور ہے اور وہ روایتیں زیادہ صحیح ہیں
بہ نسبت دوسروں کی اسیطرح یہ کہنا کہ جناب
سیدہ ناراض ہوئیں اور غضبناک ہوئیں یہ بھی درست
اور وہ جو منقول ہے رجال اہلبیت سے تو گرچہ اختلاف
ہے مگر میل سب کا اسیطرف ہے کہ اپنے آباکی

فضلا عن الدین وھذا الکلام لاجواب عنہ ولقد کان التکرم ورعایۃ حق رسول اللہ وحفظ عھدہ یقتضی ان تعوض ابنتہ بشیئ یرضیھا ان لم یستنزل المسلمون عن فدک ویسلم الیھا تطیبا لقلبھا وقد یسوغ للامام ان یفعل ذلک من غیر مشاورۃ المسلمین اذا رای المصلحۃ فیہ وقد بعد العھد الان بیننا وبینھم ولا نعلم حقیقۃ ما کان والی اللہ ترجع الامور

نصرت کریں اور اونکی قول کو صحیح کہیں اس دریا میں قاضی نے یہ قول شیعہ نقل کیا ہے جو نہایت عمدہ ہے کہ ابوبکر کو مناسب تھا کہ بطور تکرم و احترام جناب سیدہ کو دیتے کیونکہ یہ کلام ایسا ہے جسکا جواب ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ تکرم جناب سیدہ اور رعایت حق رسول اللہ اور حفظ عہد کا مقتضی یہ تھا کہ جسطرح ہوتا جناب سیدہ کو راضی کرتے اگر مسلمین نہ راضی ہوتے تو بھی فدک کے معاوضہ میں کچھ دیدیتے جس سے اوس معصومہ کا دل خوش ہو جاتا اور وہ راضی ہوتیں کیونکہ امام کو جائز ہے کہ بلا مشورہ مسلمین ایسا کر سکتا ہے اگر مصلحت دیکھے اور چونکہ زمانہ بہت گذر چکا لہذا ہم نہیں جان سکتے کہ حقیقت حال کیا ہے والی اللہ ترجع الامور

ہاں چونکہ قاضی صاحب نے قبضہ فدک سے انکار کیا ہے جسکے دلائل مرقوم ہو چکے لہذا ایک روایت احتجاج طبرسی علیہ الرحمہ کی لکھی جاتی ہے تاکہ قبضہ کی حالت معلوم ہو ملاحظہ ہو احتجاج طبرسی قلمی صفحہ ۱۰۰—

عن ابی عبد اللہ علیہ السلم قال لما بویع ابوبکر واستقام لہ الامر علی جمیع المہاجرین والانصار بعث فدک من اخرج وکیل فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم منہا فجاءت فاطمۃ علیہا السلم الی ابی بکر فقالت لہ یا ابابکر لم تمنعنی من میراثی من ابی رسول اللہ صلعم واخرجت وکیلی من فدک وقد جعلہا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

یعنی جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب ابوبکر کی بیعت ہو چکی اور مہاجرین و انصار نے بیعت کرلیا تو ابوبکر نے ایک شخص کو فدک بھیجا کہ وکیل جناب سیدہ کو وہاں سے نکالدے جس پر جناب سیدہ ابوبکر کے یہاں آئیں اور فرمایا کیوں تو میراث پدر سے ہمکو محروم کرتا ہے اور ہمارے وکیل کو فدک سے نکالتا ہے درانحالیکہ بحکم خداوند عالم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ

بامر اللہ تعالیٰ فقال ھاتی علی ذلک شھود
فجاءت بام ایمن فقالت لا اشھد یا ابا بکر
حتی احتج علیک بما قال رسول اللہ صلعم
انشدک باللہ الست تعلم ان رسول اللہ صلعم
قال ام ایمن امرأة من اھل الجنة فقال بلی
قالت فاشھد ان اللہ عزوجل اوحی رسول اللہ
صلعم فآت ذی القربی حقہ فجعل فدک لھا
طعمة بامر اللہ وجاء علی علیہ السلم فشھد بمثل
ذلک فکتب لھا کتابا ودفعہ الیھا فدخل عمر
فقال ما ھذا الکتاب فقال ان فاطمة ادعت
ذلک فی فدک وشھدت لھا ام ایمن وعلی
فکتبتہ لھا فاخذ عمر الکتاب من فاطمة فمزقہ
فخرجت فاطمة علیھا السلام تبکی فلما کان بعد
ذلک جاء علی علیہ السلام الی ابی بکر وھو
فی المسجد وحولہ المھاجرون والانصار فقال
یا ابا بکر لم منعت فاطمة من میراثھا من رسول
اللہ وقد ملکتہ فی حیوة رسول اللہ صلعم فقال
ابوبکر ان ھذا فیئ المسلمین فان اقامت
شھودا ان رسول اللہ صلعم جعلہ لھا والا
فلاحق لھا فیہ فقال امیر المومنین صلوات اللہ
علیہ یا ابا بکر اتحکم فینا بخلاف حکم اللہ فی
المسلمین قال لا قال فان کان فی ید المسلمین
شیئ یملکونہ ادعیت انا فیہ من تسال البینة

نے ہمکو دیا تھا۔ ابوبکر نے کہا کہ گواہ لاؤ
جناب سیدہ ام ایمن کو گواہی میں لائیں ام ایمن نے کہا
جب تک ہم اونکو قائل نہ کرلینگے گواہی نہ دینگے۔ ای
ابوبکر ہم تمکو خدا کی قسم دیتی ہیں سچ کہو کہ آیا رسول اللہ
نے یہ ہمکو کہا تھا یا نہیں کہ ام ایمن بہشت کی عورت ہے؟
ابوبکر نے کہا ہاں۔ تب ام ایمن نے کہا میں
گواہی دیتی ہوں کہ خدا نے وحی کی اپنے رسول پر
فآت ذا القربی حقہ پس رسول اللہ نے فدک
کو بحکم خدا جناب سیدہ کو دیا جناب امیر نے بھی گواہی
دی اسپر ابوبکر نے ایک نوشتہ لکھکر حوالہ جناب
سیدہ کیا استنے میں عمر آئے اور کہا یہ کیا نوشتہ ہے
ابوبکر نے کہا فاطمہ نے اسکا دعوی کیا اور ام ایمن
و علی نے گواہی دی لہذا ہمنے یہ نوشتہ لکھدیا
عمر نے اوس کتاب کو لیکر چاک کر دیا جناب سیدہ
وہاں سے روتی ہوئی گھر گئیں۔ اس کے بعد
جناب امیر تشریف لائے اور ابوبکر سے کہا تو نے
فاطمہ کو میراث پدر سے کیوں محروم کر دیا حالانکہ
آنحضرت نے اپنے حیات میں اوسکا مالک کر دیا تھا
ابوبکر نے کہا یہ فیئ ہے مسلمانوں کی پس اگر اسپر
گواہ لاؤگے کہ رسول اللہ نے فاطمہ کو دیا تھا
تو اونکو ملیگا ورنہ اونکا کوئی حق نہیں ہے جناب
امیر نے فرمایا اے ابوبکر کیا ہمارے بارے میں تو وہ
حکم دیتا ہے جو خلاف حکم خدا ہے دربارہ مسلمین

قال کنت ایاک اسال البینة فقال فمابال فاطمة
سالتها البینة علی ما فی یدیها وقد ملکته فی حیوة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبعدہ ولم تسال
المسلمین علی ما ادعوها شہودا کما سالتنی
علی ما ادعیت علیہم فسکت ابو بکر فقال عمر یا علی
دعنا من کلامک فانا لا نقوی علی حجتک فان
اتیت بشہود عدول والا فہو فیء للمسلمین لاحق
لک ولا لفاطمة فیہ فقال امیر المومنین علی بن
ابی طالب علیہ السلام یا ابا بکر اتقرأ کتاب اللہ
قال نعم قال فاخبرنی عن قول اللہ عز وجل انما
یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و
یطہرکم تطہیرا فمن نزلت فینا ام فی غیرنا قال
بل فیکم قال فلو ان شہودا شہدوا علی فاطمة
بنت رسول اللہ صلعم بفاحشة ما کنت صانعا بہا
قال کنت اقیم علیہا الحد کما اقیم علی نساء المسلمین
قال کنت اذا عند اللہ من الکافرین قال ولم قال
لانک رددت شہادة اللہ لہا بالطہارة وقبلت
شہادة الناس علیہا کما رددت حکم اللہ وحکم رسولہ
ان جعل لہا فدک وزعمت وقبضتہ فی حیوتہ ثم
قبلت شہادة اعرابی بائل علی عقبیہ علیہا واخذت
منہا فدک وزعمت انہ فیء للمسلمین وقد قال
رسول اللہ صلعم البینة علی المدعی والیمین علی
المدعی علیہ فرددت قول رسول اللہ صلعم البینة

بتاؤ تو اگر کوئی چیز مسلمانونکی قبضہ میں ہو اور ہم
اوسکے مدعی ہوں تو کس سے گواہ طلب کروگے کہا
تمسے۔ تو کہا جناب امیر نے پھر کیوں تمنے فاطمہ کر
گواہ طلب کیا ایسے چیز پر جو اونکے قبضہ میں تھا
کیونکہ رسول اللہ نے اوسپر قبضہ دیدیا تھا اپنی
زندگی میں اور حضرت کی بعد بھی اونکا قبضہ رہا
پھر تو نے مسلمانوں سے کیوں نہ گواہ مانگا جیسا کہ
تمنے کہا ہم تم سے گواہ مانگینگے۔ ابو بکر یہ
سنکر چپ ہو رہے عمر نے کہا ہم لوگوں میں اتنی
قوت تو نہیں ہے کہ آپ کے دلیلونکا مقابلہ کریں
مگر گواہ لاؤگے تو ملیگا ورنہ وہ مسلمانونکا مال
ہوگا اوس میں نہ تمھارا حق ہے نہ فاطمہ کا۔
جناب امیر نے فرمایا کیا تو نے قرآن میں اس
آیہ کو پڑھا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کس کے بارے میں
نازل ہوا ہم لوگوں کے بارے میں یا دوسرونکے
ابو بکر نے کہا بیشک تمھارے باب میں۔ جناب
امیر نے فرمایا اب کہو اگر کوئی اس کی گواہی دے
کہ معاذ اللہ جناب سیدہ نے ارتکاب فاحشہ کیا تو
کیا کروگے کہا کہ ہم اونپر بھی اوسیطرح حد قائم
کرینگے جسطرح اور مسلمان عورتوں پر حد لگاتے
ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا تم اس صورت میں
کافر ہو جاؤگے پوچھا کیوں کہا کہ تو نے

على المدعي واليمين على من ادعي عليه فدمدم
الناس وانكر بعضهم وقالوا صدق والله علي ورجع
علي عليه السلم الى منزله ودخلت فاطمة عليها
السلم المسجد وطافت بقبر ابيها وهي تقول ؏

انا فقدناك فقد الارض وابلها +
واختل قومك فاشهدهم ولا تغب +
قد كان بعدك انباء وهنبثة +
لو كنت شاهدها لم تكثر الخطب +
لو كان جبرئيل بالآيات يونسنا +
فغاب عنا فكل الخير محتجب +
وكنت بدرا ونورا يستضاء به +
عليك ينزل من ذي العزة الكتب +
تجهمتنا رجال واستخف بنا +
اذ غيبت عنا فنحن اليوم نغتصب +
فسوف نبكيك ما عشنا وما بقيت +
منا العيون بتهمال لها سكب +

قال فرجع ابو بكر وعمر الى منزلهما وبعث ابو بكر الى
عمر فدعاه ثم قال له اما رايت مجلس علي منا في
هذا اليوم والله لئن قعد مقعد مثله ليفسدن
امرنا فما الراي قال عمر الراي ان تامر بقتله
قال فمن يقتله قال خالد بن الوليد فبعثوا الى
خالد فاتاهم فقالا له نريد ان نحملك على امر
عظيم قال احملوني على ما شئتم ولو على قتل علي بن

خدا کی گواہی کو رد کیا جو اسکی شہادت دیتا ہے کہ
یہ لوگ طاہر ہیں اور قبول کیا تو نے شہادت
آدمیونکی جیسا کہ تو نے اس معاملہ (فدک)
میں حکم خدا اور رسول کو رد کر دیا کیونکہ حضرت نے
فدک دیدیا تھا جسپر قبضہ بھی ہو چکا تھا مگر تو نے
ایک اعرابی کے قول کو مان لیا جو اپنے پشت پا
پر پیشاب کرنیوالا ہے اور فدک چھین لیا اور گمان
کیا کہ یہ مسلمانونکا فے ہے حالانکہ رسول اللہ نے
فرمایا ہے کہ گواہ مدعی پر ہے اور یمین دوسرے پر جسپر
دعوے کیا جائے۔ اس گفتگو سے صحابہ میں
ایک جوش پیدا ہوا اور کچھ لوگ ابوبکر کے اس
فعل پر اعتراض کرنے لگے اور کہا کہ جو کچھ فرمایا
جناب امیر نے وہ سب درست ہے۔ بعد اس کے
جناب امیر گھر آئے اور جناب سیدہ مسجد میں داخل
ہو کر چند اشعار مرثیہ جناب رسالتمآب میں پڑھ گئیں
اس کے بعد ابوبکر نے عمر سے کہا اگر اسیطرح
جناب امیر گفتگو کرینگے تو سب امر فاسد ہو جائیگا
تو اب کیا کرنا چاہیے عمر نے کہا رائے یہ ہے
کہ اونکو قتل کر ڈالنا چاہیے چنانچہ
ابوبکر نے خالد کو حکم دیا کہ نماز کے حالت میں
جناب امیر کو قتل کر ڈالو مگر نماز ہی میں
اونکو اس حکم پر ندامت ہوئی اور حکم دیا کہ
اے خالد جس بات کا ہمنے حکم دیا ہے اوسکو نہ کرنا

ابیطالب فی ذلک فهو ذاک قال خالد منی اقتله
قال ابوبکر احضر المسجد وقم بجنبه فی الصلوٰة فاذا
سلمت فقم الیه واضرب عنقه قال ثم فسمعته اسماء
بنت عمیس وکانت تحت ابی بکر فقالت لجاریتها
اذهبی منزل علی وفاطمه علیهما السلام واقراهما
السلام وقولی لعلی ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک
فاخرج انی لک من الناصحین فجاءت فقال
امیر المومنین صلوات الله علیه قولی لها ان الله
یحول بینهم وبین ما یریدون ثم قام وتهیأ
للصلوٰة وحضر المسجد وصلی خلف ابی بکر وخالد
بن الولید بجنبه ومعه السیف فلما جلس ابوبکر
فی التشهد ندم علی ما قال وخاف الفتنه وعرف
شدته علی وباسه فلم یزل متفکرا لا یجسر ان حتی
ظن الناس انه قد سهی ثم التفت الی خالد فقال
لا تفعلن ما امرتک السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
فقال امیر المومنین ع یا خالد ما الذی امرک
به قال الضرب عنقک قال او کنت فاعلا قال ای
والله لولا انه قال لی لا تفعله قبل التسلیم لقتلتک
قال فاخذه علی علیه السلام فجلد به الارض فاجتمع
الناس علیه فقال عمر یقتله ورب الکعبه فقال
یا ابا الحسن الله بحق صاحب القبر فخلی عنه ثم
التفت الی عمر فاخذه بتلابیبه وقال یا ابن صهاک
والله لولا عهد من رسول الله صلی الله علیه

بعد نماز جناب امیر نے خالد سے پوچھا ابوبکر
نے کیا حکم دیا تھا کہا کہ آپ کے قتل کا
جناب امیر نے پوچھا تو کیا کرتا۔ اوسنے
کہا ضرور قتل کرتے اگر ابوبکر منع نہ کرتے
امیر جناب امیر نے اوٹھا کر زمین پر دے مارا
لوگ ہر طرف سے فریاد کرنے لگے کہ بحق
صاحب اس قبر کے اسکو چھوڑ دیجیے جناب
امیر نے چھوڑ دیا۔ اوس کے بعد عمر کے
طرف متوجہ ہوئے اور اوسکا گلا دبایا
اور فرمایا اگر رسول کا حکم اور قضائے
الٰہی نہ ہوتا۔ تو تو دیکھ لیتا ہم میں کون
ضعیف اور کون قوی ہے۔

یہ روایت شیعہ ہے جسکو ہمنے
صرف اس غرض سے نقل کیا ہے کہ معلوم ہو
جناب سیدہ کا قبضہ فدک پر کس طرح کا تھا کہ
آپ کا وکیل وہاں معین تھا۔ اور یہ خود
بدیہی بات ہے کہ جب تک کسی کا قبضہ اوٹھایا
نہ جائیگا صورت مخاصمت نہ پیدا ہوگی۔
اس روایت سے قاضی صاحب اوس قول کا
فیصلہ بھی ہوگیا کہ اگر فدک حضرت کے قبضہ
میں ہوتا وہی معاملہ کیا جاتا جو عام مسلمانوں کے
ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ اسکو تو خود جناب
امیر نے پیش کیا کہ ہمارے ساتھ وہ

و الہ و کتاب من اللہ سبق لعلمت اٰتینا اضعف ناصرا و اقل عددا و اخل منزلہ | سلوک کیوں کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کے عام سلوک کے خلاف ہے کہ باوصفیکہ ہمارا اوپر قبضہ ہے

پھر ہمسے گواہ لیا جاتا ہے اور اون لوگوں سے نہیں گواہ لیا جاتا جنکا حق قرار دیا جا رہا ہے۔

بہرحال چونکہ مولوی مہدی علیخاں نے ایہام آیات بینات کے ذریعہ سے اپنی انصاف پسندی بھی دکھانا چاہا ہے کہ ہم تمامی کتب شیعہ سے استدلال کرتے ہیں اسلیئے بھی ضرور تھا کہ اس روایت کو ہم لکھیں کیونکہ اس روایت سے تعرض نہیں کیا حالانکہ اس میں ہبہ اور قبضہ دونوں کا پورا ثبوت موجود ہے اور ہر تقریر کا جواب بھی اور چونکہ ہر امر کا اثبات کتب اہلسنت سے بھی کر دیا گیا ہے لہذا زیادہ توضیح کی ضرورت نہیں کیونکہ حکم قتل جناب امیر بھی خود کتاب الانساب سمعانی میں موجود ہے جس کی پوری عبارت کتاب سعی میں نقل ہو چکی ہے ملاحظہ ہو۔

اب تو کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ آپ نے دیکھ لیا مدار سب کا روایت ابوبکر پر ہے اوسی پر اجماع کی دیوار بھی کھڑی کی جاتی ہے مگر کوئی امر نیک نیتی کا نہیں دکھائی دیتا کیونکہ آپکو آئندہ چلکر ہزاروں واقعات ایسے ملینگے جن میں شیخین نے اپنی رائے سے جو کچھ چاہا ہے کیا ہے بخشش و عطایا کی کوئی حد نہیں رہی ہے۔ پھر بجز بغض و عداوت اسکا باعث اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس طرح جناب سیدہ اور جناب امیر کو محروم کیا اب ہم اگر ابوبکر کی تصدیق کرتے ہیں تو قرآن و رسول کی تکذیب لازم آتی ہے اور اگر خدا و رسول کو صادق مانتے ہیں تو ممکن نہیں کہ تصدیق ابوبکر کر سکیں۔

قولہ طرائف میں ایک روایت بشر بن الولید اور واقدی و بشر بن غیاث سے لکھی ہے۔

روی غیر واحد منہم من بشر بن الولید والواقدی و بشر بن غیاث فی احادیث یرفعونہا الی محمد صلعم نبیہم انہ لما فتح خیبر اصطفی لنفسہ قری من قری الیہود فنزل جبرئیل بہذہ الآیۃ فآت ذا القربی حقہ فقال محمد صلعم من ذا القربی وما حقہ قال فاطمۃ فدفع الیہا فدک ثم اعطاہا العوالی بعد ذلک فاستغلتہا حتی توفی ابوہا محمد صلعم کہ ان لوگوں نے یہ حدیث اپنے پیغمبر سے بیان کی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو آپ نے منجملہ یہود کے دیہات کے ایک گاؤں اپنے لیئے علحدہ کر لیا پھر جبرئیل یہ آیت

لائے کہ اپنے ذاالقربے کو اونکا حق دیدو اوسپر آنحضرت نے پوچھا کہ ذاالقربی کون لوگ
ہیں اور ونکا حق کیا ہے جبریل نے کہا کہ ذاالقربے فاطمہ ہیں اوسپر آپ نے فدک اونھیں
دیدیا اور پھر عوالی یعنی چند باغات اوسکو عطا کیے کہ اوس کا غلہ حضرت فاطمہ لیا کرتیں
تا وفات اپنے باپ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے (دیکھو طرائف صفحہ ۴۸ مطبوعہ بمبئی) اسکے
علاوہ اسی کتاب میں ایک اور روایت سید الحفاظ ابن مردویہ کی روایت کی ہے جیسا کہ
فرماتے ہیں ومن طریف مناقضاتھم ما رووہ فی کتبھم الصحیحۃ عندھم برجالھم
عن مشائخھم حتی اسندوہ عن سید الحفاظ ابن مردویہ قال اخبرنا محی السنۃ ابو الفتح
عبدوس بن عبد اللہ الھمدانی اجازۃ قال حدثنا القاضی ابو نصر شعیب بن علی
قال حدثنا موسی بن سعید قال حدثنا الولید بن علی قال حدثنا عباد بن یعقوب
قال حدثنا علی بن عباس عن فضیل عن عطیۃ عن ابی سعید قال لما نزلت آیۃ
وآت ذا القربی حقہ دعا رسول اللہ فاطمۃ فاعطاھا فدک کہ سنیوں کے عجیب
مناقضات میں سے وہ روایت ہے جسکو اونھوں نے اپنی معتبر اور صحیح کتابوں میں اپنے
مشائخ سے روایت کی ہے اور اوسے سید الحفاظ ابن مردویہ باسناد مذکورہ بالا یوں لکھتے ہیں
کہ ابو سعید سے منقول ہے کہ جب آیہ وآت ذا القربی حقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم
نے فاطمہ کو بلایا اور فدک اونھیں دیدیا۔

اقول چونکہ مولوی صاحب مصنف آیات بینات کے امانت ودیانت کا حال ہم چند مرتبہ
ظاہر کر چکے ہیں لہذا یہاں بھی اصل طرائف کے طرف رجوع کرنا پڑا تا کہ اوس سے
معلوم ہو کہ کہانتک اونھوں نے دیانت سے کام لیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۷۵ مطبوعہ ایران۔

ومن الطرائف العجیبۃ ما تجددت علی فاطمۃ بنت محمد نبیھم من الاذی والظلم وکسر حرمتھا وحرمۃ ابیھا والاستخفاف بتعظیمھا وتنزیھا کما تقدمت روایاتھم عنہ فی حقھا من الشھادۃ بطھارتھا و

یعنی طرفہ تر امور سے جس میں جناب فاطمہ بنت رسول اللہ پر اذیت وظلم تازہ کیا گیا اور اون کی حرمت اور اون کے باپ کی حرمت ضایع کی گئی اور انکی تعظیم واحترام میں فرق ڈالا گیا جیسا سابقا مذکور ہوا اونکی روایات سے اس بارے میں کہ کسطرح خداد

وجلالها وشرفها علی سائر النسوان
وانها سیدۃ نساء اهل الجنۃ وذکر اصحاب
التواریخ فی رسالۃ طویلۃ یتضمن صورۃ الخ
امر المامون الخلیفۃ العباسی بانشائها
وقرائتها فی موسم الحج وقد ذکر صاحب التاریخ
المعروف بالعباسی واشار الروحی الفقیہ
صاحب التاریخ الی ذلک فی حوادث سنۃ ۲۱۸
ثمانی عشرۃ ومائتین فی جملتها ان جماعۃ
من ولد الحسن والحسین وقصۃ المامون
الخلیفۃ العباسی یذکرون ان فدک والعوالی
کانت لامهم فاطمۃ بنت محمد نبیهم وان
ابابکر اخرج یدها عنها بغیر حق وسألوا
المامون انصافهم وکشف ظلامتهم واحضر
المامون مائتی رجل من علماء الحجاز والعراق
وغیرهم وهو یوکد فی اداء الامانۃ واتباع
الصدق دعواهم ما ذکرہ ورثۃ فاطمۃ
فی قضیتهم وسألهم عما عندهم من الحدیث
الصحیح فی ذلک وروی غیر واحد
منهم عن بشر بن الولید والواقدی
وبشر بن غیاث فی احادیث یرفعونها
الی محمد نبیهم انہ لما فتح خیبر اصطفی
لنفسہ قری من قری الیهود فنزل
جبرئیل بهذہ الآیۃ فآت ذا القربی

رسول نے شہادت دی ہے اونکے طہارت
وجلالت وشرف پر بہ نسبت تمام عورتونکے اور
یہ کہ وہ سیدۃ نساء العالمین ہیں - یہ واقعہ ہے
جسکو صاحب تواریخ نے مامون رشید خلیفہ عباسی
نے ایک طولانی رسالہ لکھوایا اور حکم دیا کہ موسم
حج میں پڑھا جائے صاحب تاریخ عباسی نے
اس کو ذکر کیا ہے اور روحی فقیہ نے اپنے
تاریخ میں اسکا اشارہ کیا ہے - مدرل حوادث
سنہ ۲۱۸ ایک جماعت سادات حسنی اور حسینی نے
اس واقعہ کو خدمت خلیفہ میں پہونچایا اور انصاف
طالب فیصلہ ہوئے کہ فدک اور عوالی مال تھا
ہمارے مادر گرامی قدر جناب سیدہ کا اور ابوبکر نے
حضرت کا قبضہ اوس سے اوٹھا لیا بغیر حق -
مامون نے اسپر دو سو علماء حجاز و عراق
وغیرہ کو جمع کیا اور سب پر اس کی تاکید کی کہ
امانت کو ادا کریں اور حق کی پیروی کریں -
اس کے بعد ورثہ فاطمہ کے دعوے کو بیان کیا
اور پوچھا کہ حدیث صحیح اس بارے میں تم لوگونکے
پاس کیا ہے ان لوگوں کے علاوہ اور لوگوں نے
بشر بن الولید - واقدی - بشر بن غیاث
سے روایت کی ہے چند حدیثوں میں جو سب
مرفوع ہیں رسول اللہ کی طرف کہ حضرت نے
جب خیبر کو فتح کیا تو چند قریوں کو اپنے لیے

حقه فقال محمد من ذي القربى و ما حقه
قال فاطمة فدفع اليها فدك ثم اعطاها
العوالي بعد ذلك فاستغلتها حتى توفي ابوها
محمد فلما بويع ابوبكر فدفع اليها فدك فلا استغلك
ما دفع اليك ابوك في دادان يكتب لها كتابا
فاستوقفه عمر بن الخطاب فقال انها امراة
فادعها بينة على ما ادعت فامرها ابوبكر ان
تفعل فجاءت بام ايمن واسماء بنت عميس مع
علي بن ابيطالب فشهدوا لها جميعا بذلك
فكتب لها ابوبكر فبلغ ذلك عمر فاتاه فاخبره
ابوبكر الخبر فاخذ الصحيفة قال ان فاطمه امراة
علي بن ابيطالب زوجها وهو جار على نفسه
ولا يكون شهادة امرتين دون رجل فارسل
ابوبكر الى فاطمة فاعلمها ذلك فحلفت بالله الذي
لا اله الا هو انهم ما شهدوا الا بالحق فقال
ابوبكر فلعل ان تكون صادقة لكن احضري
شاهدا لا يجر الى نفسه فقالت الم تسمع
من رسول الله صلعم يقول اسماء بنت عميس وام
ايمن من اهل الجنة فقالا بلى فقالت
امرئتان من اهل الجنة يشهدان بباطل
فانصرفت صارخة تنادي اباها و تقول قد
اخبرني ابي باني اول من يلحق فو الله لاشكونهما
اليه فلم تلبث ان مرضت فاوصت عليا

خاصہ قرار دیا تو اوسپر حضرت جبرئیل یہ آیہ
وات ذی القربی حقہ لائے تو حضرت نے
پوچھا ذوی القربے کون ہیں اور کیا حق ہے
اونکا تو جبرئیل نے کہا فاطمہ پس حضرت نے
فدک کو حوالہ فاطمہ کیا پھر عوالی بھی دیا جسکو
جناب سیدہ نے بند وبست کیا اوسکو غلہ پر
جب تک رسول اللہ زندہ رہے یہی دستور قائم
ابو بکر جب تک خلیفہ ہوئے (عبارت یہاں
کی کچھ غلط ہے) تو چاہا نوشتہ لکھیں عمر مانع
ہوئے اور کہا کہ گواہ طلب کرو گواہی شاہدی
کے بعد ابو بکر نے لکھدیا اور عمر نے اگر مزاحمت کی
غرض مامون نے اوس روز تو مجمع برخواست
کیا اور دوسرے روز ہزار آدمیوں کو اہل علم
سے جمع کیا اور اس واقعہ کو بیان کر کے
کہا خدا سے ڈر کر کے فیصلہ کرو چنانچہ اونمیں
دو فریق ہوگئے ایک نے کہا شوہر کی وہ شہادت
جس سے جلب نفع ہو زوجہ کا اگرچہ قابل
اعتبار نہیں ہے مگر خود جناب سیدہ کا یمین
مع اون دو عورتوں کے گواہ کے کافی ہے
اثبات حق کے لیئے دوسرے گروہ نے
کہا کہ یمین مع الشہادۃ اگرچہ موجب حکم
نہیں ہے مگر شوہر کی شہادت جائز ہے اور
اوسکے نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنا

ان لا یصلیا علیہا ولا ھجر تھما فلم تکلمہا
حتی ماتت فدفنہا علی والعباس علیہم
السلام لیلاً فدفعہم المامون الجماعۃ عن
مجلسہ ذلک الیوم ثم احضر فی الیوم الاخر
الف رجل من اہل العلم والفقہ وشرح لہم
الحال وامرہم بتقوی اللہ ومراقبتہ فتناظروا
واستظہروا ثم افترقوا فریقین فقالت فرقۃ
منہم الزوج عندنا جاراً الی نفسہ فلا شہادۃ
لہ ولکنا نری یمین فاطمۃ قد اوجبت لہا
ما ادعت مع شہادۃ الامراتین وقالت
طائفۃ لا نری الیمین مع الشہادۃ لا توجب
حکماً ولکن شہادۃ الزوج جائزۃ ولا نراہ
جاراً الی نفسہ وقد وجبت بشہادتہ مع
شہادۃ الامراتین لفاطمۃ ما ادعت فکان
اختلاف الطائفتین اجماعاً منہما علی استحقاق
فاطمۃ فدک والعوالی فسألہم المامون
بعد ذلک عن فضائل لعلی بن ابیطالب فذکروا
ھیہنا طرفاً جلیلۃ وقد تضمنتہ رسالۃ
للمامون وسألہم عن فاطمۃ فرووا لہا عن
ابیہا فضائل جمیلۃ وسألہم عن ام ایمن
واسما بنت عمیس فرووا عن نبیہم
انہما من اہل الجنۃ فقال المامون یجوز ان
یقال او یعتقد ان علی بن ابیطالب مع ورعہ

جلب نفع چاہتا ہے لہذا جناب امیر کی شہادت
اور دو عورتوں کی شہادت سے جناب سیدہ کا حق
ثابت ہے تو دونوں فریق کے اختلاف کی شان
سے اجماع ہوا کہ حق جناب سیدہ صحیح و ثابت
ہے اسکے بعد مامون نے فضائل جناب
امیر کو پوچھا تو لوگوں نے بہت سے فضائل
بیان کیے پھر ام ایمن اور اسما بنت عمیس کے
فضائل کو پوچھا تو لوگوں نے بہت سے
فضائل بیان کر دیے اوسپر مامون نے کہا
کیا یہ کہا جا سکتا ہے یا اسکا اعتقاد کیا
جا سکتا ہے کہ جناب امیر اس ورع و زہد کے
ساتھ گواہی دینگے ناحق فاطمہ کے لیے حالانکہ
خدا و رسول نے اون کے فضائل پر
اسطرح گواہیاں دی ہیں
کیا ایسے شخص سے علم و فضل کے ساتھ
یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے گواہی دینگے
جسکے حکم سے وہ جاہل ہوں اور کیا جناب
سیدہ کے نسبت یہ گمان ہو سکتا ہے کہ جو
طاہرہ اور معصومہ اور سیدۃ
نساء العلمین اور سیدہ نساء اہل الجنۃ ہے
جیسا کہ تم لوگ روایت کرتے ہو وہ ایسے
حق کی طلبگار ہوتیں جس میں کسی طرح کا
اونکو حق نہ تھا بلکہ وہ جمیع مسلمین کا مال تھا

ولا یشهد لفاطمة بغیر حق وقد شهد
له الله ورسوله بهذه الفضائل ایجوز
مع علمه وفضله ان یقال انه یمشی فی شهادتها
وهو یجهل الحکم فیها وهل یجوز ان یقال
ان فاطمة مع طهارتها وعصمتها وانها سیدة
نساء العالمین وسیدة نساء اهل الجنة کما تروونه
تطلب شیئا لیس لها تظلم فیه جمیع المسلمین
وتقسم علیه بالله الذی لا اله الا هو او یجوز
ان یقال عن ام ایمن واسماء بنت عمیس انهما
تشهدان بالزور وهما من اهل الجنة ان
الطعن علی فاطمة وشهودها طعن علی کتاب
الله والحاد فی دین الله حاش لله ان یکون
ذلک کذلک ثم عارضهم المامون بحدیث رووه
ان علی بن ابیطالب اقام منادیا بعد وفاة
محمد نبیهم ینادی من کان له علی رسول الله
دین او عدة فلیحضر فحضر جماعة فاعطاهم
علی بن ابیطالب علیه السلم ما ذکروه بغیر
وان ابابکر امر منادیا ینادی بمثل ذلک
فحضر جریر بن عبد الله وادعی علی نبیهم
عدة فاعطاه ابوبکر بغیر بینة وحضر جابر
بن عبد الله وذکر ان نبیهم وعده ان
یحثو له ثلث حثوات من مال البحرین فلما
قدم مال البحرین بعد وفات نبیهم اعطاه

اوسپر وہ خدا کی قسم کھاتیں۔ اور کیا جائز
ہے کہ ام ایمن اور اسما بنت عمیس جھوٹی
گواہی دیں حالانکہ تملوگ روایت کرتے ہو
کہ وہ اہل جنہ سے تھیں طعن کرنا فاطمہ پر
اور انکے گواہوں پر طعن کرنا ہے کتاب اللہ میں
اور الحاد ہے دین خدا میں حاشا للہ کہ ایسا ہو
پھر مامون نے اونسے یوں معارضہ کیا کہ
تملوگ روایت کرتے ہو کہ جناب امیر نے منادی
کو حکم دیا کہ کہو جسکا دین ہو رسول اللہ پر
یا حضرت نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو حاضر
ہو چنانچہ بہت سے لوگ حاضر ہوئے اور حضرت
نے بغیر گواہ و شاہد لیے سب کو دیا جسقدر
اونھوں نے مانگا ابوبکر نے بھی اسیطرح
منادی کرایا جسپر جریر بن عبداللہ اور جابر
بن عبداللہ نے دعوے کیا اور ابوبکر نے
بغیر گواہ و شاہد لیے اونکو دیا۔
عبدالمحمود کہتا ہے کہ اس روایت کو حمیدی نے
جمع بین الصحیحین میں لکھا ہے حدیث
تاسع میں افراد مسلم سے مسند جابر میں
جابر کا بیان ہے کہ مجھے گنا تو وہ پانچسو
درہم تھا۔ ابوبکر نے کہا اسکے مثل دو دفعہ
اور لے لو (بندہ سو) صاحب رسالہ
کہتے ہیں کہ مامون کو اس سے اور بھی زیادہ

ابو بکر بعد وفاۃ الثلث الحثوات بدعواہ
من غیر بینة قال عبد المحمود وقد ذکر
الحمیدی ھذا الحدیث فی الجمع بین الصحیحین
فی الحدیث التاسع من افراد المسلم فی
مسند جابر وان جابر قال فعددتها فھی
خمسمأة فقال ابو بکر لجابر خذ مثلها قال
عبد المحمود قال رسالة المامون من ذلک
قال اما کانت فاطمة وشھدھا یحیون
مجری جریر بن عبد اللہ وجابر بن عبد اللہ
ثم تقدم بسطر الرسالة المشار الیها وامر
ان تقرء بالموسم علی رؤس الاشھاد
وجعل فدک والعوالی فی ید محمد بن یحیی
بن الحسین علی بن الحسین بن علی ابن الحسین
بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیھم السلام
یعمرھا ویستغلها ویقسم دخلها بین ورثہ
فاطمہ بنت محمد نبیھم۔

تعجب ہوا اور کہا کہ کیا جناب سیدہ اور انکے
گواہ اس قابل بھی نہ تھے کہ وہ جریر بن
عبد اللہ اور جابر بن عبد اللہ کے برابر عزت
پاتے اس کے بعد مامون نے حکم دیا کہ وہ رسالہ
موسم حج میں پڑھا جاوے اور فدک و عوالی
کو حوالہ اولاد جناب امام حسن و امام حسین ؑ
کیا۔ اگر مولوی صاحب کچھ بھی غور کرتے
تو انکو معلوم ہوتا یہاں صرف روایت بشر
بن ولید واقدی بشر بن غیاث نہیں ہے
جسکو وہ حدیثوں میں بیان کرتے ہیں بلکہ
بارہ سو علماء حجاز و عراق کی حدیث ہے کہ
جنھوں نے اس واقعہ کی حدیث بیان کی انکے
علاوہ یہ علماء اہلسنت ہیں جن کے فضائل
و مناقب کا احصا نہیں ہو سکتا جیسا کہ آئندہ
مذکور ہوگا۔

فدک بعہد المامون

بہر حال چونکہ وہ زمانہ علما کا تھا انکار
بدیہیات کی جرأت کمتر ہوتی تھی لہذا طریقہ تحریر یہ تھا کہ یا خود روایت بیان کرتے
کہ ہمسے فلاں محدث نے یوں بیان کیا یا کتاب کا مختصر حوالہ دیتے کہ فلاں کتاب
میں اس طرح ہے جو طریقہ آج کل رائج ہے کہ ہر کتاب کا نام اور مصنف کا نام اور
صفحہ و مطبع وغیرہ لکھا جاتا ہے اوس زمانہ میں نہیں تھا بلکہ کتاب کا حوالہ یا راوی
کا نام کافی ہوتا تھا کیونکہ ایک محدث کے راوی صدہا نہیں ہزاروں ہوتے تھے وہ سب
اوس روایت کو سنتے اور یاد رکھتے تھے۔

قال المخاطب بحار الانوار کی کتاب الفتن باب نزول الآیات فی امر فدک میں ملا باقر مجلسی ع

آیہ وات ذا القربیٰ حقہ کے شان نزول میں فرماتے ہیں رواہ کثیر من المفسرین و ردوت بہ الاخبار من طرق الخاصۃ والعامۃ کہ اس آیت کے شان نزول میں بہت روایتیں بہت سے مفسرین نے اہلسنت اور شیعہ کی بیان کی ہیں اور اس کے بعد لکھتے ہیں قال الشیخ الطبرسی قیل ان المراد قرابۃ الرسول کہ شیخ طبرسی کہتے ہیں کہ اس آیت میں جو ذا القربیٰ کا لفظ ہے اوس سے مراد قرابت رسول سے ہے پھر اونھیں سے ایک روایت نقل کرتے ہیں اخبرنا السید مہدی بن نزار الحسنی باسنادہ ذکرہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت قولہ وات ذا القربیٰ حقہ اعطی رسول اللہ صلعم فاطمۃ فدک قال عبد الرحمن بن صالح کتب المامون الی عبید اللہ بن موسی یسئالہ عن قصۃ فدک فکتب الیہ عبید اللہ بھذا الحدیث رواہ عن الفضیل بن مرزوق عن عطیۃ فرد المامون فدک علی و فاطمۃ انتھی کہ ہکو خبر دی ہے سید مہدی بن نزار حسنی نے اون اسناد سے جسکو اونھوں نے بیان کیا ہے ابو سعید خدری سے کہ وہ کہتے ہیں جب آیہ وات ذا القربیٰ حقہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا صلعم نے فاطمہ کو بلا کر فدک عطا فرمایا اور عبد الرحمن بن صالح کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے عبید اللہ بن موسی سے لکھکر فدک کا قصہ دریافت کیا عبید اللہ نے اوس کے جواب میں اس حدیث کو لکھ بھیجا اور اوسے روایت کیا ہے فضیل بن مرزوق نے عطیہ سے اسپر مامون نے فدک کو اولاد فاطمہ کو دیدیا اس روایت میں ملا باقر مجلسی نے اسناد کو ترک کر دیا ہے گر علامہ طبرسی نے آیہ وات ذا القربے حقہ کی تفسیر میں جو سورہ بنی اسرائیل میں واقع ہے اوس اسناد کا اسطرح ذکر کیا ہے واخبرنا السید ابو حمید ی مہدی بن نزار الحسنی قراءۃ قال حدثنا الحاکم ابو القاسم بن عبد اللہ الحسکانی قال حدثنا الحاکم الوالد ابو محمد قال حدثنا عمر بن احمد بن عثمان ببغداد شفاھا قال اخبرنی عمر بن الحسین بن علی بن مالک قال حدثنا جعفر بن محمد الاحمصی قال حدثنا حسن بن حسین قال حدثنا ابو معمر سعید حیثم وابو علی القاسم الکندی

ویحیی بن یعلی وعلی بن مسہر عن فضیل بن مرزوق عن عطیۃ الکوفی عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت قولہ وآت ذا القربی حقہ الخ راوی روایت کو اسی آیت کی تفسیر میں تفسیر منہج الصادقین میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ونیز سید ابو حمید مہدی بن نزار الحسینی از حاکم ابو القاسم عبد اللہ الحسکانی نقل می کند کہ در ابتداء او حاکم ابو محمد از عمر بن احمد بن عثمان بمن حدیث کرد کہ عمر بن حسین بن مالک گفت کہ جعفر بن محمد الاحمصی بمن گفت کہ حسن بن حسین مرا حدیث کرد از ابو معمر بن سعید و علی بن سعید خدری کہ گفتند چون آیہ وآت ذا القربی حقہ نازل شد حضرت رسالت باغ فدک را بفاطمہ عطا فرمودہ الخ

دوسری روایت ملا باقر مجلسی نے یہ لکھی ہے محمد بن العباس عن علی بن العباس المقانعی عن ابی کریب عن معاویہ عن فضیل بن مرزوق عن عطیہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت فآت ذا القربی حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ واعطاها فدک۔

تیسری روایت سید ابن طاؤس کی کتاب سعد السعود سے نقل کرتے ہیں راوی السید بن طاؤس فی کتاب سعد السعود من تفسیر محمد بن العباس بن علی بن مروان قال روی حدیث فدک فی تفسیر قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ عن عشرہ بن طریقا فمنہا ما رواہ عن محمد بن محمد بن سلیمان الاعبدی وہیثم بن خلف الدوری وعبد اللہ بن سلیمان بن الاشعث ومحمد بن القاسم بن زکریا قالوا حدثنا عباد بن یعقوب قال اخبرنا علی بن عابس وحدثنا جعفر بن محمد الحسینی عن علی بن منذر الطریقی عن علی بن عابس عن فضیل بن مرزوق عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت وآت ذا القربی حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ واعطاها فدک کہ سید ابن طاؤس نے کتاب سعد السعود میں تفسیر محمد بن عباس بن علی بن مروان سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حدیث ہبہ فدک کی آیہ وآت ذا القربی حقہ کی تفسیر میں بیس طریقوں سے مروی ہے اون میں سے ایک وہ حدیث ہے جو محمد بن محمد بن

سلیمان اعبدی نے اور ہیثم بن خلف دوری نے اور عبداللہ بن سلیمان بن اشعث نے
او محمد بن قاسم بن زکریا نے روایت کی ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمسے روایت کی ہے عباد
بن یعقوب نے اور اونھوں نے علی بن عابس سے اور نیز روایت کی ہے جعفر بن محمد
حسینی نے علی بن منذر طریقی سے اونھوں نے علی بن عابس سے اونھوں نے فضیل
بن مرزوق سے اونھوں نے عطیہ عونی سے اور اونھوں نے ابی سعید خدری سے کہ جب
آیہ وات ذاالقربے حقہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے فاطمہ کو بلاکر فدک دیدیا۔

قاضی نوراللہ شستری نے اپنی کتاب احقاق الحق میں بھی اسی روایت کو نقل کیا ہے
اور فرمایا ہے روی الواقدی وغیرہ من نقلۃ الاخبار عندھم وذکروہ فی الاخبار
الصحیحۃ عندھم ان النبی لما فتح خیبر اصطفی قری من قری الیھود الخ

عماد الاسلام میں ایک روایت تو متعلق ہبہ کے وہی نقل کی ہے جو طرائف میں
مذکور ہوئی یعنی سید الحفاظ ابن مردویہ سے چنانچہ وہ فرماتے ہیں" فاقول یدل علی
ثبوت ذلک (اعطاء النبی فدک فاطمۃ) ما رواہ سید الحفاظ ابن مردویہ
قال اخبرنا محی السنۃ ابوالفتح عبدوس بن عبد اللہ الھمدانی اجازۃ قال
حدثنا القاضی ابونصر شعیب بن علی قال حدثنا موسی بن سعید قال حدثنا
الولید بن علی قال حدثنا عباد بن یعقوب قال حدثنا علی بن عابس عن فضیل
عن عطیۃ عن ابی سعید قال لما نزلت وات ذاالقربی حقہ دعا رسول اللہ صلعم
فاطمۃ فاعطاھا فدک"

دوسری روایت کنزالعمال شیخ علی متقی سے بیان کی ہے جیسا فرماتے ہیں" ومافی
کنزالعمال للشیخ علی المتقی فی صلۃ الرحم من کتاب الاخلاق عن ابی سعید قال
لما نزلت وات ذاالقربی حقہ قال النبی یا فاطمۃ لک فدک رواہ الحاکم فی
تاریخہ وقال تفرد بہ ابراھیم بن محمد بن میمون عن علی بن عابس بن النجار"
یعنی کنزالعمال شیخ علی متقی نے باب صلۃ الرحم میں ابوسعید سے یہ روایت کی ہے
کہ جب آیہ وات ذاالقربے حقہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے فاطمہ سے کہا اے فاطمہ

فدک تمھارے لیۓ ہے اور اسے روایت کیا ہے حاکم نے اپنی تاریخ میں اور کہتا ہے کہ صرف اسے ابراہیم بن محمد بن میمون نے علی بن عابس نجار سے روایت کیا ہے۔

اور تیسری روایت اوسی کتاب میں تفسیر درمنثور سیوطی سے نقل کی ہے کما ہو لہ وفی الدر المنثور للسیوطی فی تفسیر قولہ تعالی وات ذاالقربی حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ فاعطاہا فدک۔

اور اوسی کتاب میں چوتھی روایت معارج النبوۃ سے بیان کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں "وما فی معارج النبوۃ الشہیر بسیر مولنا الہروی فی وقائع السنۃ السابعۃ بعد واقع خیبر بہذہ العبارۃ" "ودر مقصد اقصی مذکورست کہ بعضی گویند کہ حضرت رسول اللہ صلعم بسوئے خیبر امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بردست امیر واقع شد برآں نہج کہ حضرت امیر قصد خون ایشاں نکند و حوالط خواص از آں رسول باشد پس جبریل فرود آمد وگفت کہ حق تعالی امیفرماید کہ حق خویشاں بدہ رسول گفت کہ خویش من کیستند وحق ایشاں چیست جبریل گفت فاطمہ است حوالط فدک را باو دہ وانچہ از خدا و رسول اوست درفدک ہم باو بدہ پیغمبر فاطمہ را بخواند وبرائے وے حجتے نوشت وآں وثیقہ بودہ کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر آورد وگفت این کتاب رسول خدا است برائے من وحسن وحسین۔"

ان چار روایتوں کو نقل کرکے آپ فرماتے ہیں "وقال السید المرتضی رح فی الشافی وقد روی من طرق مختلفۃ غیر طریق ابی سعید الذی ذکرہ صاحب الکتاب انہ لما نزل قولہ تعالی وات ذاالقربی حقہ دعا النبی فاطمہ و اعطاہا فدک واذا کان ذلک مرویا فلا معنی لدفعہ بغیر حجۃ انتہی کلام السید" یعنی سید مرتضے شافی میں کہتے ہیں کہ سوائے ابوسعید کے جسکا ذکر صاحب کتاب نے کیا ہے اور بھی کئی مختلف طریقوں سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ جب آیہ وآت ذاالقربے حقہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے فاطمہ کو بلایا اور فدک اونھیں دیدیا اور جب کہ یہ روایت مروی ہے پھر بغیر دلیل کے اوس کے نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہے فقط لیکن نہ جناب مولانا دلدار علی صاحب نے اپنی کتاب عماد الاسلام میں اور نہ جناب

سید مرتضی نے اپنی کتاب شافی میں ان روایتوں کو بیان کیا کہ وہ کون سے طرق مختلفہ
غیر طریق ابی سعید کے ہیں جن میں یہ روایت مذکور ہے ایسے موقع پر فقط مجمل کہدینا کہ اور بہت
سی روایتوں میں بھی یہ منقول ہے کافی اور شافی نہیں ہے خصوصاً جبکہ قاضی عبدالجبار نے
اپنی کتاب مغنی میں اس روایت کو شیعوں کی طرف سے باین الفاظ ذکر کیا تھا قالوا قد روی
عن ابی سعید الخدری کہ شیعہ ایسا کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری سے ایسی روایت ہے
اور اوس کی نسبت اپنے جواب میں یہ لکھا تھا **الجواب** عن ذلک ان اکثر ما یروون
فی ھذا الباب غیر صحیح کہ جواب شیعوں کے اس قول کا یہ ہے کہ جو کچھ اس باب میں وہ
روایت کرتے ہیں اکثر غلط ہے۔

اقول ہم ابتدائے بحث میں دکھا آئے ہیں کہ جس زمانہ میں کتاب شافی بجواب مغنی تصنیف
ہوئی تھی اوس زمانہ میں منقولی بحث کم ہوتی تھی کیونکہ صدہا نہیں ہزاروں حفاظ حدیث موجود تھے
اس سے اس کی جرأت کم ہوتی تھی کہ کسی روایت کے صحت سے یا وجود سے انکار کیا جائے۔ اس کے
مروج اصلی شاہ عبدالعزیز دہلوی ہیں جنھوں نے جس روایت کو بالکل صریح اور لاجواب پایا
لکھدیا "در کتب معتمدہ اہلسنت اصلا نیست"۔

یہی وجہ ہے کہ کتاب مستطاب عبقات الانوار کا بڑا حصہ صرف منقولات میں صرف
ہوا ایک ایک حدیث کو صدہا کتب اہلسنت سے نقل کیا اور اوس کتاب کی توثیق اور رواۃ
کے جرح و تعدیل میں ہزارہاں ورق لکھ ڈالے۔

ہمارا دعوی یہ نہیں ہے کہ شاہ صاحب کے قبل ایسے بزرگ نہیں گذرے ہیں جنھوں نے
انکار بدیہیات سے کام نہ لیا ہو صحیح روایتوں سے انکار نہ کیا ہو۔ نہیں اوس زمانہ میں بھی ایسے
لوگ تھے مگر اسطرح کی جرأت کمتر تھی جو شاہ صاحب کے زمانہ میں پیدا ہوئی کیونکہ اس زمانہ
میں جو کچھ ہیں وہ جہال ہیں پھر اون کے سامنے کسی امر کا انکار کر دینا کیا مشکل ہے۔

دور نہ جائیے صرف ابن تیمیہ کو دیکھ لیجیے جس پر آج کل کے اہلسنت کس درجہ گرویدہ
ہیں وہ بھی اس طریقہ کے سالک تھے کہ جہاں ہوا انکار کر دیا جسپر جھنجھلا کر ابن حجر عسقلانی
لکھتے ہیں جیسا سعی مشکور مولوی عبدالحی صاحب میں ہے صفحہ ۳۹

له ای للحلی کتاب فی الامامة رد علیه ابن تیمیه بالکتاب المشهور بالرد
علی الرافضی وقد اطنب فیه واجاد فی الرد الا انه تحامل فی مواضع عدیدة ورد
احادیث موجودة وان کانت ضعیفة بانها مختلقة

پھر لسان المیزان سے ناقل ہیں۔

یعنی طالعت الرد المذکور فوجدته کما قال السبکی فی الاستیفاء لکن وجدته کثیر التحامل الی الغایة فی رد الاحادیث التی یوردها ابن المطهر الحلی وان کان معظم ذلک من الموضوعات والواهیات ولکنه رد فی رده کثیرا من الاحادیث التی لم یستحضر حالة تصنیفه مظانها الثابتة لانه کان لاتساعه فی الحفظ اتکل علی ما فی صدره والانسان عامد النسیان انتہی بیشک یہ ثابت ہے کہ ابن تیمیہ نے مبالغہ اور تساہل وتجاہل کیا ہے کہ احادیث جیدہ کو مردود کردیا ہے اور جو عذر بیان کیا ہے اوس سے نسبت مبالغہ وتساہل سے نجات نہیں ہوسکتی سعی مشکور صفحہ ۳۹۳۔

ہماری غرض یہاں رد ابن تیمیہ نہیں ہے بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب کہ جناب شیخ مفید اور سید مرتضے علیہ الرحمہ سے علمائے اہلسنت سے مناظرہ ہوتا تھا تو وہ کس طرح صحت احادیث کو تسلیم کرلیتے تھے پھر وہ زمانہ آیا کہ جس حدیث کو اپنے خلاف مطلب پایا رد کردیا پھر وہ زمانہ آیا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے ہر مقام پر یہ نعرہ بے ہنگام بلند کیا "در کتب معتبرہ اہلسنت اصلا موجود نیست"

آپ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جناب سید مرتضے علیہ الرحمہ اور جناب علامہ صاحب عماد الاسلام نے اون طریقونکو کیوں نہ لکھا تو اسکا جواب آپ کو معلوم ہوگیا کیونکہ خود صاحب مغنی کا قول آپ حاشیہ پر نقل کررہے ہیں ولسنا ننکر صحة ما روی من ادعائها فدک کہ ہم اون روایات کے صحت کے منکر نہیں ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ جناب سیدہ نے فدک کا دعوے کیا۔

اب بتائیے کہ اس اقرار صحت روایت کے بعد اب کیا ضرورت تھی کہ اور بھی دلائل صحت روایت کی دیجائیں۔ کیونکہ عام قاعدہ ہے مناظرہ ہمیشہ اوسی اصول پر ہوتا ہے کہ جس

جس قاعدہ سے انکار کیا جائے اوسی قاعدہ سے وہ ثابت کیا جائے۔

جو عبارت قاضی صاحب نے لکھی ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ اونھوں نے نہ شیعہ کے کسی کتاب سے نقل کیا ہے نہ روایت کو بحیثیت روایت لکھا جس میں حدثنا واخبرنا ہوتا ہے بلکہ لکھتے ہیں قالوا قد روی عن ابی سعید الخدری کہ شیعہ کہتے ہیں ابو سعید خدری سے روایت کی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ خود قاضی صاحب کو شیعوں کے اس قول پر ایسا اعتماد تھا کہ اونکو نہ کسی کتاب کے حوالہ کی ضرورت تھی نہ اوسکی سند دینے کی پھر مناسب تھا کہ آپ خود قاضی صاحب پر اعتراض کرتے کہ کیوں آپنے اسطرح اونکی مقولہ کو نقل کیا جس کی نہ سند ہے نہ کتاب کا نام۔

آہ ایک وہ زمانہ تھا اور اب یہ زمانہ آیا ہے کہ ہم جو عبارت اونکے کسی کتاب سے نقل کرتے ہیں تو اوسکے صفحہ یا مطبع یا قلمی کا حوالہ دیدیتے ہیں حالانکہ ہمارے مخالف کو اسکی ہمت نہیں ہے کہ اسطرح سے وہ صفحہ و مطبع کا حوالہ دیں۔

بہر حال قاضی صاحب نے جو یہ لکھا تھا کہ اکثر ما یروون فی ہذا الباب غیر صحیح تو اونکے ساتھ یہ بھی فرمایا ولسنا ننکر صحۃ ما روی کہ ہم اس کے صحت کے منکر نہیں ہیں پھر کیا ضرورت تھی کہ ہر طریقہ کی صحت ثابت کیجائے کیونکہ مطلب تو صرف صحت روایت سے تھا جو بقول قاضی صاحب ثابت ہو چکا۔

بحار الانوار کتاب الفتن میں یہ بحث صفحہ ۱۹ سے شروع ہوئی ہے اور صفحہ ۱۴۱ پر ختم ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کتنی روایتیں لکھی ہونگی مگر مخاطب نے صرف تین حدیثونکو منتخب کیا حالانکہ پہلی روایت جناب امام رضاؑ کی ہے دوسری بھی روایت جناب امام زین العابدینؑ کی جو بمقابلہ ایک مرد شامی آپنے اس آیہ کی تلاوت فرمائی تیسری وہی حدیث ہے جسے مخاطب نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے چوتھی روایت حضرت زینب کی ہے پانچویں روایت جناب امام محمد باقرؑ کی ہے چھٹی روایت پھر ابو سعید خدری کی ہے ساتویں روایت عمرو بن علی کی ہے اٹھویں روایت جناب امام جعفر صادقؑ کی ہے نویں روایت پھر

عمر بن علی کی ہے دسویں روایت ابو الطفیل صحابی کی ہے۔
اسیطرح صدہا روایتیں ہیں جن کو جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مختلف کتب شیعہ وسنی سے روایت کی ہے۔ بخوف طوالت ہم نہ پوری عبارت لکھ سکتے ہیں نہ پورا ترجمہ درج کر سکتے ہیں۔
مخاطب کا مقصود اصلی یہ ہے کہ جسطرح ہو سکے اس روایت کو صرف ابو سعید کے سلسلہ تک پیش کرکے یہ ثابت کریں کہ اس سے مراد ابو سعید خدری نہیں ہیں جو صحابی ہیں بلکہ مراد اس سے محمد بن سائب کلبی ہے جس کی کنیت ابو سعید تھی لہذا اصلی راوی کو مجروح کرکے اپنا کام نکالیں حالانکہ خود کلام قاضی صاحب مغنی سے نقل کرتے ہیں اکثر مایروون فی هذا الباب غیر صحیح اکثر روایتیں اس بارہ میں غیر صحیح ہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بہت سے طریقوں سے منقول ہے اگرچہ بعض طرق سے غیر صحیح ہی کیوں نہوں پھر خود کلام جناب علامہ مجلسی نقل کرتے ہیں رواہ کثیر من المفسرین وورد بہ الاخبار من طرق الخاصۃ والعامۃ یعنی اس روایت کو بہت سے مفسرین نے لکھا ہے اور حدیثیں اس بارے میں بکثرت ہیں جو طریقہ عامہ وخاصہ سے منقول ہیں پھر کتاب سعد السعود سے جو عبارت نقل کی ہے اوس میں تصریح مذکور ہے روی حدیث فدک فی قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ عن عشرین طریقا کہ بیس طریقوں سے یہ روایت منقول ہے تو ایسے مشہور ومعروف بلکہ متواتر حدیث کو صرف ایک روایت قرار دینا اور ابو سعید خدری کو ابو سعید محمد بن سائب کلبی بنانا کس درجہ کی ایمانداری ہے حالانکہ ہم آگے چلکر بتائینگے کہ اگر بفرض محال اس روایت کا راوی صرف کلبی ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ بتصریح علماء اہلسنت اگر اسکی روایت رد کر دیجائے تو ایک بڑا حصہ حدیث وتفسیر کا ہاتھ سے جاتا ہے۔
انہیں انکاروں کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ ایک طرف واقعہ کربلا کا انکار کیا جاتا ہے دوسری طرف واقعہ غدیر کا مگر کیا اس سے حق مٹ جائیگا اب بہت قریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ حضرت کے رسالت سے انکار کیا جائے کیونکہ خاتم النبیین ہونیکا تو انکار ہو چکا اور ایک فرقہ اہلسنت نے اچھی طرح دکھا دیا کہ حضرت خاتم النبیین نہیں ہیں نہ حضرت

عیسی زندہ ہیں وہ مرچکے ہم عیسی ہیں پھر جس مذہب کا یہ حال ہو کہ ایک خلافت کو
گیا لیا سب پر اوس کا قبضہ ہے اون سے اسپر کیونکر تعجب ہوسکتا ہے کہ ایسی مشہور بلکہ
متواتر حدیث کو ایک راوی میں منحصر کرکے اوسکی جرح و قدح کردیں۔

اصل یہ ہے کہ محدثین و مورخین کا عام قاعدہ ہے کہ جو روایات متواترہ ہوتے ہیں
تو اونکی اسناد کو نہیں لکھتے اگر لکھتے ہیں تو بہت کم ہے مثلاً ہیگی کہ حضرت کے دعوی رسالت
کو یا جنگ بدر و احد اور فتح مکہ کو محض اس حیثیت سے کسی نے نہیں لکھا کہ اس واقعہ
کے راوی فلاں فلاں صحابی ہیں بلکہ اون واقعات غیر مشہور کیلیے اس کی روایت کی جو
اسکے اندر ہوئی مثل اسکے کہ لشکر کفار کتنا تھا۔ شیخین نے کیونکر فرار کیا جناب امیر نے
کیونکر فتح کیا۔ علم کس کے ہاتھ میں تھا حضرت حمزہ کیونکر شہید ہوئے ہندہ نے جگر خوارہ کیونکر
شکم چاک کیا۔ انہیں واقعات کے لیے اسناد کی ضرورت ہوتی ہے اور روایتیں لسند لکھی
جاتی ہیں نہ اسلیے کہ جنگ احد کا ہونا کن کن صحابیونکے بیاں سے ثابت ہے۔

جناب سیدہ کا مطالبہ فدک بحیثیت ہبہ اور میراث اور ابوبکر و عمر کا رد کرنا اور نہ دینا
بھی اونہیں واقعات متواترہ سے ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اب روایت کی ضرورت
ہے تو اس بارے میں کہ فریقین میں کیا کیا گفتگو ہوئی اور کس کس طرح سے یہ کارروائی ہوئی
اس میں کون راوی ضعیف ہے کون مجروح ہے کون عادل ہے کون ثقہ ہے جس سے
اصل واقعہ پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ تو بتواتر ثابت ہے کہ ایسا ضرور ہوا۔ اب
آپکو اختیار ہے کہ جسطرح حضرت ابوبکر و عمر نے شہادت جناب امیر و ام ایمن و اسماء بنت
عمیس کو ایک شق لگاکر رد کردیا اوسی طرح آپ ان روایتوں کو رد کردیں مگر اس سے
حق نہیں ہٹ سکتا کیونکہ ہم اہلسنت کے چھبیس[26] کتابوں سے اسکا ثبوت پیش کرچکے ہیں کہ
جناب سیدہ نے بحیثیت ہبہ دعوی کیا اور ابوبکر نے رد کردیا۔

قال آگے چلکر قاضی عبدالجبار نے صاف لکھدیا تھا وان صح عقد الهبة کہ اگر عقد
ہبہ صحیح بھی ہو تو فدک حضرت فاطمہ کے قبضے میں ہونا چاہیے تھا اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ قاضی عبدالجبار اس روایت پر یقین نہیں رکھتے تھے ایسی حالت میں جناب علم الہدی کا

بالاجمال یہ کہدینا کہ اور بہت سے طریقوں سے بھی یہ روایت ثابت ہے قابل تسلیم اور اونکے دعوے کے ثبوت کیلیے کافی نہیں تھا اونکو چاہیے تھا کہ اون طرق مختلفہ سے جسکا اونھوں نے بالاجمال دعویٰ کیا تھا اس روایت کو ثابت کرتے اور اون تمام روایتوں کو بیان کرکے اپنے دعوے کی تائید فرماتے

اقول اسکا جواب اگرچہ بتقریر سابق میں گذر چکا ہے کہ جبکہ خود قاضی صاحب نے اسکو تسلیم کرلیا ولسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائہا فدک کہ ہم اس روایت کی صحت کے منکر نہیں ہیں کہ جناب سیدہ نے فدک کا مطالبہ کیا تو اب فرمایئے جناب سید کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اون کل روایتوں کو لکھیں کیونکہ خود قاضی صاحب کثرت روایت کے بھی مقر ہیں چنانچہ فرماتے ہیں اکثر ما یروون فی ہذا الباب غیر صحیح یعنی اکثر روایتیں اس باب میں غیر صحیح ہیں جس سے کثرت روایت بھی ثابت ہوئی اور صحت بھی تو اب جناب سید کو اون طرق کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی ہاں اگر قاضی صاحب کسی روایت پر جرح کرتے یا اوسکی غیر صحت کا بالخصوص دعویٰ کرتے تو البتہ جناب سید کا فرض تھا کہ اوس روایت کی صحت کو ثابت کرتے۔

آپ خود اپنی عبارت منقولہ میں غور فرمائیں کہ سارا زور قاضی صاحب کا اسپر ہے کہ جناب سیدہ کو قبضہ نہیں ملا تھا جسکو جناب سید نے رد کردیا۔

پھر آپکا یہ فرمانا کہ جناب علم الہدیٰ کا بالاجمال یہ کہدینا کہ اور بہت سے طریقوں سے بھی یہ روایت ثابت ہے قابل تسلیم اور اونکے دعوے کی ثبوت کیلیے کافی نہیں تھا کس طرح کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے کیونکہ فریق مخالف جب انکے کثرت طرق کو بھی تسلیم کرتا ہے اور صحت روایت کو بھی تو اب بجز تحصیل حاصل کیا فائدہ تھا۔

افسوس ہے کہ آپکی نظر کتب فریقین پر بہت کم پڑی ہے ورنہ یہ فرماتے "اونکو چاہیے تھا کہ اون طرق مختلفہ سے جسکا اونھوں نے بالاجمال دعویٰ کیا تھا اس روایت کو ثابت کرتے اور اون تمام روایتوں کو بیان کرکے اپنے دعوے کی تائید فرماتے" کیونکہ بجز کتاب مستطاب عبقات الانوار تمامی کتب فریقین کا یہی دستور رہا ہے کہ ایک روایت کو لکھکر اوسکے ناقلوں کا نام لے دیتے ہیں یا یہ کہدیتے ہیں کہ بہت سے طرق سے یہ روایت وارد ہے چونکہ شاہ عبد العزیز صاحب نے

بطلان ثبوت سلف اکثر روایتہائے نسبت دعویٰ کیا کہ در کتب معتبرہ اہلسنت اصلا نیست
اسلیئے جناب حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ مجبور ہوئے کہ ایک ایک روایت کو
ہر ہر کتاب سے علاوہ لکھیں اور اوسکے راویوں کی توثیق ائمہ خلف تا سلف ثابت کریں

قال المخاطب طعن الرماح میں جناب مجتہد سید محمد صاحب در منثور سیوطی اور کنز العمال
شیخ علی متقی اور سید الحفاظ ابن مردویہ کو علاوہ صاحب تاریخ آل عباس سے فدک کی ہبہ
کیئے جانے کا ذکر کرتے ہیں کما یقول روی السیوطی فی تفسیر الدر المنثور فی ذیل
تفسیر قولہ تعالیٰ وآت ذی القربیٰ حقہ اخرج البزار وابو یعلی وابن ابی
حاتم وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ھذہ الآیۃ وآت
ذی القربیٰ حقہ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ فاعطاھا فدک و این روایت
صریح ست درانکہ ہرگاہ آیہ وآت ذی القربیٰ حقہ یعنی عطا نما صاحب قرابت را حق او نازل
گردید آنجناب فاطمہ را ہبہ فرمودہ فدک را بآنحضرت عطا فرمود و شیخ علی متقی در
کتاب کنز العمال درباب صلہ رحم از ابو سعید روایت کردہ قال لما نزلت وآت ذی
القربیٰ حقہ قال النبی صلعم یا فاطمہ لک فدک و سید الحفاظ ابن مردویہ در کتاب
خود مسند از ابو سعید روایت سابقہ را نقل کردہ و نیز صاحب روضۃ الصفا و معارج النبوۃ
و مقصد اقصیٰ روایت اعطار فدک و نوشتن وثیقہ را نقل کردہ چنانچہ انفا عبارت
آن بمعرض بیان در آمد و عقل ہیچ عاقل باور نمی کند کہ با وصف اعطائی فدک و ہبہ
آن و نوشتن وثیقہ برائے آن از زمان فتح خیبر تا ہنگام وفات سرور کائنات اقباض
آن بوقوع نہ پیوستہ باشد بلکہ لفظ اعطا نیز بر آن دلالت دارد کما لا یخفیٰ و صاحب تاریخ
آل عباس کہ از معتمدین اہلسنت ست در تاریخ مذکور علی ما نقل عنہ نوشتہ کہ بعد ازانکہ
جماعتے از اولاد حسین نزد مامون دعوی فدک کردند مامون جمع نمود صد کس از علمای حجاز
و عراق و غیر ایشان را و تاکید کرد کہ کتمان صواب ننمودہ از متابعت حق و راستی سر نہ
پیچند پس ایشان روایت واقدی و بشر بن الولید وغیرہ نقل کردند کہ بعد از فتح خیبر
جبرئیل با آیہ وآت ذی القربیٰ حقہ نازل شد پس سرورِ خدا گفت کیست ذا القربیٰ

وحیست حق او جبریل گفت فاطمہ است وفدک حق او ست پس رسولخدا فدک را بآنحضرت داد

اقول افسوس آپنے اپنے خیالی جوش میں خود درمنثور سیوطی کو نہ دیکھا ورنہ معلوم ہوجاتا کہ یہ حدیث دونوں طریق سے منقول ہے ایک بطریق ابو سعید خدری دوسرے بروایت حضرت ابن عباس ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۷ ج ۴ مصر

واخرج البزار و ابو یعلی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ھذہ الایۃ وآت ذی القربی حقہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاھا فدک۔

واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال لما نزلت وآت ذی القربی حقہ اقطع رسول اللہ صلعم فاطمہ فدکا۔

دیکھیے اس حدیث کے دو صحابی راوی ہیں ایک ابو سعید خدری دوسرے ابن عباس اور مخرج اس روایت کے صرف ابن مردویہ نہیں ہیں بلکہ حافظ بزار سا امام ابو یعلے امام ابن ابی حاتم بھی ہیں جو امام احادیث صحیحہ ہیں

تیسری روایت اسکے تائید میں اور بھی اوسی درمنثور میں موجود ہے واخرج ابن جریر عن علی بن الحسین قال رجل من اھل الشام اقرءت القرآن قال نعم قال افما قرءت فی بنی اسرائیل وآت ذی القربی حقہ قال وانکم للقرابۃ التی امر اللہ ان یوتی حقہ قال نعم صفحہ ۱۷۶

یعنی ابن جریر نے روایت کی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک مرد شامی سے فرمایا تونے سورہ بنی اسرائیل میں آیہ وآت ذی القربی حقہ کی تلاوت کی ہے اوسنے کہا ہاں پھر اوسنے پوچھا کیا آپ ہی لوگ اس قرابت سے مراد ہیں جنکے ادائے حق کا حضرت نے حکم دیا فرمایا ہاں تو کیا اسکے بعد بھی آپکو شک رہ سکتا ہے کہ اس آیہ کی تعمیل رسول اللہ نے نہیں کی اور حق ذی القربے نہیں دیا۔

چونکہ اکثر مضامین اسکے سابق مذکور ہوچکے ہیں اسلیئے ہم زیادہ تکرار نہیں کرنا چاہتے کیونکہ مولوی صاحب کا مقصود دوسرا ہے وہاں تک ہمکو جلد پہونچنا ہے۔

قال المخاطب صاحب تشیید المطاعن نے بھی کوئی نئی روایت روایات مذکورۂ بالا کے علاوہ پیش نہیں کی۔

اقول۔ سابقاً مرقوم ہو چکا کہ کتاب مستطاب تشیید المطاعن میں پچیس کتابوں کی عبارتیں نقل ہوئی ہیں جنسے یہ دعوی مثل آفتاب تاباں روشن و نمایاں ہے۔

قال المخاطب کفایہ موسوم عصمت الولایہ کی جلد دوم میں صفحہ ۳۵۸ سے تا صفحہ ۳۸۰ بہت تفصیل سے فدک کی بحث لکھی ہے اور آیہ وات ذا القربی حقہ کی بنسبت صفحہ ۳۶۰ میں یہ لکھا ہے کہ از برائے احدی از امت شبہہ نبود در آنکہ فدک خالص بود از برائے رسول خدا صلعم و احدی را در آن حقی نبود از امت۔ و اخبار طرفین از خاصہ و عامہ ناطق باین امر ست و نیز ظاہر آیہ وات ذا القربی حقہ بہ تصدیق کثیرے از علماء مفسرین و رواۃ عامہ آنکہ رسول خدا صلعم آنرا لہ عطیہ داد بحضرت فاطمہ چون ثعلبی و جوہری و یاقوت شافعی صاحب کتاب معجم البلدان و شہرستانی و صاحب تاریخ آل عباس و واقدی و بشر بن الولید و عبد الرحمن بن صالح و عمر بن شبہ و ابن حجر در صواعق و ابن ابی الحدید و ابو ہلال عسکری در کتاب اخبار الاوائل و حاکم ابو القاسم الحسکانی و حاکم ابو محمد و احمد بن عثمان بغدادی و قاضی ابو عبد اللہ بن موسی کہ انہ نزلت اٰیۃ وات ذا القربی حقہ اعطی رسول اللہ صلعم فاطمۃ فدک فقط۔ اس میں مولف نے روایت ہبۂ فدک اور دعوی فدک کو مختلط کر دیا ہے اور انکی روایتوں اور اقوال کو نقل نہیں کیا مگر سوا ثعلبی کے کسی جدید راوی کا جنکا ذکر اوپر ہو چکا نام بھی نہیں لیا اور ثعلبی کی روایت صفحہ ۳۶۵ میں اوس کتاب کی باین الفاظ بیان کی گئی ہے کما فیہ "و ثعلبی کہ از اعاظم مفسرین ایشان ست بسند خود از سدی و دیلمی روایت کردہ است کہ حضرت علی بن الحسین یکی از اہل شام فرمود آیا قرآن خواندہ گفت بلی فرمود در سورہ بنی اسرائیل این آیہ خواندہ کہ وات ذا القربی حقہ آن شخص عرض کرد مگر شمائید ذی القربی کہ حق سبحانہ و تعالی امر فرمود کہ حق آنہا را برسانند فرمود بلی"

اقول اس میں بھی کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ وہی مطلب ہے جو مکرر سہ کرر ثابت ہو چکا کہ قریب قریب تمامی روایات اہلسنت میں یہ موجود ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم پر یہ آیہ نازل ہوا اور

اور حضرت نے جناب سیدہ کو ہبہ فرمایا اور اسکا نوشتہ لکھا اور جس روایت ثعلبی کا تذکرہ اوپر ہوگیا ہے اوسکا حوالہ ہم تفسیر درمنثور سیوطی سے بھی لکھ چکے ہیں کہ اونہوں نے ابن جریر سے روایت کیا ہے

قال المخاطب ان کتابونکے علاوہ ایک اور کتاب ایران میں بالفعل چھپی ہے اور اوسکا نام غایۃ المرام وحجۃ الخصام فی تعیین الامام من طریق الخاص والعام ہے اوسکے مصنف سید ہاشم معروف بالعلامہ ہیں اور اونکی نسبت صاحب الحدائق شیخ یوسف بحرانی نے اپنی کتاب مسمی بلؤلؤۃ البحرین میں یہ لکھا ہے کان السید المذکور فاضلا محدثا جامعا متتبعا للاخبار بما لم یسبق الیہ سابق سوی شیخنا المجلسی ره وکانت وفاتہ فی السنۃ السابعۃ بعد المائۃ والالف وصنف کتبا عدیدۃ تشہد بشدۃ تتبعہ واطلاعہ یعنی سید موصوف بڑے فاضل اور محدث اور جامع اور ایسے حاوی احادیث و اخبار ہیں کہ مثل انکے اگلے لوگوں میں سے سوا ملا باقر مجلسی کے کوئی نہیں ہوا اور انکی بہت تصنیفات ہیں جنسے اونکی علمیت اور واقفیت ثابت ہوتی ہے فقط سید موصوف نے غایۃ المرام امامت کے ثابت کرنیمیں لکھی ہے اور اوسمیں تمام آیات قرآنی کو جمع کیا ہے اور ہر آیت کی متعلق جتنی روایتیں اور حدیثیں ہیں خواہ اہلسنت کی ہوں خواہ شیعوں کی اون سب کو نقل کیا ہے اور اونہوں نے اس کتاب کی دیباچہ میں ان تمام کتابونکے نام لکھے ہیں جن سے اونہوں نے روایتیں نقل کی ہیں اور بلاشبہ یہ کتاب ایسی جامع ہے کہ خود اوسکی مولف کی غزارت علم اور کمال واقفیت کی شاہد ہے اس کتاب کی مقصد دوم کے ستر ہویں اور اٹھارہویں باب میں آیہ وات ذی القربے حقہ کی متعلق جتنی حدیثیں اور روایتیں فریقین کی ہیں وہ نقل کی ہیں مگر باوجود اس جامعیت کی سوا ایک روایت ثعلبی کے کوئی دوسری روایت اونہوں نے سنیوں کی طرف سے بیان نہیں کی البتہ گیارہ حدیثیں شیعوں کی نقل کی ہیں چنانچہ اوسکے صفحہ ۳۲۳ میں یہ لکھا ہے الباب السابع عشر قولہ تعالی وات ذا القربی حقہ والمسکین الآیۃ من طریق العامۃ وفیہ حدیث واحد الثعلبی فی تفسیرہ

فی ھذہ الآیۃ قال عنی بذلک قرابۃ رسول اللہ صلعم ثم قال الثعلبی روی عن السدی
عن ابی الدیلمی قال قال علی بن الحسین لرجل من اھل الشام اقرأت القرآن قال نعم
قال فما قرأت فی بنی اسرائیل وآت ذا القربیٰ حقہ قال وانکم القرابۃ التی امر اللہ
تعالیٰ ان یؤتی حقہ قال نعم فقط اسکا ترجمہ جو کفایہ میں بزبان فارسی ہے وہ ابھی اوپر
ہم لکھ چکے اسکے بعد وہ لکھتے ہیں الباب الثامن عشر فی قولہ تعالیٰ وآت ذا القربیٰ حقہ
والمسکین الآیۃ من طریق الخاصۃ وفیہ احد عشر حدیثا کہ امامیہ کے طریق سے اس
آیت کے متعلق گیارہ حدیثیں ہیں اور اوسمیں عطیہ عوفی کی وہ روایتیں بھی منقول ہیں جسکو
بعض سینوں کی کتابوں سے علماء امامیہ نے نقل کی ہیں جیسا ہم اوپر بیان کر چکے چنانچہ وہ فرماتے
ہیں الثامن العیاشی باسنادہ عن عطیۃ العوفی قال لما فتح رسول اللہ خیبر
وافاء اللہ علیہ فدکا وانزل اللہ وآت ذا القربیٰ حقہ قال یا فاطمۃ لک فدک
التاسع العیاشی باسنادہ عن عبدالرحمن بن صالح کتب المامون الی عبداللہ
بن الموسیٰ العبسی یسالہ عن قصۃ فدک فکتب الیہ عبداللہ بن موسیٰ
بھذا الحدیث۔ العاشر العیاشی باسنادہ عن فضیل بن مرزوق عن عطیہ
ان المامون رد فدکا علی ولد فاطمۃ"

منشی سبحان علی خانصاحب نے جو فن ادب میں مشہور ہیں ایک کتاب امامت میں لکھی ہے
اوسکے دوسرے حصہ کے صفحہ ۴۲ میں فدک کی بحث ہے مگر اس میں خانصاحب نے صرف
خوشہ چینی طعن الرماح کی کی ہے اور بعبارت جدید اوسی کے مضمون کو اولٹ پھیر کے بیان
کیا ہے جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں کہ این قاصر الادراک استیعاب دلائل اثبات حق
بضعۃ الرسول برہان کتاب مستطاب (طعن الرماح) حوالہ نمودہ بہ تقریرے آخر کہ خالی
تجددی نیست از ماجری فیہا ابطال خلافت خلیفہ اول وثانی کہ بانی مبانی این اعتدا
مشار الیہ است می سازد فقط اسمیں کوئی روایت جدید منقول نہیں ہے جو قابل نقل ہو
ہمنے جو کچھ اوپر بیان کیا اوس سے اس کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ چوتھی صدی
سے لیکر تیرہویں صدی تک جتنی مشہور کتابیں شیعوں کی اس بحث کے متعلق تھیں ان

سب سے ہمنے اون روایتونکو جو متعلق ہبہ فدک کے ہماری کتابونسے اوٹھوں نے نقل کی تھیں بلفظہ لکھدیا اور اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ اور بھی بہت سی کتابیں ہونگی جو ہمیں نہیں مل سکیں مگر ایسے مشہور او رنامور عالموں نے جیسے کہ جناب علم الہدیٰ او علامہ حلی اور سید ابن طاؤس اور ملا باقر مجلسی اور قاضی نور اللہ تستری اور مولنا دلدار علی اور مجتہد سید محمد اور مولانا محمد قلی صاحب تھے غالبًا انکی مطالعہ سے کوئی اور روایت رہ نگئی ہوگی خصوصًا مجتہدین لکھنؤ سے اور اسلیئے ہمکو اس یقین کرنیکی وجہ ہمکہ جو کچھ اوٹھوں نے ثبوت پیش کیا ہے اس سے زیادہ اون کے پاس نہ تھا اب ہم اس بات کو دکھاتے ہیں کہ یہ ثبوت نہ عقلاً نہ نقلاً شہادت میں داخل کرنیکے لائق ہے اور نہ وہ فی نفسہ کوئی ثبوت ہے اسلیئے کہ ان تمام روایتونکا سلسلہ اوس راوی پر ختم ہوتا ہی جو نہ صرف غیر معتبر او غیر ثقہ تھا بلکہ کاذب اور شیعی تھا ایک ہی شخص اس تمام زنگاری پردے میں چھپا ہوا ہی جسکے مختلف رنگ دوسروں نے لیئے ہیں اور ایک ہی گندا چشمہ ہے جس سے یہ سب نہریں نکلی ہیں اور ایک ہی کذب کی جڑ ہے جہاں سے ساری شاخیں پھوٹی ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ علماء شیعہ جنکو ان روایتوں پر بہت کچھ ناز ہے اور جنھوں نے اوسکی بنیاد پر ایک بہت بڑی عمارت قائم کی ہے اور جسکی بناء پر بہت بڑے الزام حضرات شیخین پر لگائے ہیں اور بہت دردناک تقریروں میں اونکا ظلم و ستم ظاہر کیا ہے اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ کے دعوی ہبہ کے رد کرنے پر بہت کچھ دھوکے میں ڈالنے والی باتیں بتائی ہیں اپنے پیش کیئے ہوئے ثبوت کی حقیقت فاش ہونے پر جیسا کہ اب ہم اوسے فاش کرتے ہیں حیران اور ششدر رہ جاوینگے اور وہ الفاظ جو جناب قاضی نور اللہ تستری نے کشف الحق کے شایع ہونیکے بعد سنیوں کی نسبت فرمائے تھے وہ اونہی اوپر صادق سمجھیں گے ای یتمنون لیکونوا حجارا او تنجا او یبھتون کانھم الشقموا الحجرا یعنی تمنا کرینگے کہ کاش وہ پتھر یا درخت ہو جائیں اور ایسے مبہوت ہو جائینگے گویا اونپر پتھر گر گئے ہیں۔

علماء امامیہ کی مذکورہ بالا کتابوں میں جو حدیثیں اور روایتیں پیش کی گئی ہیں جنکو

سنیوں کی روایت کہتے ہیں انکی تکرار اور نقل در نقل کو حذف کر کے دو قسم کی مفصلۃ الذیل روایتیں پائی جاتی ہیں ایک وہ جنمیں پوری تفصیل راویوں کی لکھی گئی ہو دوسری وہ جسمیں یا صرف منقول عنہ کتاب کا نام ہے یا بجائے پوری سند بیان کرنیکے صرف بعض راویوں کے نام لکھدیے ہیں اول قسم میں چار اور دوسری قسم میں پانچ روایتیں ہیں اول قسم کی روایتیں یہ ہیں۔

ایک وہ روایت جو طرائف میں سید الحفاظ ابن مردویہ سے نقل کی گئی ہے اور جس کو عماد الاسلام اور دوسری کتابوں میں بھی نقل کیا ہے اسکے بیان کرنیوالے راوی حسب ذیل ہیں **اول** محی السنہ ابو الفتح عبدوس بن عبد اللہ ہمدانی **دوسرے** قاضی ابو النصر شعیب بن علی **تیسرے** موسیٰ بن سعید **چوتھے** ولید بن علی **پانچویں** عباد بن یعقوب **چھٹے** علی بن عباس **ساتویں** فضیل **آٹھویں** عطیہ **نویں** ابو سعید جنپر روایت کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

دوسری وہ روایت جو بحار الانوار میں بحذف اسانید اور تفسیر مجمع البیان طبرسی میں بہ تفصیل اسناد بیان کی گئی ہے اور اسکے راوی یہ ہیں **اول** سید ابو حمید مہدی بن نزار حسینی **دوسرے** حاکم ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی **تیسرے** حاکم الوالد ابو محمد **چوتھے** عمر بن احمد بن عثمان **پانچویں** عمر بن حسین بن علی بن مالک **چھٹے** جعفر بن محمد احمصی **ساتویں** حسن بن حسین **آٹھویں** ابو معمر بن سعید **نویں** ابو علی قاسم کندی **دسویں** یحییٰ بن یعلیٰ **گیارہویں** علی بن مسہر **بارہویں** فضیل بن مرزوق **تیرہویں** عطیہ کوفی **چودہویں** ابو سعید خدری

تیسری وہ روایت جسکو بحار الانوار میں سید ابن طاؤس کی کتاب سعد السعود سے نقل کیا ہے اور اونھوں نے تفسیر محمد بن عباس بن علی بن مروان سے نقل کیا ہے اسکے راوی **اول** محمد بن محمد بن سلیمان اعبدی ہیں **دوسرے** ہیثم بن خلف دوری **تیسرے** عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث **چوتھے** محمد بن قاسم بن زکریا **پانچویں** عباد بن یعقوب **چھٹے** علی بن عابس (یہ حقیقت میں علی بن عباس ہے) **ساتویں** جعفر بن محمد حسینی **آٹھویں** علی بن منذر طریقی **نویں** فضیل بن مرزوق **دسویں** عطیہ عوفی

گیارھوین ابوسعید خدری - چوتھی وہ روایت جو ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار مین لکھی ہے -
اوسکے راوی اول محمد بن عباس ہین دوسرے علی بن عباس مقانعی تیسرے ابوکریب
چوتھے معاویہ پانچوین فضیل بن مرزوق چھٹے عطیہ ساتوین ابوسعید خدری -

پہلی وہ روایت جو کنز العمال سے عماد الاسلام مین نقل کی ہے اسکو حاکم کی تاریخ سے
لیا ہے اور اوسمین اور راویون کے نام منقول ہین ایک ابراہیم بن محمد بن میمون دوسرے
علی بن عابس بن النجار - ان راویون نے اپنی سند کا سلسلہ ابوسعید تک پھونچایا ہی -

دوسری وہ روایت جو عماد الاسلام وغیرہ مین درمنثور سیوطی سے بلا حوالہ سند نقل کی ہے
اور طعن الرماح مین اوسپر اتنا اور بڑھایا ہے کہ بزار اور ابو یعلی اور ابن حاتم اور ابن مردویہ
نے اسے ابوسعید خدری سے نقل کیا ہے -

تیسری جو بحار الانوار وغیرہ مین لکھی ہے کہ عبد الرحمن بن صلح کہتے ہین کہ مامون نے عبید اللہ
بن موسی سے فدک کا حال تحریراً دریافت کیا تو اونھون نے اسی حدیث کو جس کا ذکر
سید مہدی بن نزار حسینی نے کیا ہے لکھ بھیجا اور اوسکو فضیل بن مرزوق نے عطیہ سے روایت
کیا ہے - اسمین دو نام مذکور ہین ایک فضیل بن مرزوق دوسرے عطیہ -

چوتھی وہ روایت ہے جو طرائف مین بشر بن الولید اور واقدی اور بشر بن غیاث سے
بیان کی ہے جس مین سلسلہ اسناد محذوف ہے اور اسی کو بحوالہ واقدی قاضی نور اللہ
تستری نے احقاق الحق مین نقل کیا ہے -

پانچوین وہ روایت جو معارج النبوت اور مقصد اقصی سے عماد الاسلام وغیرہ مین نقل کی گئی
ہے -

یہ ہے کل مایہ ناز علماء امامیہ کا اور یہ ہے مجموعہ تمام اون روایتون کا جسکو وہ بہت
زور شور سے سنیون کے مقابلہ مین ہبہ فدک کے ثابت کرنے کیلئے پیش کرتے ہین اور
یہ روایتین مختلف طور سے اور مختلف موقع پر بحث فدک مین بیان کی جاتی ہین بیچارے
ناواقف سنی اونھین دیکھکر گھبرانے لگتے ہین اور یہ سمجھکر کہ یہ روایتین تمہاری ہی کتابون
سے نقل کی گئی ہین اور غالباً صحیح ہونگی حیران رہجاتے ہین - اور اکثر لوگون کو غلط

اپنے عقائد مین شبہہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ مگر اب کہ ہمنے اون سبکو ایک جگہ جمع کردیا اس سے دیکھنے والون کو معلوم ہوسکیگا کہ سلسلہ ان تمام روایتون کا ابو سعید پر ختم ہوتا ہے اور ابو سعید سے عطیہ نے اور عطیہ سے فضیل بن مرزوق نے آگے چلایا ہے۔ اور انھین سے اس روایت کا سلسلہ آیندہ بڑھا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ پھل پھول اسمین لگائے گئے ہین اوسکی جڑ ابو سعید ہین۔ مگر ابو سعید کے نام مین ایک عجیب دھوکا دیا گیا ہے جس سے ناظرین کو شبہہ ہوتا ہے کہ یہ ابو سعید ابو سعید خدری ہین جو صحابی تھے حالانکہ یہ ابو سعید ابو سعید خدری نہین ہین بلکہ یہ وہ ابو سعید ہے جو کلبی کے خطاب سے مشہور اور صاحب تفسیر ہین اونکے بہت سے نام اور مختلف کنیتین ہین۔ اور اسی سبب سے لوگون کو اکثر اونکے نام مین دہوکا ہوجاتا ہی کبھی ان کا نام محمد بن سائب کلبی سے لیا جاتا ہے اور کبھی حماد بن سائب کلبی کہکر پکارے جاتے ہین اور اونکی تین کنیتین ہین ایک ابو نصر اور دوسری ابو ہشام اور تیسری ابو سعید اور انھین سے عطیہ عوفی روایت کرتے ہین اور چونکہ عطیہ عوفی شیعہ تھے وہ اس قسم کی حدیثون کو اپنے شیخ ابو سعید کلبی سے اس طور پر روایت کرتے ہین کہ جس سے دیکھا ہوکہ یہ ابو سعید خدری صحابی سے روایت ہی کیونکہ وہ حدثنا یا قال ابو سعید کہکر چپ ہوجاتے ہین کلبی یا اور مشہور نام اون کا نہین لیتے تاکہ لوگون کو شبہہ ہوکہ یہ روایت جس سے یہ روایت کرتے ہین وہ ابو سعید خدری صحابی ہین چنانچہ یہ مغالطہ ظاہر ہوگیا اور اونکی یہ ہوشیاری کھل گئی۔ تاکہ عطیہ اور کلبی کا اصلی حال اور اصلی اعتقاد ظاہر ہوجائے اور یہ امر کہ عطیہ کی روایت ابو سعید کلبی سے ہی نہ کہ ابو سعید خدری سے کھل جائے ہم اول عطیہ کا اور پھر ابو سعید کلبی کا حال اسماء الرجال کی کتابون سے بیان کرتے ہین۔ اور اوس پردے کو جو ایک مدت دراز سے ان روایتون پر پڑا ہوا تھا اوٹھاتے ہین۔

عطیہ جنھون نے اس روایت کو ابو سعید سے بیان کیا ہی اونکی نسبت تقریب مین جو معتبر کتاب اسماء الرجال کی ہے لکھا ہے کہ وہ روایت مین خطا بھی کرتے تھے اور تدلیس بھی فرماتے تھے اور شیعہ بھی تھے کما یقول عطیہ بن سعد الکوفی یخطی کثیرا وکان شیعیا مدلسا۔ اول تو انکی روایت بسبب اسکے کہ وہ بہت خطا کرتے تھے یقین کے قابل نہین دوسرے بوجہ

تدلیس کے پایہ اعتبار سے ساقط ہی تیسرے بہ لحاظ شیعہ ہونیکے یہ روایت شیعونکی ہی نہ کہ سنیونکی۔
روایت مین خطا کرنا اور شیعہ ہونا یہ دو چیز محتاج بیان نہین ہین مگر تدلیس کیا چیز ہے اور
راوی مین یہ عیب کس درجے کا خیال کیا جاتا ہے البتہ قابل بیان ہی تاکہ ناظرین اس روایت
کی صحت کا صرف ایک تدلیس کے سبب اندازہ کر سکین۔ ابن جوزی تدلیس کو روایت
مین اسقدر قبیح اور شنیع سمجھتے ہین کہ وہ تلبیس ابلیس مین لکھتے ہین ومن تلبیس ابلیس
علی علماء المحدثین روایة الحدیث للموضوع من غیر ان یبینوا انه موضوع وهذا
خیانه منهم علی الشرع ومقصودهم تنفیق احادیثهم وکثرة روایاتهم وقد قال
النبیؐ من روی عنی حدیثا یری انه کذب فهو احد الکاذبین ومن هذا
الفن تدلیسهم فی الروایة فتاده یقول احدهم فلان عن فلان او قال
فلان عن فلان یوهم انه سمع منه ولم یسمع وهذا قبیح لانه یجعل المنقطع
فی مرتبة المتصل انتهی) یعنی علما محدثین کو ابلیس حدیث موضوع کی روایت کرنے
مین یہ دہوکا دیتا ہے کہ وہ یہ بیان نہین کرتے کہ یہ حدیث موضوع ہے حالانکہ یہ بات اونکی
شرع مین خیانت ہے اور اون کا اپنی احادیث کا جاری کرنا اور کثرت سے روایات کا
ہونا مقصود ہوتا ہے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خود بھی جھوٹون مین کا ایک جھوٹا
ہے اور فن حدیث مین روایت کی تدلیس یہ ہے کہ راوی یہ کہے فلان نے فلان سے
یا فلان نے کہا فلان سے جس سے وہم دلاتا ہے کہ فلان نے فلان سے سنا ہے حالانکہ
نہین سنا تو یہ بہت بری بات ہے اسلئے کہ راوی حدیث منقطع کو (جس کا راوی بیچ مین
سے چھوٹا ہو) متصل کے (جس کے راوی برابر مسلسل ہون) برابر کرنا چاہتا ہی۔ انتہی۔
اور میزان الاعتدال مین انکی نسبت لکھا ہے عطیه بن سعد العوفی الکوفی
تابعی شهیر ضعیف۔ قال سالم المرادی کان عطیه یتشیع وقال احمد
ضعیف الحدیث وکان هشیم یتکلم فی عطیه وروی ابن المدینی
عن یحیی قال عطیة وابو هارون وبشر بن حرب عندی سواء وقال
احمد بلغنی ان عطیه کان یاتی الکلبی فیاخذ عنه التفسیر کان یکنیه

بابی سعید فیقول قال ابو سعید قلت یعنی یوھمرانه الخدری وقال النسائی وجماعة ضعیف۔ یعنی عطیہ بن سعد عوفی کوفی تابعی مشہور ضعیف ہے اور ابو حاتم کہتے ہین کہ اونکی حدیث ضعیف ہے۔ اور سالم مرادی کہتے ہین کہ عطیہ شیعہ تھا اور امام احمد کہتے ہین کہ وہ ضعیف الحدیث ہے۔ اور ہشیم کو عطیہ مین کلام ہے۔ اور ابن مدینی نے یحیی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ عطیہ اور ابو ہارون اور بشر بن حرب میرے نزدیک برابر ہین۔ اور امام احمد کہتے ہین کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ عطیہ کلبی کے پاس آتے اور اون سے تفسیر لیتے اور اوسے ابو سعید کے نام سے لکھدیتے اور یون کہتے کہ ابو سعید نے ایسا کہا ہے۔ ذہبی کہتے ہین کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مقصود اون کا یہ ہوتا کہ لوگ یہ سمجھین کہ یہ ابو سعید خدری ہین۔ اور نسائی اور ایک جماعت نے اونکو ضعیف بتایا ہے۔ اور سخاوی نے رسالہ منظومہ جزری مین جو اصول حدیث مین ہے۔ باب من له اسماء مختلفة ونعوت متعددة مین جہان کلبی کا ذکر لکھا ہے وہان یہ بیان کیا ہے هو ابو سعید الذی روی عنه عطیه العوفی موهما انه الخدری کہ یہی کلبی ابو سعید کی کنیت سے بھی پکارے جاتے ہین۔ اور عطیہ عوفی اون سے جو روایت کرتے ہین وہ اسی کنیت سے یعنی قال ابو سعید کہکر روایت کرتے ہین۔ تاکہ لوگون کو یہ خیال ہو کہ یہ ابو سعید خدری ہین۔

اس حقیقت سے جو ہمنے عطیہ کی بیان کی مثل آفتاب روز روشن کے یہ بات کھل گئی کہ یہ روایت ابو سعید خدری سے جو صحابی رسول تھے نہین ہے۔ بلکہ ابو سعید کلبی سے ہے جو مفسر تھے۔

اقول بعون اللہ الجلیل۔ یہ پوری عبارت آیات بینات کی ہے جسمین سر مو تغیر نہین کیا گیا بلکہ پوری عبارت اونکی مسلسل درج ہوئی اور یہی وہ مضمون ہے جس پر مصنف کو اور اونکے ہم مذہب والون کو بڑا ناز ہے۔ مگر افسوس اس ساری تقریر کا مدار اسپر ہے کہ راویون کی قدح کرین جسمین پہلے عطیہ کو منتخب کیا پھر ابو سعید خدری کو جنکی جگہ محمد بن سائب کلبی کو قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے ہمنے ابتدائی عبارتون کی رد و قدح سے چشم پوشی کی۔ مگر افسوس مخاطب نے علم الرجال کا وہ وادی پرخار

اختیار کیا ہے جسکی خاک چھاننے سے اون کو کوئی نتیجہ نہین مل سکتا کیونکہ یہ وہ میدان
ہے کہ ناحق کوش لوگ ایک منٹ بھی نہین ٹھہر سکتے اور حق بھی یہی ہے کہ جو شخص کاذبون
کا پیرو ہوگا وہ کب راہ حق پاسکتا ہے اور راست گفتاری اوسکو کہان مل سکتی ہے خداوند
عالم تو فرماتا ہے کونوا مع الصادقین مگر ان کا عمل کونوا مع الکاذبین پر ہے چنانچہ
فرایتماہ کاذبا غادرا خائنا آثما صحیح مسلم مین موجود ہے کہ حضرت عمر جناب امیرؑ
اور عباس سے کہتے ہین کہ تم دونون نے ہمکو اور ابوبکر کو کاذب۔ غادر۔ خائن۔ آثم جانا
تو اب کون مسلمان ایسا ہو سکتا ہے جو جناب امیرؑ اور حضرت عباس کو اس عقیدہ مین
کاذب سمجھے۔

مخاطب نے عطیہ عوفی راوی روایت کی جرح کی ہے جو ایک محض معمولی راوی
حدیث ہے نہ جامع حدیث یا محقق۔ مگر پہلے اونکو یہ طے کرنا چاہیے کہ وہ کونسا محدث
یا راوی آپکے مذہب کا ہے جو اس الزام اور اس جرح سے محفوظ ہے جسکے بعد ہمکو
اسکی ضرورت ہو کہ عطیہ عوفی کی توثیق ثابت کرین۔ اگرچہ انشاء اللہ ہم کر دینگے مگر
پہلے آپکو کوئی راوی ایسا پیش کرنا چاہیے جو مذہب اہلسنت مین ایسا ہو جسکی جرح
نہ کی گئی ہو کیونکہ سب سے بڑھکر متفق علیہ صحابی راوی حدیث ابوبکر و عمر ہین جنکی
جرح ایک نہین صدہا ہے چنانچہ جناب امیرؑ اور حضرت عباس کا اونکو کاذب جاننا مذکور
ہو چکا۔

انکے بعد درجہ محمد بن اسمعیل بخاری کا ہے جنکی صحیح اصح الکتب بعد کتاب الباری
کہی جاتی ہے وہ کب اس جرح سے محفوظ رہے ہے کیونکہ جتنے الزامات عطیہ عوفی پر لگائے
گئے ہین اوس سے بڑھکر بخاری پر قائم کیا گیا ہے مگر باینہمہ اونکی روایت قبول کیجاتی
ہے اور عزت افزائی کی جاتی ہے لیکن عطیہ عوفی کی روایت نہین مانی جاتی یہ کونسا
انصاف ہے حالانکہ قاعدہ کو کلی ہونا چاہیے کہ جس مین وہ عیب پایا جائے وہ
معیوب سمجھا جائے۔

عطیہ عوفی پر تین الزام لگائے گئے ہین ایک خطا کرنا روایت مین دوسرا شیعہ ہونا تیسرا

تدلیس کرنا جسکی حقیقت آیندہ مذکور ہوگی اب دیکھئے۔ امام بخاری پر بھی یہ سب الزام قائم کئے گئے ہین یا نہین۔

فیض القدیر مناوی مین ہے فقال فی کتاب الضعفاء والمتروکین ما سلم من الکلام لاجل مسئلة اللفظ ترکه لاجلها الرازیان کما فی الاستقصا صـ ۸۷

یعنی امام ذہبی نے بخاری کو کتاب الضعفا والمتروکین مین داخل کیا ہے اور کہا کہ بخاری بوجہ مسئلہ لفظ اعتراض سے نہ بچے اسی وجہ سے امام ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم رازی نے اون کو ترک کیا۔ دیکھئے یہ بخاری ہین جنکو ایسے ایسے امامون نے قابل ترک سمجھا۔ مگر عطیہ عوفی پھر بھی قابل روایت رہے۔

امام ذہبی میزان الاعتدال مین لکھتے ہین وکذا امتنع مسلم من الروایة عنه فی صحیحه لهذا المعنی کما امتنع ابوزرعه وابوحاتم من الروایة عن تلمیذہ محمد لاجل مسئلة اللفظ صـ ۲۰۶ جلد ۲

یعنی امام مسلم نے روایت علی بن مدینی کو جو استاد بخاری تھے اسوجہ سے ترک کردیا کہ وہ احمد بن ابی داؤد جہمی کی طرف میل رکھتا تھا جیسا کہ امام ابوزرعہ و ابوحاتم رازی آپنے شاگرد محمد بن اسمٰعیل بخاری کی روایت کو ترک کردیا تھا۔

علی بن مدینی استاد بخاری کا جو ذکر یہان آیا اوسکے متعلق یہ تحقیقات امام ذہبی قابل قدر ہے قال احمد بن ابی خیثمه فی تاریخه سمعت یحیی بن معین یقول کان علی بن المدینی اذا قدم علینا اظهر السنة واذا ورد البصرة اظهر التشیع صـ ۲۰۷ جلد ۲

احمد بن ابی خیثمہ اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ یحیی بن معین کہتے تھے علی بن مدینی جب ہم لوگون کے پاس آتے تو سنی بنتے اور جب بصرہ جاتے تو اظہار تشیع کرتے۔

پس جب اظہار تشیع کسی طرح قابل جرح نہ تھا کیونکہ خود بخاری کے اوستاد کا یہ مذہب تھے تو بیچارہ عطیہ کا تشیع کیونکر قابل اعتراض ہوسکتا ہے۔

امام ابوزرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم ابوزرعہ الرازی المتوفی ۲۶۴ھ امام بخاری کے استاد ہین جنکی تعریف مین یہی جملہ کافی ہے کل حدیث لایعرفہ ابوزرعہ فلیس لہ اصل مناقبہ تطول کاشف ذہبی

کہ جس حدیث کو امام ابوزرعہ نہ جانین اوسکو لا اصل سمجھو انکے فضائل ومناقب بہت طولانی ہین۔

امام ابوحاتم محمد بن ادریس ابوحاتم الرازی المتوفی ۲۷۷ھ یہ بھی بخاری کے استاد ہین مگر بخاری کو ترک کردیا تھا طبقات الشافعیہ سبکی مین ہے قال احمد بن مسلمۃ الحافظ ما رایت بعد اسحاق بن راھویہ ومحمد بن یحیی احفظ للحدیث من ابی حاتم ولا اعلم بمعانیہ وقال بن ابی حاتم سمعت یونس بن عبد الاعلی یقول ابوزرعہ وابوحاتم اماما خراسان بقاءھما صلاح للمسلمین صہ ۲۹۹

یعنی احمد بن سلمہ کہتے ہین ہمنے ابوحاتم سے بڑھکر کسی کو حافظ حدیث نہین دیکھا یونس بن عبد الاعلی کہتے ہین امام ابوزرعہ اور ابوحاتم امام ہین خراسان کے جنکے وجود سے صلاح مسلمین قائم ہے۔

قادحین بخاری مین امام محمد بن یحیی ذہلی کا نام نہایت جلی حرفون مین ملیگا طبقات شافعیہ امام سبکی مین ہے قال ابوحامد الشرقی رایت البخاری فی جنازۃ سعید بن مروان والذھلی یسالہ عن الاسماء والکنی والعلل ویمر فیہ البخاری مثل السھم فما اتی علی ھذا شہر حتی قال الذھلی الا من یختلف الی مجلسہ فلا یاتنا فانھم کتبوا الینا من بغداد انہ تکلم فی اللفظ ونہیناہ فلم ینتہ فلا تقربوہ قلت کان البخاری علی ما روی وسیحکی ما فیہ ممن قال لفظی بالقران مخلوق وقال محمد بن یحیی الذھلی من زعم ان لفظی بالقران مخلوق فھو مبتدع لا یجالس ولا یکلم ومن زعم ان القران مخلوق فقد کفر صفحہ ۱۲ جلد ۲

ابوحامد شرقی کہتے ہین کہ ایک جنازہ مین امام ذہلی اور بخاری ساتھ جا رہے تھے امام ذہلی

بخاری سے نام اور کنیت کا امتحان لیتے اور وہ جواب مین مثل تیر نکل جاتے ایک مہینہ
کے بعد سنا کہ ذہلی نے بخاری کی نسبت فتوی دیا کہ وہ بدعتی ہے اوسکے پاس مٹھنیا نہ چاہیے
اور مقدمہ فتح الباری مین ہے ومن ذهب الی محمد بن اسمعیل فاتھموہ فانه لایحضر
مجلسه الامن کان علی مذهبه کہ جو شخص بخاری کے پاس جائے اوسکو متہم کرو
کیونکہ اوسکی صحبت مین وہی جائیگا جو اوسکے مذہب پر ہوگا۔

ہماری غرض یہان قدح بخاری نہین ہے اسلیے اس سے زیادہ نہین لکھتے کیونکہ
عطیہ ایک راوی ہے اور بخاری تو امیر المومنین فی الحدیث ہین جب اونپر اس طرح
کی جرح کی گئی اور پھر اونکی روایتین مقبول ہین تو عطیہ عوفی پر اگر جرح ہو تو اوسکی روایت
کیون نہ قابل قبول ہوگی۔

دوسرا درجہ امام مسلم کا ہے جنکی صحیح کو بھی اصح الکتب کا خطاب ملا ہے اون کی
حالت میزان الاعتدال مین ملاحظہ ہو قال سعید البرذعی شهدت ابا زرعه
ذکر عنده صحیح مسلم فقال هولاء قوم ارادوا التقدم قبل اوانه فعملوا
شیئا یتسوقون به وقال یروی عن احمد بن عیسی فی الصحیح ما رایت
اهل مصر یشکون فی انه واشار الی لسانه ص۸۳ جلد اول
یعنی امام ابو زرعہ کے سامنے صحیح مسلم کا ذکر ہوا تو کہا یہ قوم چاہتی ہے کہ قبل از وقت اپنا
بازار گرم کرین یہ احمد بن عیسی سے روایت کرتے ہین حالانکہ اہل مصر سے کوئی نہین ہے
جو اسمین شک کرتا ہو اسکے بعد سکوت کیا اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔
جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیہ عبد القادر مین ہے قال الحافظ ان مسلما لما وضع کتابه
الصحیح عرضه علی ابی زرعة الرازی فانکر علیه وقال سمیته الصحیح فجعلته
سلما لاهل البدع وغیرهم فاذا روی لهم المخالف حدیثا یقولون هذا
لیس فی صحیح مسلم فرحم الله تعالی ابا زرعه فقد نطق بالصواب فقد وقع
هذا کما فی الاستقصاء ص۲۰
یعنی جب امام ابو زرعہ نے کتاب صحیح مسلم کو دیکھا تو امام مسلم پر بہت بگڑے اور کہا تو نے اسکا نام

صحیح رکھا ہے حالانکہ یہ اہل بدعت کیلئے زینہ ہے کیونکہ جب کوئی صحیح حدیث اونکے سامنے
پیش ہوگی تو کہینگے یہ حدیث تو صحیح مسلم مین نہین ہے خدا رحم کرے ابوزرعہ پر کہ بہت
صحیح کہا کیونکہ ایسا ہی واقع ہوا۔

تیسرا درجہ امام مالک کا ہے جنکی موطا مشہور ہے انکے بارہ مین صرف امام ابن
اسحق کا قول کافی ہے لما صنف الموطا قال ارونی اياه فانا بیطارة فبلغ ذلك
مالكا فشق عليه وقال ذلك دجال من الدجاجلة وقد اخذوا على
مالك على هذا فانه لا يقال من الدجاجلة بل من الدجالين۔
یعنی ابن اسحاق نے جب موطا کی تصنیف کا حال سنا تو کہا ہمارے پاس اون کی
کتاب لاؤ کہ ہم اوسکے بیطار ہین مالک کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت ناگوار گذرا اور کہا
کہ وہ تو ایک دجال ہے دجاجلہ سے۔ اسپر بھی اعتراض ہوا کہ دجالین کہنا چاہیئے نہ
دجاجلہ۔

اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین ہے وتكلم في مالك ابن اسحاق و
ابن ابی حازم وكان اشدهم فيه ابن اسحق وكان يقول ايتونی ببعض
كتبه حتى ابين عيوبه انا بیطار كتبه ص۲۷ ورق قلمی
تہذیب الکمال مین ہے كان ابن ابی ذئب وعبد العزيز بن الماجشون
وابن ابی حازم ومحمد بن اسحق يتكلمون في مالك۔

اور طبقات شافعیہ سبکی مین ہے ذکر بن عبد البر کلام ابن ابی ذئب وابراهيم
بن سعد في مالك بن انس وقال قد تكلم ايضا في مالك عبد العزيز
بن ابی سلمه وعبد الرحمن بن زيد بن اسلم ومحمد بن اسحق وابن ابی
يحيى وابن ابی الزیاد وعابوا اشياء من مذهبه كما في الاستقصاء ص۱۰۰
جس سے معلوم ہوا کہ امام مالک پر اعتراض کرنے والے صرف محمد بن اسحق نہین ہین جو
تالیفات مالک کے بیطار تھے۔ بلکہ ابن ابی ذئب۔ ابن ابی حازم عبدالعزیز بن الماجشون
ابراہیم بن سعد۔ عبدالعزیز بن ابی سلمہ۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم۔ ابن ابی یحیی۔ ابن

ابی الزناد بہت سے ائمہ حدیث وفقہا ہین جو سب اعتراض کرتے۔ ہان جن محمد بن اسحق کی رد وقدح مالک مین اسقدر مشہور ومعروف ہے اون کی بھی حالت اسماء الرجال مشکوۃ مین دیکھ لیجئے وقد رمی ابن اسحق بالقدر والتشیع والتدلیس عشہ ورق قلمی

کہ ابن اسحق پر یہ الزام لگایا گیا ہے وہ قدری تھے شیعہ تھے تدلیس کرتے۔ یعنی جو الزامات عطیہ پر لگائے گئے تھے وہ سب ان مین موجود تھا۔

تدلیس مین بھی امام مالک نہ چوکتے چنانچہ امام فخر الدین رازی رسالہ مناقب شافعی مین لکھتے ہین۔

فانکان قد ترک قول ابن عباس لرای ربیعہ فھو خطاء وان ترک لرای عکرمہ فھو سیئ القول فی عکرمہ ولا یری لاحد ان یقبل حدیثہ وھو یروی بسند عن عطاء عن ابن عباس خلافہ وعطا ثقہ عندہ وعند الناس قال الشافعی والعجب انہ یقول فی عکرمہ مایقول ثم یحتاج الی شئ من علمہ یوافق قولہ فیسمیہ مرۃ ویسکت عنہ اخری۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ امام مالک باوصفیکہ عکرمہ کو اچھا نہین جانتے اور نہ اس قابل سمجھتے کہ کوئی اوسکی حدیث نقل کرے مگر جب اپنے مذہب کے مطابق اوس کا قول ملتا ہے تو اوسکو لے لیتے ہین کبھی نام لیتے ہین اور کبھی نہین نام لیتے۔ اور یہی تدلیس ہے کہ پہلے محدث کا نام کسی غرض سے چھپایا جاے۔

امام مالک پر یہ الزام بھی قائم ہے کہ اونھون نے جمعہ جماعت شہود نماز جنازہ سب چھوڑ دیا تھا وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے قال الواقدی کان مالک یاتی المسجد ویشھد الصلوۃ والجمعۃ والجنائز ویعود المرضی ویقضی الحقوق ویجلس فی المسجد ویجتمع الیہ اصحابہ ثم ترک الجلوس فی المسجد فکان یصلی وینصرف الی مجلسہ وترک حضور الجنائز فکان یاتی اھلھا ثم ترک ذلک کلہ فلم یکن یشھد الصلوات فی المسجد ولا الجمعۃ ولا یاتی

احد لیخبره ولا یقتضی له حقا واحتمل الناس له ذالک حتی مات علیه وکان ربما قیل له فی ذالک فیقول لیس کل الناس یقدرات یتکلم بعذرہ
صفحہ ۱۳۹ جلد اول

کہا واقدی نے کہ مالک پہلے مسجد مین آیا کرتے جمعہ وجماعت مین شریک ہوتے جنازہ پر آتے اور لوگون کی تعزیت کو جاتے مسجد مین بیٹھا کرتے اور اصحاب اونکے جمع ہوتے۔ لوگون کی حاجت برآری کرتے پھر مسجد مین بیٹھنا چھوڑ دیا نماز پڑھکر چلے جاتے۔ پھر نماز جنازہ کا حضور چھوڑا پھر سب چھوڑ دیا نہ جماعت مین شریک ہوتے نہ جمعہ مین نہ کسی کی حاجت برآری کرتے یہانتک کہ لوگ اونکے اس فعل سے ناراض ہوے مگر اونھون نے کسی کی پروانہ کی اور کہا کہ ہر شخص پر لازم نہین اپنی معذرت بیان کرے۔

اہلسنت کے یہان نماز جماعت واجب ہے اور نماز جمعہ تو باتفاق فریقین بلا جماعت نہین ہو سکتی مگر امام مالک نے سبکو چھوڑ دیا اور پھر بھی وہ امام کے امام ہی بنے رہے کیون؟ صرف اس وجہ سے کہ وہ دشمن جناب امیرؑ تھے چنانچہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین ناقل ہین قال مالک لا اجعل من خاض فی الدماء کمن لم یخض فیها کہ مالک کہتے ہین ہم اوس شخص کو جو خونریزی مین مشغول رہا (جناب امیرؑ کو) اوسکے برابر نہین جان سکتے جسنے خونریزی نہین کی (عثمان)

کیا اسکے بعد بھی انکی ناصبیت وخارجیت مین عذر ہو سکتا ہے حالانکہ اونکو بالیقین معلوم ہے کہ جناب امیرؑ نے جو قتال کیا اس مین حکم خدا اور رسول سے آپ مجبور تھے۔

مالک کی ناصبیت یہانتک بڑھی ہوئی تھی کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے حدیث کی روایت کو بھی جائز نہ جانتے چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے صفحہ ۱۸۶ جلد اول

قال مصعب بن عبد اللہ عن الدراوردی قال لم یرو مالک عن جعفر حتی ظہر امر بنی العباس قال مصعب بن عبد اللہ کان مالک لا یروی عن جعفر حتی یضمہ الی احد۔

کہ جب تک امر بنی عباس نہ ظاہر ہوا مالک جناب امام جعفر صادقؑ سے حدیث کی

روایت نہ کرتے مصعب بن عبداللہ کہتے ہین کہ مالک جبتک امام جعفر صادقؑ کے ساتھ اور کسی کو نہ ملا لیتے تنہا روایت نہ کرتے۔

کیا اسکے بعد بھی دنیاداری اور مکاری اور تقیہ بازی مالک مین شک رہ سکتا ہے کہ اسقدر بنی امیہ سے خائف تھے کہ جبتک بنی عباس کا تسلط نہ ہوا اوسوقت جناب امام جعفر صادقؑ سے حدیث کی روایت نہ لی اور اگر لیا بھی تو اس طرح کہ جناب امام جعفر صادقؑ کے ساتھ دوسرے راوی کو بھی شریک کر لیا۔

چوتھا درجہ صحیح ترمذی کا ہے جسکی مدح وثنا مین نہ معلوم کیا کیا لکھا گیا ہے حالانکہ علامہ ذوالنسبین ابن دحیہ شرح اسماء النبی مین لکھتے ہین وقد ذکرت فی کتابی المسمی بالعلم المشهور احادیث کثیرة اوردها ابو عیسی فی کتابه هذا عن قوم کذابین وحسنها وهی موضوعة ولا یصح ان تکون مرفوعة۔ یعنی ابو عیسی ترمذی نے بہت سی حدیثین کذابین سے وارد کی ہین اور اونکو حسن کہا ہے حالانکہ وہ سب موضوع ہین کسی طرح صحیح نہین کہ اوسکو مرفوع کہہ سکین۔

پانچوان درجہ سنن ابن ماجہ کا ہے یہ بھی صحاح ستہ مین داخل ہے مگر یہ بھی جامع موضوعات ہے چنانچہ علامہ ذہبی کہتے ہین فلقد شان ابن ماجه سننه بادخاله هذا الحدیث الموضوع فیها صـ۲۸۸ ذکر داؤد بن محمد بن نهرم کہ ابن ماجہ نے اپنی کتاب کو ایسی روایت موضوع کے داخل کرنے سے عیبی کر دیا۔

صلاح الدین صفدی وافی بالوفیات مین لکھتے ہین انما نقص رتبة کتابه ای کتاب ابن ماجه بروایته احادیث منکرة فیه کما فی الاستقصاء صـ۱۰۸ یعنی ابن ماجہ کی کتاب کا درجہ اس وجہ سے کم ہوگیا کہ بہت سی احادیث منکرہ کو اوس مین داخل کیا۔

بہرحال مقصود ہمارا صحاح ستہ کا قدح کرنا نہین ہے کیونکہ اس فن کو جس طرح کتاب مستطاب استقصاء الافحام اور عبقات الانوار نے ادا کیا ہے وہ تو کسی سے ہو نہین سکتا۔ اور کتاب مستطاب تنقید بخاری نے جس طرح اس بخاری کو خاک مین

ملا ہے اور اسکے بعد کسی تحریر کی ضرورت نہین۔ مگر صرف اس غرض سے کہ عطیہ عوفی پر محدثانہ حیثیت سے چند الزام قائم کیا گیا ہے اسلئے ہمکو یہ لکھنا پڑا کہ جب ایسے ایسے محدثین اور علماء دین جنکی روایتون اور فتوونپر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے حسب تحقیقات علماء اہلسنت مجروح و مقدوح ہین پھر اونکی روایتین مانی جاتی ہین تو ایک عطیہ نے کیا قصور کیا اگر وہی جرحین اسپر بھی قائم ہون تو اوسکی روایت کیون قابل سماعت ہو گی۔

توثیق عطیہ عوفی۔ اب ہم اس عطیہ عوفی کا حال علامہ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب سے لکھتے ہین جو حیدرآباد دکن مین چھپ گئی ہے ملاحظہ ہو جلد ۷ صفحہ ۲۲۴

(۴۱۳) بخ د ت ق۔ عطیہ بن سعد بن جنادۃ (۱) العوفی الجدلی القیسی الکوفی ابو الحسن۔ روی عن ابی سعید وابی ہریرۃ وابن عباس وابن عمر وزید بن ارقم وعکرمہ وعدی بن ثابت وعبد الرحمن بن جندب وقیل جناب روی عنہ ابناہ الحسن وعمر والاعمش والحجاج بن ارطاۃ وعمرو بن قیس الملائی ومحمد بن جحادۃ ومحمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ومطرف ابن طریف واسمعیل بن ابی خالد وسالم بن ابی حفصہ وفراس بن یحیی وابو الجحاف وذکریا بن ابی زائدہ وادریس الاودی وعمران البارقی وزیاد ابن خیثمۃ الجعفی وآخرون وقال البخاری قال لی علی عن یحیی عطیہ وابو ہارون وبشر بن حرب عندی سواء وکان ہشیم یتکلم فیہ وقال مسلم بن الحجاج قال احمد وذکر عطیۃ العوفی فقال ہو ضعیف الحدیث ثم قال بلغنی ان عطیہ کان یاتی الکلبی ویسالہ عن التفسیر وکان یکنیہ بابی سعید فیقول قال ابو سعید وکان ہشیم یضعف حدیث عطیہ قال احمد وحدثنا ابو احمد الزبیری سمعت الکلبی یقول کنانی عطیہ ابو سعید وقال الدوری عن ابن معین صالح وقال ابو زرعہ لین وقال ابو حاتم ضعیف یکتب حدیثہ وابو نضرۃ

احب الی منه وقال الجوزجانی مائل وقال النسائی ضعیف وقال ابن عدی قد روی عن جماعة من الثقات ولعطیة عن ابی سعید احادیث عدة وعن غیر ابی سعید مع ضعفه یکتب حدیثه وکان یعد مع شیعة اهل الکوفة۔ قال الحضرمی توفی سنة احدی عشرة ومائة۔ قلت وقیل مات سنة (۲۷) ذکره ابن قانع والقراب وقال ابن حبان فی الضعفاء بعد ان حکی قصته مع الکلبی بلفظ مستغریب فقال سمع من ابی سعید احادیث فلما مات جعل یجالس الکلبی یحضر بصفته فاذا قال الکلبی قال رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم کذا فیحفظه وکناه اباسعید ویروی عنه فاذا قیل له من حدثک بهذا فیقول حدثنی ابوسعید فیتوهمون انه یرید اباسعید الخدری وانما اراد الکلبی قال لایحل کتب حدیثه الا علی التعجب ثم اسند الی ابی خالد الاحمر قال لی الکلبی قال لی عطیه کنیتک بابی سعید فانا اقول حدثنا ابوسعید وقال ابن سعد انا یزید بن هارون انا فضیل عن عطیه قال لما ولدت اتی بی ابی علیا ففرض لی فی مائة وقال ابن سعد خرج عطیه مع ابن الاشعث فکتب الحجاج الی محمد بن القاسم ان یعرضه علی سب علیّ فان لم یفعل فاضربه اربعمائة سوط واحلق لحیته فاستدعاه فابی ان یسب فامضی حکم الحجاج فیه ثم خرج الی خراسان فلم یزل بها حتی ولی عمر بن هبیرة العراق فقدمها فلم یزل بها الی ان توفی سنة (۱۱) وکان ثقة ان شاء الله وله احادیث صالحة ومن الناس من لایحتج به وقال ابوداؤد لیس بالذی یعتمد علیه۔ قال ابوبکر البزار کان یعده فی التشیع روی عنه اجلة الناس وقال الساجی لیس بحجة وکان یقدم علیا علی الکل۔

یعنی عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی جدلی قیسی کوفی کی کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ روایت کرتے ہیں ابوسعید ابوہریرہ۔ ابن عباس ابن عمر۔ زید بن ارقم (یہ سب صحابی ہیں) عکرمہ۔ عدی بن ثابت۔ عبدالرحمن بن جندب اور کہا گیا ہے ابن جناب خود آنکے

دونو فرزند اسکے حسن ۔ عمر راوی ہین اور اعمش اور حجاج بن ارطاۃ ۔ عمر بن قیس
ملائی ۔ محمد بن مجادۃ ۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ۔ مطرف بن طریف ۔ اسمعیل
بن ابی خالد ۔ سالم بن ابی حفصہ ۔ فراس بن یحیی ۔ ابو الجحاف ۔ زکریا بن ابی زائدہ
ادریس اودی ۔ عمران بارقی ۔ زیاد بن خیثمہ جعفی وغیرہ ۔

کہا بخاری نے کہ ہمسے علی نے یحیی سے کہ عطیہ ابو ہارون ۔ بشر بن حرب ہمارے نزدیک
برابر ہین ہشیم اسکے بارے مین کلام کرتے ۔

امام مسلم کہتے ہین کہ کہا احمد نے اور ذکر کیا عطیہ عوفی کا تو کہا وہ ضعیف الحدیث
ہمکو یہ خبر ملی ہے کہ وہ کلبی کے پاس آتا اور کچھ تفسیر پوچھتا اور اوسکی کنیت ابو سعید رکھ
اور کہتا کہ ہمسے ابو سعید نے بیان کیا ۔ ہشیم ان کی حدیث کو ضعیف کہتے ۔ احمد
ابو احمد زبیری سے روایت کرتے ہین کہ ہمنے کلبی کو کہتے سنا کہ عطیہ نے ہماری کنیت
ابو سعید رکھی ہے ۔

ابن معین سے دوری راوی ہین کہ عطیہ صالح الحدیث ہے ۔ ابو زرعہ
کہتے ہین کہ لین ہے ابو حاتم کہتے ہین ضعیف ہے مگر اوسکی حدیث لکھی جائیگی (یہ
ابو زرعہ ابو حاتم وہی ہین جو بخاری کو بدعتی کہتے ہین) اور ابو نضرہ ہمکو احب ہے
اوس سے ۔ کہا جوزجانی نے کہا وہ مائل ہے ۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے ۔ کہا ابن
عدی نے کہ ایک جماعت ثقات سے وہ راوی ہے ۔ عطیہ چند حدیثین ابو سعید سے
روایت کرتا ہے اور غیر ابو سعید سے بھی اور وہ ایسا ہے کہ باوصف ضعف اوس کی
حدیث لکھی جائیگی اور اوسکا شمار شیعیان اہل کوفہ کے ساتھ ہے حضرمی سنہ ۱۱۱ھ
وفات لکھتے ہین اور ایک قول ہے سنہ ۱۲۷ھ ابن قانع اور قراب اسکے ناقل ہین ۔ ابن
حبان نے اوسکو ضعفا سے شمار کیا ہے حالانکہ ایک قصہ غریب لکھا ہے کہ اوس نے
ابو سعید خدری سے بہت سی حدیثین سنین اونکی وفات کے بعد کلبی کے ساتھ نشست
ہوئی ۔ کلبی جب کہتا کہ قال رسول اللہ تو وہ اسی طرح لکھ لیتا اور اوسکی کنیت ابو سعید
رکھتا اور اوسی سے روایت کرتا جب کوئی پوچھتا یہ حدیث کس سے سنا تو کہتا ابو سعید

سے کہ یہ شبہہ ہو کہ ابوسعید خدری سے سنا حالانکہ اوسکا مقصود کلبی ہوتا۔ کہا کہ اوسکی روایت
جائز نہیں مگر بطور تعجب پھر ابو خالد احمر سے روایت کیا کہ کلبی نے کہا عطیہ نے
کہا میں نے تمھاری کنیت ابوسعید رکھی ہے اور اس کنیت سے روایت کرتا۔ ابن سعد
یزید بن ہارون سے بسلسلہ فضیل عطیہ سے راوی ہیں کہ جب ہماری ولادت ہوئی
تو جناب امیرؑ کے پاس لائے گئے حضرت نے سو (درہم) ہمارا مقرر کیا۔ ابن سعد راوی ہیں
کہ عطیہ نے بھی ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تو حجاج نے محمد بن قاسم کو لکھا کہ
عطیہ سے کہو کہ سب جناب امیر کرے (گالی دے) اور اگر ایسا نہ کرے تو چار سو
کوڑہ مارو اور ڈاڑھی منڈوادو چنانچہ وہ لایا گیا تو اوس نے سب جناب امیرؑ سے
انکار کیا اور محمد بن قاسم نے حکم حجاج کو جاری کیا اسکے بعد وہ خراسان چلا گیا جب عمر
بن ہبیرہ والی عراق ہوا تو واپس آیا اور یہین رہا یہانتک کہ ۱۱۱ھ مین وفات کی۔
ابن حجر لکھتے ہین وکان ثقۃ انشاء اللہ یعنی انشاء اللہ وہ ثقہ تھا اور بہت سی احادیث
صالحہ کا راوی ہے بعض آدمی اوسکو قابل احتجاج نہیں جانتے ابوداود نے کہا قابل اعتماد
نہ تھا ابوبکر بزار اوسکو شیعون سے شمار کرتے ہین اور بہت بڑے علمائے جلیل الشان
نے اوس سے روایت کی ہے۔ ساجی نے کہا کہ وہ حجت نہیں تھا اور جناب امیرؑ کو
ہر شخص پر تقدیم دیتا۔

اس تحقیق سے اچھی طرح بتا دیا کہ یہ عطیہ کیسا راوی ہے کہ صرف ابوسعید خدری
ہی سے نہیں روایت کرتا ہے بلکہ ابوہریرہ ابن عباس ابن عمر زید بن ارقم سب سے راوی ہے
تو کیا ایسا شخص قابل جرح ہو سکتا ہے حالانکہ خود صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے
خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم جس سے عام طور پر تابعین کی فضیلت
ثابت کی جاتی ہے مگر صرف اس جرم پر کہ وہ اس حدیث کا راوی ہے کہ حضرت نے
آیہ وات ذی القربی حقہ نازل ہونے پر فدک کو ہبہ کیا یا نوشتہ لکھا اوسکی یہ گت
بنائی جاتی ہے۔

بہرحال جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین اسماء الرجال کا وہ میدان ہے کہ اہلسنت کا

کوئی راوی اوس سے بچ نہین سکتا لہذا اوس مین پڑنے سے کوئی بچ نہین سکتا مگر دیکھنا یہ ہے کہ محققین نے فیصلہ کیا کیا ہے ایک تو امام یحیی بن معین کا فیصلہ کافی ہے وہ صالح تھا دوسرے خود ابن حجر کا فیصلہ کافی ہے وکان ثقۃ انشاء تیسرے امام بخاری کا اوس سے روایت کرنا جیسا کہ لکھا یخ یعنی بخاری نے ادب مفرد مین اوس سے روایت کی ہے۔

چوتھے امام ترمذی کا اوسکی حدیث کو حسن کہنا کافی ہے جیسا کہ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال حافظ صفی الدین مین ہے وحسن لہ الترمذی احادیث ص۲۶۷ کہ امام ترمذی نے اوسکی بہت سی حدیثون کو حسن کہا ہے پانچوین روی عنہ جلۃ الناس کہ بہت سے بزرگون نے اوس سے روایت کیا ہے کافی ہے اوس کی عظمت وجلالت کے لئے۔

اس تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ عطیہ پر الزام تشیع کس بنیاد پر ہے کہ بحکم حجاج ملعون اوس سے خواہش کی گئی تھی کہ جناب امیرؑ پر معاذ اللہ تبرا کرے جس سے اوس نے انکار کیا تو محمد بن قاسم نے بحکم حجاج اوسکو چارسو کوڑہ مارا اور ڈاڑھی منڈوادی۔ تو کیا تشیع اسی کا نام ہے کہ جناب امیرؑ پر سب نہ کرے۔ اور کیا اہلسنت کے مذہب مین سب جناب امیرؑ جائز ہے حالانکہ وہ تو سب شیطان کو بھی جائز نہین جانتے۔

مولوی صاحب فرماتے ہین "بہ لحاظ شیعہ ہونیکے یہ روایت شیعون کی ہے نہ کہ سنیون کی" تو اونکو ایسے سنیون کی روایت نکالنی چاہیے جو جناب امیرؑ پر سب کرتے ہون خدا رحم کرے حالانکہ بالیقین معلوم ہے جناب امیرؑ کا گالی دینے والا تبرا کرنے والا مسلمان نہین ہے بلکہ کافر ہے اور ان کا شیعہ نہ ہونا اسی سے ظاہر ہے کہ کتب رجال شیعہ مین کہین نام نہین ہے۔

اب اس مین تو کسی طرح شک نہین رہ سکتا کہ عطیہ سے مخالفت کی وجہ اصل مین وہی ہے کہ ابن الاشعث کے ساتھ اوس نے بھی حجاج پر خروج کیا تھا اور

جب یہ بغاوت فرو ہوئی تو حجاج نے خوب ان لوگون کا قلع قمع کیا جس مین یہ عطیہ بھی شامل ہے۔

یہ واقعہ ۸۱ھ کا ہے جسمین حجاج نے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کو (جو ام فروہ خواہر ابو بکر کا پوتا تھا) ریبتل کے شہرون کی طرف بھیجا جہان اوس نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے قلعون کو فتح کیا۔ تو عبدالرحمان نے حجاج کو لکھا کہ اب رائے یہ ہے کہ اوسکے ملک کی غارتگری موقوف کی جاے اتنی مہلت ملے کہ اوسکے ملک کی راہون سے فوج واقف ہوجائے تب دوبارہ حملہ کیا جائے۔ حجاج نے انکار کیا اور چاہا کہ مجبور کرکے اوسکو بھیجے۔ عبدالرحمن کو موقع ملا فوج سے کہہ سنایا اہل لشکر سب اسکے ہم آواز ہو گئے۔ اور اجماع کرکے حجاج کو حکومت کوفہ سے معزول کیا اوسکے ساتھ عبدالملک کو بھی خلافت سے معزول کیا فکان اول من تکلم ابو الطفیل عامر بن واثلہ الکنانی ولہ صحبۃ تاریخ کامل ص۱۸۰ جلد ۴

یعنی سب سے پہلے ابو الطفیل عامر بن واثلہ کنانی صحابی رسول نے کلام کیا اور اوسکو معزول کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابن الاشعث نے جو حجاج کی مخالفت کی تھی تو تنہا اپنی رائے سے نہین بلکہ وہ اکابر صحابہ و تابعین شریک تھے جن سے خلافت کا سلسلہ عہد ابو بکر سے قائم ہوا۔

اہل کوفہ کے ساتھ اہل بصرہ بھی شریک ہو گئے کیونکہ بہت سے یہود و نصاریٰ جو ذمی تھے اور جزیہ دیا کرتے وہ مسلمان ہو گئے تھے جس سے جزیہ کی آمدنی مین کمی ہونے لگی تو حجاج نے حکم بھیجا کہ جو شخص جس گاون کا رہنے والا ہے اوس کو نکالکر وہین پہونچاد و اور جزیہ وصول کرو فاخرج الناس لتوخذ منہم الجزیۃ فجعلوا یبکون وینادون وامحمداہ یا محمداہ ولا یدرون این یذھبون وجعل قراء البصرۃ یبکون لما یرون ص۱۷۹

چنانچہ وہ سب سلمان نکالے گئے کہ جزیہ اون سے وصول کیا جائے۔ جب یہ سب روتے لگے اور واحمداہ کی فریاد بلند ہوئی نہیں جانتے تھے کہاں جائیں قرا بصرہ یہ حال دیکھکر سب رونے لگے۔ یہی سبب ہوا کہ اہل بصرہ بھی ابن الاشعث کے ساتھ مل گئے۔

غرض اس جنگ میں اہل کوفہ کے اکثر علما وزہاد ابن الاشعث کے ساتھ تھے چنانچہ امام شعبی بھی ان لوگوں میں تھے تاریخ کامل صفحہ ۱۹ جلد ۴

انھیں لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص بھی تھے جنکی روایتیں تاریخ طبری وغیرہ میں موجود ہے کہ ابوبکر پچاس آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ یہ بھی مخالفین حجاج سے تھے اور حجاج نے انکو قتل کیا تاریخ کامل ص ۱۸۷

اس جنگ میں انس بن مالک صحابی بھی شریک تھے چنانچہ اخبار طوال میں ہے فقال له الحجاج هبه یا انس یوماً مع المختار و یوماً مع ابن الاشعث حوال فی الفتن واللہ لقد هممت ان اطحنك طحن الرحا بالثقال واجعلك عرضاً للنبال قال انس من یعنی الامیر اصلحه الله قال ایاك اعنی اسك الله سمعك فانصرف انس الی منزله ص ۳۱۱

کہ حجاج نے کہا اے انس تو ایک روز مختار کے ساتھ نکلتا ہے اور ایک روز ابن الاشعث کے ساتھ فتنوں میں بڑا دوڑنے والا ہے۔

ہماری غرض ان حالات کے بیان سے صرف اسقدر ہے کہ معلوم ہو یہ جنگ شیعہ وسنی نہ تھی جس سے یہ قیاس کیا جائے کہ چونکہ عطیہ بھی اسمیں شریک تھا۔ اسلئے وہ شیعہ تھا۔ بلکہ خود دو سنیوں کی لڑائی تھی ایک طرف حضرت ابوبکر کے بہن کا پوتا ہے۔ دوسری طرف حجاج ہے جو عبدالملک کی طرف سے کوفہ و بصرہ کا گورنر ہے بہت سے ائمہ دین اہلسنت جسمیں انس بن مالک صحابی۔ ابوالطفیل صحابی۔ امام شعبی سب ابن الاشعث کے ہمراہی ہیں اور حجاج سے لڑ رہے ہیں پھر نہ معلوم کس بنیاد پر عطیہ شیعہ بنایا جاتا ہے حالانکہ وہ رواۃ اور رجال اہلسنت سے ہے اور قصور اوسکا

اسیقدر ہے کہ اوس سے کہا جاتا ہے جناب امیرؑ سے تبرا کر دو وہ انکار کرتا ہے اور
بحکم حجاج اوسپر چارسو کوڑہ پڑتا ہے اور ڈاڑھی منڈائی جاتی ہے اور وہ کوفہ چھوڑ کر
خراسان چلا جاتا ہے حالانکہ اگر ہم فرض کرلین بفرض محال کہ عطیہ شیعہ تھا تو بھی
اوسکی روایتون پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا کیونکہ ایک نہین صدہا راوی اہلسنت
شیعہ ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی مین ایک مختصر فہرست دی ہے
کہ کتنے خوارج اور روافض سے صحیح بخاری و صحیح مسلم مین روایتین موجود ہین چنانچہ
لکھتے ہین فائدة اردت ان اسرد هنا من رمی ببدعة ممن اخرج لهم
البخاری ومسلم او احدهما۔ یعنی ہم یہان اون راویون کا نام لکھتے ہین جو
بدعتی ہین اور بخاری و مسلم دونون نے یا ایک نے روایت کی ہے پہلے خوارج
کا نام لکھا اوسکے بعد لکھتے ہین اسمعیل بن ابان۔ اسمعیل بن زکریا
الخلقانی۔ جریر بن عبد الحمید۔ ابان بن تغلب الکوفی خالد بن مخلد
القطوانی۔ سعید بن فیروز۔ ابو البختری۔ سعید بن عمرو بن اشوع
سعید بن عفیر۔ عباد بن العوام۔ عباد بن یعقوب عبد اللہ بن عیسی
بن عبد الرحمان بن ابی لیلی۔ عبد الرزاق بن همام۔ عبد الملک بن
المسکین۔ عبد اللہ بن موسی العبسی۔ عدی بن ثابت الانصاری علی
بن الجعد۔ علی بن هاشم بن البرید۔ الفضل بن دکین۔ فضیل بن مرزوق
الکوفی۔ مطر بن خلیفه۔ محمد بن جحادة الکوفی۔ محمد بن فضیل ابن غزوان
مالک بن اسمعیل۔ ابو غسان یحیی بن الجزار هولاء رموا بالتشیع وهو
تقدیم علی علی الصحابة صنہ ۱۲۰ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ
کہ ان سب پر یہ الزام ہے کہ وہ شیعہ تھے کہ جناب امیرؑ کو تمامی صحابہ پر تفضیل دیتے
پس اگر یہ تشیع ایسا الزام ہے کہ اوس سے صحت روایت ساقط ہو جاتی ہے تو لازم
آتا ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم سب ساقط الاعتبار ہو جائین جس مین ایسے ایسے شیعونکی
روایتین درج ہین حالانکہ ہم بتا آئے ہین کہ عطیہ کا تشیع صرف اسیقدر تھا کہ اوس نے

سب جناب امیر سے انکار کیا نہ یہ کہ وہ اور کسی طرح کے شیعہ ہو جنکے لئے سب شیخین لازم ہے۔

جن شیعہ راویوں کا نام سیوطی نے لکھا ہے اون مین سے اسمعیل بن ابان الغنوی کوفی شیخ بخاری ہین قال البخاری صدوق وقال غیرہ کان یتشیع ومات ۲۸۶ھ صفحہ میزان جلد ا

یہ شیخ بخاری ہین صدوق ہین شیعہ تھے۔

(۲) اسمعیل بن زکریا الخلقانی الکوفی صدوق شیعی + حدثنی خالی ابراھیم سمعت اسمعیل الخلقانی یقول الذی نادی من جانب الطور عبدہ علی بن ابیطالب قال وسمعتہ یقول ھو الاول والآخر مات ۱۷۴ھ ببغداد صـ۹۱

اسمعیل بن زکریا صدوق ہین شیعی ہین + ابراہیم اسی اسمعیل خلقانی سے روایت کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ کو جو ندا آئی تھی جانب طور سے تو منادی علی بن ابیطالب تھے اور وہی اول و آخر ہین۔ یہ بھی بخاری کے اساتذہ سے ہین۔

(۳) ابان بن تغلب الکوفی شیعی لکنہ صدوق + قال کان غالیا فی التشیع + فلو رد حدیث ھولاء لذھب جملۃ آثار النبویۃ صـ۵ میزان

یعنی یہ بہت سخت شیعہ ہین مگر صدوق ہین کہا ابن عدی نے غالی تھے تشیع مین + اور اگر ایسے لوگون کی حدیثین رد کر دی جائین تو پھر تمامی احادیث نبویہ ہاتھ سے جاتی رہین۔ دیکھئے یہ بھی شیعون کی کرامت ہے جنکی بدولت احادیث نبوی باقی ہین۔

اب اگر ہم ہر راوی کا مختصر حال بھی لکھین تو طول ہو جائیگا لہذا صرف عبدالرزاق امام کے مختصر حالات پر اکتفا کرتے ہین میزان الاعتدال مین ہے صـ۱۱۲ جلد ۲

سمعت مخلد الشعیری یقول کنت عند عبد الرزاق فذکر رجل معویہ فقال لا تکدر مجلسنا بذکر ولد ابوسفیان صـ۱۱۵

یعنی صحبت عبد الرزاق میں کسی نے معویہ کا ذکر کیا تو کہا ہماری مجلس کو ذکر اولاد ابوسفیان سے گندی نہ کرو۔ کان زید بن المبارك لزم عبد الرزاق فاکثر عنہ ثم خرق کتبہ ولزم محمد بن ثور فقیل لہ فی ذلك فقال کنا عند عبد الرزاق فحدثنا بحدیث ابن الحدثان فلما قرء قول عمر لعلی والعباس رض فجئت انت تطلب ذالك من ابن اخیك وجاء ھذا یطلب میراث امراءتہ من ابیھا قال عبد الرزاق انظر الی ھذا الانوك یقول من ابن اخیك من ابیھا لا یقول رسول اللہ قال زید بن المبارك فقمت فلم اعد الیہ ولا اروی عنہ ص۱۱۵

زید بن مبارک کہتے ہیں کہ عبد الرزاق نے جب قصۂ فدک میں عمر کا یہ قول پڑھا کہ عباس اپنے بھتیجے کی میراث مانگنے آئے اور حضرت علی اپنی زوجہ کی میراث مانگتے تھے جو باپ سے ملی تھی تو عبد الرزاق نے کہا دیکھو یہ انوك من ابن اخیك اور من ابیھا کہتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ دونوں طالب میراث تھے رسول اللہ سے۔

قال ابو صالح محمد بن اسمعیل الفزاری بلغنا ونحن بصنعا عند عبد الرزاق ان احمد وابن معین وغیرھما ترکوا حدیث عبد الرزاق وکرھوہ فدخلنا من ذلك غم شدید وقلنا قد انفقنا ورحلنا وتعبنا ثم خرجت مع الحجیج الی مکہ فلقیت بھا یحیی فسالتہ فقال یا اباصالح لو ارتد عبد الرزاق عن الاسلام ما ترکنا حدیثہ ص۱۱۶

اب اس سے بڑھکر کیا ہوسکتا ہے کہ امام یحیی بن معین فرماتے ہیں عبد الرزاق بن ہمام شیعی ایسے عالم اور محدث ہیں کہ اگر وہ اسلام سے بھی مرتد ہو جائیں تو بھی ہم اون کی روایتوں کو چھوڑ نہیں سکتے۔

تو اب عطیہ عوفی پر الزام تشیع قائم کرنا بجز اسکے کس غرض سے ہوسکتا ہے کہ چونکہ اون کی اس روایت سے کہ حضرت نے بعد نزول آیہ کریمہ فآت ذی القربی فدک کا ہبہ نامہ جناب سیدہ کو لکھدیا۔ تمامی مذہب اہلسنت کو باطل کرتا ہے اسلئے

یہ بات بنائی جاتی ہے کہ وہ شیعہ تھے ورنہ خود بخاری نے اور ترمذی نے اون سے حدیثین لی ہین اور اپنی کتابونکو اوس سے زینت دیا ہے۔

چونکہ یہان ذکر ائمہ اہلسنت بخاری و مسلم و ابوداؤد و مالک ہو چکا ہے لہذا بمناسبت مقام امام احمد بن حنبل کا ذکر بھی مناسب ہے جو ائمہ اربعہ مین چوتھے امام ہین اور بحیثیت محدث ہونیکے وہ بخاری وغیرہ کے استادون سے ہین تاکہ معلوم ہو اہلسنت کیسے کیسے راویون اماموں کو پسند کرتے ہین جو بالکل ناصبی و خارجی ہون

احمد بن حنبل کی پیدایش بغداد مین ہوئی سنہ ۱۶۴ ہجری مین مگر ناصبیت ان کی ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ حریز بن عثمان سے روایت کیا کرتے جسکا حال تہذیب التہذیب مین اس طرح مرقوم ہے صفحہ ۲۴۰ جلد ۲

وقال احمد بن ابی یحیی عن احمد بن حریز صحیح الحدیث الا انہ یحمل علی علی وقال المفضل بن غسان یقال فی حریز مع تثبتہ انہ کان سفیانیا و قال العجلی شامی ثقۃ وکان یحمل علی علی وقال عمرو بن علی کان ینتقص علیا وینال منہ وکان حافظا لحدیثہ وقال فی موضع اٰخر فثبت شدید التحامل علی علی وقال ابن عمار یتھمونہ انہ کان ینتقص علیا ویروون عنہ ویحتجون بہ ولا یترکونہ +

وقال احمد بن سلیمان الرھاوی سمعت یزید بن ھارون یقول وقیل لہ کان حریز یقول لا احب علیا قتل اباءی فقال لم اسمع ھذا منہ کان یقول لنا اماما ولکم امامکم وقال الحسن بن علی الخلال عن یزید نحو ذلک وزاد سألتہ ان لا یذکر لی شیئا من ھذا مخافہ ان یضیق علی الروایۃ عنہ وقال الحسن بن علی الخلال سمعت عمران بن ایاس سمعت حریز بن عثمان یقول لا احبہ قتل اباءی یعنی علیا + وقال احمد بن سعید الداری عن احمد بن سلیمان المروزی سمعت اسمعیل بن عیاش قال جاورت حریز بن عثمان من مصر الی مکۃ فجعل یسب علیا ویلعنہ۔ وقال [illegible]

ابن عبد الوهاب وهو متروك متهم حدثنا اسمٰعیل بن عیاش سمعت
حریز بن عثمان یقول هذا الذی یرویه الناس عن النبی صلی الله علیه
واله وسلم انه قال لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ حق و
لکن اخطأ السامع قلت فما هو فقال انما هو انت منی بمنزلة قارون من
موسیٰ قلت عمن ترویه قال سمعت الولید بن عبد الملك یقوله وهو
علی المنبر وقد روی من غیر وجه ان رجلا رأی یزید بن هارون فی
النوم فقال له ما فعل الله بك قال غفر لی ورحمنی وعاتبنی قال لی یا
یزید کتبت عن حریز عثمان فقلت یارب ما علمت الا خیرا قال انه کان
یبغض علیا۔ وحکی الازدی فی الضعفاء ان حریز بن عثمان روی ان النبی
صلی الله علیه واله وسلم لما اراد ان یرکب بغلته جاء علی بن ابیطالب
فحل حزام البغلة لیقع النبی صلی الله علیه واله وسلم۔ قال الازدی
من کانت هذه حاله لا یروی عنه۔ قلت لعله سمع هذه القصة ایضا
من الولید وقال ابن عدی قال یحیی بن صالح الوحاظی املی علی حریز
بن عثمان عن عبد الرحمن بن میسرة عن النبی صلی الله علیه واله وسلم
حدیثا فی تنقیص علی بن ابی طالب لا یصلح ذکره حدیث معضل منکر
جدا لا یروی مثله من یتقی الله۔ قال الوحاظی فلما حدثنی بذلك
قمت عنه وترکته وقال الغنجار قیل لیحیی بن صالح لم لم تکتب عن
حریز فقال کیف اکتب عن رجل صلیت معه الفجر سبع سنین فکان
لا یخرج من المسجد حتی یلعن علیا سبعین مرة۔ وقال ابن حبان کان
یلعن علیا بالغداة سبعین مرة وبالعشی سبعین مرة فقیل له فی
ذلك فقال هو القاطع رؤس آبائی واجدادی وکان داعیة الی
مذهبه یتنکب حدیثه انتهی تهذیب التهذیب صفحہ ۲۳۸ جلد ۲

(۱) مفضل بن غسان کہتے ہیں کہ حریز سفیانی تھا (طرفداران خاندان ابوسفیان)

(۲) عجلی کہتے ہین دشمن جناب امیر تھا (۳) عمرو بن علی کہتے ہین کہ وہ تنقیص جناب امیر کرتا اور گالی دیتا (۴) دوسرے موقع پر کہا سخت حملہ کرتا تھا جناب امیر پر (۵) ابن عمار کہتے ہین کہ وہ مشہور تھا بہ عداوت جناب امیر مگر اس پر بھی لوگ اوس سے روایت کرتے۔ (۶) احمد بن سلیمان کہتے ہین کہ یزید بن ہارون کہتا وہ کہتا تھا کہ ہم علیؑ کو دوست نہین رکھتے کیونکہ اونھون نے ہمارے آبا و اجداد کو قتل کیا تھا (۷) یزید بن ہارون نے کہا کہ وہ کہتا تھا کہ تمھارا امام تمھارے لیئے اور ہمارا امام ہمارے لیئے (۸) عمران بن ایاس کہتے ہین کہ حریز کہتا تھا ہم علیؑ کو نہین دوست رکھتے کیونکہ اونھون نے ہمارے آبا کو قتل کیا (۹) اسمعیل بن عیاش کہتے ہین کہ ہم مکہ سے مصر تک ساتھ رہے تو وہ برابر سب جناب امیر کرتا اور حضرت پر لعنت کرتا (۱۰) ضحاک بن عبدالوہاب کہتا ہے کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اور متہم ہے (۱۱) اسمیل بن عیاش کہتے ہین کہ وہ کہتا تھا یہ حدیث جو مشہور ہے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ تو حضرت نے یون فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ قارون من موسیٰ مگر سامع نے غلطی کی اسی طرح بیان کیا ولید بن عبدالملک نے منبر پر (۱۲) یزید بن ہارون کو ایک شخص مرنے کے بعد خواب مین دیکھا تو اوس نے کہا خدا نے ہم کو بخشدیا مگر اس پر عتاب کیا کہ کیون ہمنے حریز بن عثمان سے روایت کی حالانکہ وہ جناب امیر کا دشمن تھا (۱۳) ازدی نے ضعفا مین لکھا ہے روایت کیا ہے کہ حریز نے بیان کیا رسول اللہؐ نے جب چاہا اپنے بغلہ پر سوار ہون تو حضرت علیؑ نے آکر اوس کی رسی کھولدی کہ حضرت گر پڑین۔ ابن حجر کہتے ہین اسکو بھی شاید ولید سے سنا تھا (۱۴) یحییٰ ابن صالح وعاظی بیان کرتا ہے کہ حریز نے تنقیص جناب امیر مین ایک ایسی حدیث بیان کی کہ اوس کا ذکر بھی مناسب نہین (۱۵) حدیث معقل نہایت منکر ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہو وہ ایسی روایت نہین کرسکتا (۱۶) یحییٰ بن صالح سے کسی نے پوچھا کہ حریز بن عثمان سے تونے کوئی حدیث کیون نہ لکھی کہا کیونکر ہم ایسے شخص سے روایت کرسکتے ہین جس کے ساتھ سات برس تک ہمنے نماز پڑھی اور وہ مسجد سے اوس وقت تک نہ نکلتا کہ جب تک جناب امیر پر ستر مرتبہ لعنت نہ کرلیتا۔ (۱۷) ابن حبان کہتے ہین کہ وہ ستر مرتبہ صبح و شام لعنت کرتا تھا جناب امیر پر کسی نے پوچھا

تو کہا اونھون نے ہمارے باپ دادا کو قتل کیا ہے۔ اور وہ داعی مذہب تھا اوس کی حدیثون سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اب فرمایئے جو شخص ایسا خارجی ہو کہ جناب امیر پر صبح و شام ستر مرتبہ لعنت کرتا ہو اوس سے احمد بن حنبل کا روایت کرنا اور اوس کی توثیق کرنا کہ وہ ثقہ تھا ثقہ تھا کیسے خارجیت احمد بن حنبل کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ یہ اصول حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ جو راوی ایسا ہو کہ وہ اپنے مذہب کا داعی ہو اوس کی روایت کسی طرح جائز نہین۔

جناب امیر پر جو الزام قائم کیا گیا ہے کہ حضرت نے اسکے آبا و اجداد کو قتل کیا تھا تو بتصریح ذہبی یہ واقعہ جنگ صفین کا ہے جو ۳۶ ہجری کا واقعہ ہے اور اس ملعون کی موت ۱۶۳ھ مین ہوئی میزان الاعتدال صفحہ ۱۹۳۔

مگر وہ عداوت نہ گئی جس سے وہ صبح و شام گالیان دیا کرتا جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ جن صحابہ کے آبا و اجداد یا اولاد کو جناب امیر نے قتل کیا ہوگا اونکو کس درجہ عداوت ہوگی اور کیا اسی کا خمیازہ یہ نہین نکالا گیا کہ حضرت کو خلافت سے محروم کیا اور جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کو اس بیکسی سے معرکہ کربلا مین شہید کیا جس کی نظیر دنیا مین نہین ملتی بہرحال احمد بن حنبل پر جس وجہ سے خارجیت و ناصبیت کا الزام قائم ہے اوس مین بخاری بھی اوسکے شریک ہین بلکہ شریک غالب ہین کیونکہ علاوہ اسکے کہ بخاری نے صدہا خوارج سے روایت کیا خود اس ابن حریز کی روایت بھی بخاری کے یہان موجود ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین لہ عند البخاری حدیثان فقط و ذکر اللالکائی ان مسلما روی لہ و ذلک وہم منہ صـ ۲۴۰

کہ بخاری نے صرف دو حدیثین اوس کی لکھی ہین اور لالکائی کہتے ہین کہ مسلم نے بھی اُس سے روایت کی ہے حالانکہ یہ وہم ہے۔ پھر لکھتے ہین وانما اخرج لہ البخاری لقول ابی الیمان انہ رجع عن النصب کہ بخاری نے اس وجہ سے اوس سے روایت کی کہ ابو الیمان نے کہا اوس نے توبہ کیا ناصبیت سے مگر یہ عذر بھی کیا ہی معقول ہے کہ جس کی عمر ناصبیت مین کٹی اوس کی نسبت ایک ابو الیمان کے کہنے سے بخاری نے

مان لیا کہ اوسنے تو یہ کیا حالانکہ ایسے ایسے صدہا راوی بخاری کے یہان بھرے ہین۔

غرض فرقہ اہلحدیث کو جو خارجیت اور ناصبیت و عداوت اہلبیت طاہرین مین آپ زیادہ سرشار دیکھتے ہین تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اون کا معلم اور استاد تھا احمد بن حنبل وہی ایسا ناصبی تھا کہ ایسے ایسے دشمنان جناب امیرؑ کو اپنا اوستاد بنایا تھا۔ پھر کیونکر اوس عداوت سے یہ لوگ خارج ہو سکتے ہین۔

احمد بن حنبل کی خارجیت اسی پر نہین تمام ہوئی کہ وہ ایسے ایسے خوارج سے حدیثین نقل کرتے ہین بلکہ وہ اون لوگون سے ہین جو جناب امیرؑ کو جنگ جمل و صفین مین خاطی سمجھتے ہین جیسا کہ منہاج السنۃ ابن تیمیہ مین ہے ولھذا کان ائمۃ السنۃ کمالک واحمد بن حنبل وغیرھما یقولون ان قتالہ للخوارج مامور بہ واما قتال الجمل وصفین فھو قتال فتنۃ۔ یعنی جناب امیرؑ کا قتال کرنا خوارج سے تو البتہ مامور بہ تھا مگر قتال جمل و صفین جائز نہ تھا کیونکہ وہ قتال فتنہ تھا وھذا مذھب مالک واحمد بن حنبل والاوزاعی بل والثوری۔ یعنی یہی مذہب مالک و احمد بن حنبل و اوزاعی بلکہ سفیان ثوری کا بھی ہے۔ پھر ان کی ناصبیت مین کیا عذر ہو سکتا ہے کیونکہ خود شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین و ہمین است مذہب اہلسنت کہ حضرت امیر در مقاتلات خود برحق بود و مصیب و مخالفان او بر غیر حق و مخطی۔

جس سے معلوم ہوا کہ مذہب اہلسنت یہی ہے کہ جناب امیرؑ کل محاربات مین خواہ جنگ جمل ہو یا صفین یا نہروان حق پر تھے۔ تو پھر بتایئے کہ احمد بن حنبل و مالک وغیرہ جو اوسکے خلاف عقیدہ رکھتے ہین وہ اہلسنت سے ہین یا خوارج سے۔

شاہ صاحب طعن متعہ مین لکھتے ہین پس ہر کہ غزوہ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوی غلطی در استدلال حضرت مرتضیؑ میکند و این دعوی شاہد جہل و حمق او است جس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ کے استدلال مین غلطی کا دعوی کرنا مدعی کے جہالت و حماقت کی دلیل ہے تو پھر احمد بن حنبل و مالک وغیرہ کی حماقت و جہالت مین کیا عذر ہو سکتا ہے جو ان محاربات مین جناب امیرؑ کو برسر خطا جانتے تھے۔ احمد بن حنبل کے

کفر و جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ مجسمہ تھے یعنی اسکے قائل تھے کہ خداوند عالم کے جسم ہے جو آسمان سے اوترتا ہے اور چڑھتا ہے جیسا کہ رسالۂ عقل و تہذیب اہلحدیث مین بالتفصیل مذکور ہے۔

اب غور فرمایئے تو معلوم ہو کہ عطیہ عوفی پر کیون الزام تشیع قائم ہو رہا ہے؟ اسی وجہ سے کہ وہ جناب امیر پر سب و تبرا نہین کرتا اگرچہ اوسکی ڈاڑھی منڈائی جاتی ہے اور سو کوڑے لگائے جاتے ہین اور وہ جلاوطن کیا جاتا ہے اور **امام احمد بن حنبل** کیون امام بنائے جاتے ہین؟ اسی وجہ سے کہ وہ حریز بن عثمان ایسے دشمن جناب امیر سے روایت کرتے ہین جو جناب امیر پر صبح و شام ستر مرتبہ تبرا کرتا ہے۔ مگر خداوند عالم بھی منتقم حقیقی ہے کہ وہ اسکا بدلہ دنیا مین بھی دیتا ہے کہ احمد بن حنبل مسئلہ خلق قرآن مین قید ہوتے ہین اور قائل بتجسیم باری تعالیٰ ہوتے ہین جس سے کفر اون کا ظاہر ہے۔

تیسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ عطیہ عوفی مدلس تھے۔ مصنف نے اسپر بڑا زور دیا ہے کہ عطیہ تدلیس کرتا تھا مگر افسوس اون کو نہین معلوم تدلیس کیا چیز ہے اور اسکی کتنی قسمین ہین۔

تدریب الراوی امام سیوطی مین ہے النوع الثالث عشر التدلیس وهما قسمان بل ثلثة او اکثر کما سیاتی الاول تدلیس الاسناد بان یروی عمن عاصرہ زاد ابن الصلاح او لقیه مالم یسمعه منه بل سمعه من رجل منه موهما سماعه حیث اوردہ بلفظ یوهم الاتصال ولا یقتضیه قائلاً قال فلان او عن فلان ونحوہ کان فلانا فان لم یکن عاصرہ فلیس الروایة عنه بذلك تدلیسا علی المشهور وقال قوم انه تدلیس فحدوہ بان یحدث الرجل عن الرجل بما لم یسمعه منه بلفظ لا یقتضی تصریحا بالسماع قال ابن عبد البر وعلی هذا فما سلم احد من التدلیس لا مالك ولا غیرہ صـــ

تدلیس اسکا نام ہے کہ ایسے شخص سے روایت کرے جسکا وہ معاصر ہو یا اوس سے ملاقات ہو۔ مگر اوس روایت کو اوس سے سنا نہو بلکہ دوسرے سے اسی نے سنا اور نہ نام لیا اوسکا

ایسے عنوان سے کہ معلوم ہو اوسی سے سُنا - اب اگر ایسے راوی سے اس نے روایت کی ہے جس کی معاصرت نہین نصیب ہوئی تو یہ تدلیس نہین ہے دوسرون نے اسکو بھی تدلیس کہا ہے اور تعریف یہ کی ہے کہ ایسی روایت کرنا کسی سے کہ اوس سے سنا نہین اس عنوان سے کہ اوس مین اسکی تصریح نہو کہ اوس سے سُنا کہا ابن عبد البر نے کہ اس تدلیس سے تو کوئی نہین بچا خواہ مالک ہون یا غیر اوسکے -

پھر تعجب ہے کہ آپ اوس تدلیس پر اعتراض کرتے ہین کہ حسب تصریح ابن عبد البر کوئی محدث اوس سے نہین بچا خواہ مالک ہون یا غیر حالانکہ روایت عطیہ مین تو کسی قسم کی تدلیس نہین کیونکہ اونہون نے حسب تصریح ابن حجر عسقلانی وغیرہ خود ابو سعید خدری سے حدیث کو سنا اور روایت کیا - پھر کلبی سے بھی سنا اور روایت بھی کیا پھر اس مین تدلیس کہان سے آئی کیونکہ تدلیس تو جب ہوتی کہ جسکو نہین سنا اوسکو ایسے لفظ سے کہتا کہ سننا معلوم ہوتا -

بحث تدلیس کو جس خوبی سے مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی نے ظفر الامانی مین لکھا ہے وہ بہت کافی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۳ تا صفحہ ۲۲۵ بغرض اختصار صرف اُس فہرست کو لکھتے ہین جو اونہون نے باوصف اختصار لکھا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۱

ذکر الحلبی فی التبیین لاسماء المدلسین جمعا کثیرا منہم مرتبًا علی حروف المعجم وانا اذکرہم اخذا منہ علی سبیل الاختصار فمنہم ابراہیم بن محمد ابن ابی یحیی الاسلمی شیخ الشافعی وصفہ احمد بالتدلیس وابراہیم بن یزید النخعی الکوفی وصفہ الحاکم وغیرہ بالتدلیس واسمعیل بن ابی خالد وصفہ النسائی و بشیر بن مہاجر الغنوی وصفہ بہ ابن حبان فی ثقاتہ فقال روی عن انس ولم یرہ دلّس عنہ امتاہی [illegible] وقد مر الخلاف فی کونہ تدلیسا وبقیۃ مشہور بالتدلیس مکثر لہ عن الضعفاء ویرتکب تدلیس التسویۃ وبکیر بن سلیمان الکوفی وتلید بن سلیمان وثور بن یزید وجابر الجعفی قال ابو نعیم قال الثوری ما قال فیہ جابر سمعت او حدثنا فاشدد بہ وما کان سوی ذلک

فوقه وجبیر بن نفیر ربما دلّس عن قدماء الصحابة وحبیب بن ثابت وحجاج
بن ارطاة والحسن البصری والحسن بن ذکوان والحسن بن مسعود الدمشقی
وحسین بن عطاء بن یسار المدنی وحسین بن واقد المروزی وحفص بن
غیاث الکوفی والحکم بن عتیبه وحمید الطویل وحمید بن الربیع اللخمی
وخارجه بن مصعب الخراسانی وذکریا بن ابی زائده یدلس عن الشعبی
وسالم بن ابی وسعید بن زیاد وسعید بن ابی عروبه مشهور بالتدلیس
وسعید بن المرزبان وسفیان الثوری وسفیان بن عیینة ومن خواصه
انه لا یدلس الا عن ثقة ولذا حکی ابن عبد البر عن ائمة الحدیث انهم
قبلوا تدلیسه وکذا ذکره ابن حبان وسفیان بن عیینة مولی مسعر بن کدام
وسلیمان التیمی وسلیمان بن داؤد ابو داؤد الطیالسی دلس احیانا کما
ذکره الذهبی وسلیمان بن مهران الشهیر بالاعمش الکوفی قال الذهبی
فی میزانه ربما دلّس عن الضعیف لا یدری به فان قال حدثنا فلا کلام
وان قال عن تطرق الیه الاحتمال لا فی شیوخ اکثر عنهم کابراهیم وابی وائل
وابی صالح السمان فان روایته عن هذا الصنف محمولة علی الاتصال انتهی
وسوید بن سعید وشباک الضبی الکوفی وشریک بن عبد الله النخعی و
شعیب بن ایوب وطلحه بن نافع ابو سفیان وعاصم بن عمر الظفری العلامة
فی المغازی روی عن قیس بن سعد بن عبادہ حدیثا فی الزکوة مع انه لم
یدرکه ذکره الذهبی فی مختصر المستدرک وقد مرانه لیس بتدلیس و
طاؤس بن کیسان ذکر حسین الکرابیسی انه اخذ عن عکرمة کثیرا من
العلم عن ابن عباس وکان یرسله بعد ذلک وهذا یقتضی ان یکون مدلسا
لکن لم نر احدا وصفه بذلک کذا قال العلائی وعباد بن منصور وعبد الله
بن لهیعه وعبد الله بن مروان وعبد الله بن واقد الحرانی وعبد الله
معاویه وعبد الله بن ابی نجیح المکی وعبد الرحمن بن زیاد الافریقی و

عبد الرحمن بن محمد المحاربي وعبد الجليل القيسی البصری وعبد الملک
بن جریج وعبد الملک ابن عمیر وعبد الوهاب الخفاف وعثمان بن عبد
الرحمن الطرائفی وعکرمہ بن خالد وعثمان بن احمد البجلی وعطیہ بن سعد
وعقبہ بن عبد اللہ الرفاعی وعکرمہ بن عمار وعلی بن غالب المصری و
علی بن غراب الکوفی وعمر بن علی المقدمی وابو اسحق السبیعی عمرو بن عبد
اللہ وعیسی بن موسی المعروف بغنجار من اهل بخارا وقتادة التابعی المشهور
والمبارک بن فضالہ ومحرز بن عبد اللہ ومحمد بن اسحق صاحب المغازی
ومحمد بن اسمعیل البخاری صاحب الصحیح ذکرہ ابن مندہ ولیس بصحیح کما مر
ذکرہ ومحمد بن حسین البخاری ومحمد بن خازم الضریر ومحمد بن شہاب الزہری
الامام المشہور المقبول قولہ عند الائمہ ومحمد بن صدقہ ومحمد بن عبد الرحمن
الطفاوی ومحمد بن عجلان المدنی ومحمد بن عبد الملک الواسطی ومحمد بن
عیسی بن سمیع ومحمد بن عیسی بن الطباع ومحمد بن محمد الباغندی و
ابو الزبیر المکی محمد بن مسلم ومروان بن معاویہ الفزاری ومسلم صاحب
الصحیح ذکرہ ابن مندہ لکنہ لیس بصحیح ومغیرہ بن مقسم الضبی ومحمد
بن مصفا بن بہلول الحمصی ومطلب ابن عبد اللہ المخزومی ومصعب
بن سعید ومکحول الدمشقی وموسی بن عقبہ ومیمون بن ابی شبیب و
میمون بن مہران المرائی وہشام بن عروة وادراجہ فی المدلسین لیس
بصحیح وہشیم بن بشیر والولید بن مسلم الدمشقی والولید بن مسلم
العنبری ولاحق السدوسی ویحیی ابو جناب الکلبی ویحیی بن سعید
الانصاری ویحیی بن ابی کثیر ویزید بن عبد الرحمن الدالانی ویزید بن
ابی مالک ویعقوب بن عطاء بن ابی رباح وابو اسرائیل الملائی اسمعیل بن
ابی اسحق وابو حرة الرقاشی واصل بن عبد الرحمن وابو سعد البقال سعید
بن المرزبان وابو قلابة عبد اللہ هذا ما اوردہ الحلبی ولیطلب التفصیل

تراجمہم من میزان الاعتدال وتهذیب التهذیب وتهذیب الکمال
قال الحلبی فی اٰخر رسالته اعلم ایها الواقف علی هولاء انهم لیسوا
علی حد واحد بحیث یتوقف فی قبول کل ما قال فیه احد منهم عن او
قال او ان او بغیر اداة ولم یصرح بالسماع بل هم علی طبقات قال العلائی
الحافظ اولها من لم یوصف بذلك الا نادرا جدا بحیث ینبغی ان لا یعد منهم
کیحیی بن سعید الانصاری وهشام بن عروة وموسی ابن عقبه وثانیها
من احتمل الائمة تدلیسه وخرجوا له فی الصحیح وان لم یصرح بالسماع وذلك
اما لامامته او لقلة تدلیسه فی جنب ما روی او لانه لا یدلس الا عن الثقة
وذلك کالزهری والاعمش والنخعی ابراهیم الکوفی واسمعیل بن ابی خالد
وسلیمان التیمی وحمید الطویل والحکم بن عتیبه ویحیی بن ابی کثیر وابن
جریج والثوری وابن عیینه وشریك وهشیم ففی الصحیحین لهولاء الحدیث
الکثیر مالیس فیه تصریح بالسماع وثالثها من توقف منهم جماعة فلم
یحتجوا الا بما صرحوا فیه بالسماع وقبلهم اٰخرون مطلقا لاحد الاسباب
المتقدمة کالحسن وقتادة وابی اسحق السبیعی وابی الزبیر المکی وابی
سفیان طلحه وعبد الملك بن عمیر ورابعها من اتفقوا علی انه لا یحتج بشیٔ
من حدیثهم الا بما صرحوا فیه بالسماع لغلبة تدلیسهم وکثرته عن الضعفاء
والمجهولین کابن اسحق وبقیه وحجاج بن ارطاة وجابر الجعفی والولید بن مسلم
وسوید بن سعید وخامسها من قد ضعف بامر اٰخر غیر التدلیس فرد
حدیثهم به لا وجه له اذ لو صرح بالتحدیث لم یکن محتجا به کابی جناب الکلبی
وابی سعید البقال وهذا کله فی تدلیس الراوی مالم یحمله اصلاً۔ صلا۲۲
یہ ایک سوتین نامون کی فہرست ہے جس مین کیسے کیسے مشاہیر علما و ائمہ اہلحدیث
کے نام ہین جو سب مدلس ہین اور روایت حدیث مین تدلیس کرتے ہین اور اون کی
حدیثین اہلسنت کے یہان مقبول ہین پھر اگر عطیہ عوفی نے ایک مقام پر یا کہین تدلیس کی

تو اوسپر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حلبی نے مدلسین کی فہرست بترتیب حروف معجم لکھا ہے جسکو ہم مختصر طور پر لکھتے ہین مگر ہم تھذ التھذیب ابن حجر سے کچھ اور اضافہ کرتے ہین (۱) ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی اسلمی امام شافعی کے استاد مدلس ہین۔ ان سے امام ابراہیم بن طھماز امام ثوری۔ ابن جریج (استاد استاد شافعی) روایت کرتے ہین اور خود امام شافعی بھی۔

امام مالک کہتے ہین نہ وہ روایت مین ثقہ تھا نہ اپنے دین مین۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہین وہ قدری تھا اور معتزلی اور جہمی سب بلائین اوسمین جمع تھین۔ ابو طالب کہتے ہین وہ اس قابل نہ تھا کہ اوسکی حدیث لی جاوے ہمنے اوسکی حدیث ترک کردی تھی دمگر امام شافعی اوس سے روایت کرتے ہین وہ روایات منکرہ کا راوی ہے علی بن مدینی۔ یحیی ابن سعید سے روایت کرتے ہین کہ وہ کذاب تھا یحیی بن سعید کہتے ہین اوسکو ہم متہم بکذب جانتے ہین امام بخاری کہتے ہین وہ جہمی تھا ابن ابی مریم کہتے ہین وہ ہر روایت مین کذاب تھا یحیی کہتے ہین اوسمین تین خصلت تھی کذاب تھا قدری تھا رافضی تھا۔ ابن المبارک کہتے ہین وہ تدلیس کرتا تھا۔ اسمعیل بن عیسی عیاش کہتے ہیں کہ ابراہیم بن یحیی کہتا تھا تیر اغلام بہتر ہو ابوبکر عمر سے۔

امام شافعی اس سے بہت روایت کرتے ہین اور وجہ اوسکی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب وہ مصر مین گئے اور وہان تصنیف وتالیف مین مشغول ہوئے تو مجبور ہوے کہ اوسکی روایتونکو اپنی کتابون مین درج کرین مگر اکثر یہ کرتے تھے کہ پورا نام نہ لیتے بلکہ کنیت سے روایت کرتے جو عین تدلیس ہے امام شافعی کتاب اختلاف الحدیث مین لکھتے ہین کہ وہ دراوردی سے بھی زیادہ حافظ تھا اسحق بن راہویہ کہتے ہین کہ جسقدر شافعی نے اوسکی حدیثون سے احتجاج کیا ہے اوتنا کسی نے نہین۔ بزار کہتے ہین کہ وہ وضعی حدیث بنایا کرتا اور لوگ اوسکے سامنے مسائل لاکر رکھتے تو وہ ہر مسئلہ کیلئے ایک حدیث بنا دیتا وہ قدری بھی تھا اور شافعی کا اوستاد تھا تہذیب التہذیب جلد اص ۱۶۱

امام شافعی کے ایک استاد کا یہ حال ہے۔ مدلس۔ قدری۔ رافضی معتزلی جہمی کذاب سب تھا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عطیہ عوفی پر بھی یہ سب الزام لگائے گئے ہین۔

(۳) ابراہیم بن یزید نخعی کوفی کو امام حاکم مدلس کہتے ہین۔ مگر اوراوصاف بھی سن لیجئے۔ اہل کوفہ کے یہ مفتی تھے امام شعبی کہتے ہین اس سے بڑھکر کوئی عالم نہین دیکھا۔ ابن معین کہتے ہیں اسکے مراسیل۔ ہمکو مراسیل شعبی سے بھی زیادہ محبوب ہین۔ عائشہ سے روایت کرتے ہین حالانکہ اون سے ملاقات نہین ہوئی قال ابن المدینی لم یر النخعی احدا من اصحاب رسول اللہ فقیل لہ فعائشۃ قال ھذا لم یروہ غیر سعید بن ابی عروبۃ وھو ضعیف۔

ابن مدینی کہتے ہین کہ نخعی نے کسی صحابی سے ملاقات نہین کی جینے کہا عائشہ سے کہا صرف سعید بن عروبہ اسکا راوی ہے اور وہ ضعیف ہے صہ۱۷۹ تہذیب

اب فرمایئے عطیہ عوفی مدلس ہے یا یہ جو ایسے ایسے صحابہ سے روایت کرتا ہے جن سے ملاقات نہین اوسپر ابن حجر لکھتے ہین ھو یکثر من الارسال وجماعۃ من الائمۃ صححوا مراسیلہ۔ یعنی مرسل حدیثین (بلا ملاقات صحابی) اسکی بہت ہین اور اکثر ائمہ اہلحدیث نے اوسکو صحیح کہا ہے۔

(۳) اسمٰعیل بن ابی خالد کو امام نسائی مدلس کہتے ہین محمد بن سعید کہتے ہین اسکے مرسلات کوئی چیز نہین ہین صہ۲۹۲ تہذیب

(۴) بشیر بن مہاجر غنوی کو ابن حبان نے ثقات مین لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ انس سے روایت کرتے ہین حالانکہ اونکو دیکھا بھی نہین لہذا مدلس ہوئے مگر اس مین اختلاف ہے کہ یہ تدلیس ہے یا نہین۔

ان سے امام مسلم بخاری ترمذی ابو داود سب روایت کرتے ہین مگر اثرم امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہین کہ منکر الحدیث تھا مینے اسکی حدیثون کو خوب دیکھا تو عجیب عجیب حدیثین روایت کرتا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہین حدیثین اسکی قابل کتابت ہین۔ مگر قابل احتجاج نہین۔ بخاری کہتے ہین حدیثین اسکی ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہین۔ ابن عدی

کہتے ہین حدیثین اسکی لکھی جاسکتی ہین اگرچہ بعض حدیث مین اسکی ضعف ہے۔ ابن جبان کہتے ہین یہ انس سے روایت کرتا ہے تدلیس اور بہت خطا کرتا ہے۔ عقیلی کہتے ہین یہ مرجی ہے اور اسکے بارہ مین کلام ہے۔ ساجی کہتے ہین منکر الحدیث ہے صفحہ ۴۶۹ تہذیب جلد اول

تدلیس کے ساتھ ان عیوب کو دیکھیے اور پھر عطیہ عوفی سے مقابلہ کیجیے کسکا درجہ بڑھا ہوا ہے حالانکہ کتب اربعہ مین اسکی روائتین موجود ہین۔

(۵) بقیہ کی تدلیس مشہور ہے اور وہ بہت تدلیس کرتا ہے خصوصاً ضعیفون کی روایت مین اور تدلیس تسویہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

تدلیس تسویہ یہ ہے کہ دو راوی قوی کے درمیان مین ضعیف راوی ہو اور اسکو حذف کردین۔ بقیہ کا یہی کام تھا کہ راوی ضعیف کو حذف کرکے حدیث کو صحیح کر دیتا مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہین اس بارہ مین بہت تساہل ہوا ہے ائمہ کبار سے مثل اعمش اور امام ثوری کے جیسے خطیب نے نقل کیا ہے۔ بقیہ و آید حسن بن ذکوان بھی اسمین مبتلا تھے۔ اور نیز امام مالک کیونکہ وہ ثور بن زید کے واسطہ سے ابن عباس سے روایت کرتے ہین حالانکہ اونکو معلوم تھا کہ ثور بن زید سے خود ابن عباس سے نہین ملاقات ہوئی۔ بلکہ جو سنا ہے وہ عکرمہ سے مگر امام مالک عکرمہ کا نام نہین لینا چاہتے تھے اسلئے عکرمہ کو حذف کر دیتے امام خطیب وغیرہ کہتے ہین یہ ترکیب جائز نہین کیونکہ راوی جانتا ہے ہم ایسے راوی سے روایت کرتے ہین جو قابل احتجاج نہین۔ ظفر الامانی صفحہ ۲۱۱

تہذیب مین ہے کہ بخاری نے اس سے تعلیقات مین روایت کی ہے اور مسلم ابو داود۔ نسائی ابن ماجہ سب نے اس سے روایت کی ہے۔ ابن المبارک کہتے ہین کہ یہ ہر شخص سے جو آگے آوے یا پیچھے سب سے روایت کرتا۔ امام احمد کہتے ہین اگر یہ ایسے لوگون سے روایت کرے جو مشہور نہین ہین تو اوس روایت کو نہ قبول کرو جس راوی کا نام نہ لے بلکہ کنیت کے ساتھ روایت کرے تو اوس روایت کو نہ لو۔ سو حدیثون سے زیادہ یہ ضعیفون سے روایت کرتا۔ اکثر یہ ایسے راویون سے روایت کرتا جو متروک الحدیث ہوتے یا ضعیف

تو کبھی نام کی جگہ کنیت رکھتا اور کبھی کنیت کی جگہ نام (یعنی جس نام وہ بدنام ہوتا اوسکو بدل دیتا) ابن المبارک کہتے ہین یہ ایسے راویون سے روایت کرتا جو غیر معروف ومضبوط ہین دار قطنی کہتے ہین کہ الحدیث اسکو ابو محمد کہتے ہین جورجانی کہتے ہین بقیہ کو اسکی پرواہ نہ تھی کہ کس سے حدیث لیتا ہے ابن خزیمہ کہتے ہین ہم روایات بقیہ سے احتجاج نہین کرتے۔ احمد بن حنبل کہتے ہین پہلے ہمکو خیال تھا کہ بقیہ منکر (قسم موضوع) حدیثونکو مجبوری سے روایت کرتا ہے مگر جب غور کیا تو معلوم ہوا مشہور لوگون سے بھی ایسی بہت روایت منکر لاتا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ تدلیس کرتا ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر مالک شعبہ کے بارمین بھی تدلیس کرتا تھا۔ ابن القطان کہتے ہین بقیہ تدلیس کرتا تھا ضعفا سے اور اوسکو مباح جانتا۔ اس سے تو اوسکی عدالت بھی جاتی رہی ص۲۷۴ تہذیب جلد اول

کیا مصنف آیات بینات عطیہ عوفی کی تدلیس پر اب بھی اعتراض کر سکتے ہین حالانکہ ایسے ایسے ائمہ دین اونکے ایسی تدلیس کرتے ہین جسکی کوئی حد نہین۔

(۶) بکیر بن سلیمان کوفی بھی مدلس ہین (تہذیب مین یہ نام نہین ملا)

(۷) تـ۔ بن سلیمان۔ مدلس ہین۔ ترمذی اور امام احمد اور صدہا ائمہ اہلحدیث اس سے روایت کرتے ہین۔ امام احمد کہتے ہین وہ شیعہ تھے مگر ان کی روایت پر کوئی ہرج نہین۔ یہ عثمان کو گالی دیا کرتے تھے۔ ایک روز غلام عثمان کے ساتھ بیٹھے عثمان کو گالی دے رہے تھے۔ تو غلام نے انکو کوٹھے سے گرادیا جس سے پیران کا ٹوٹ گیا تو یہ عصا کے سہارے پر چلا کرتے۔ ابوبکر عمر کو بھی گالی دیتے تھے ص۱۵۱ تہذیب

(۸) ثور بن یزید بن زیاد کلاعی بھی مدلس تھے۔ ان سے بخاری اور کل ائمہ اربعہ نے روایت کیا ہے تہذیب مین ہے کہ یہ قدری تھا۔ اسکا دادا معویہ کے ساتھ تھا جو جنگ صفین مین مارا گیا لہذا جب جناب امیر کا ذکر آتا تھا تو کہتا مین ایسے شخص کو نہین دوست رکھتا جسنے میرے دادا کو قتل کیا۔ عثمان دارمی کہتے ہین کہ اسمین شک نہین وہ قدری تھا۔ ایک روز سفیان ثوری نے ایک شخص کو دیکھا کہ لباس صوف پہنے ہوئے ہے۔ تو سفیان نے کہا اسکو پھینک دے کہ یہ بدعت ہے

تو اوسنے کہا تیرا ثور کے ساتھ دوکان شراب مین دروازہ بند کرکے بیٹھنا اور حدیث سننا بھی تو بدعت ہے۔ امام اوزاعی اسکے بارہ مین کلام کرتے اور ہجو اور اہل حمص نے اسوجہ سے شہر بدر کر دیا کہ یہ قدری تھا۔ ابومسہر کہتے ہین اہل حمص نے اوسکو جلا وطن کر کے گھر اوسکا جلا دیا اسیوجہ سے کہ وہ قدری تھا۔ آجری کہتے ہین یہ متہم تھا بقدر اور اہل حمص نے اسکو گھسیٹکر باہر نکالا جب مدینہ مین آیا تو امام مالک نے منع کر دیا کوئی اوسکے پاس نہ بیٹھے اسیوجہ سے کوئی روایت اوس سے نہ لی پھر نہ معلوم کیونکر ایک کا روایت کرنا اوس سے منقول ہوا حالانکہ وہ اسکی مذمت کرتے تھے ص۳۵ جلد ۲ تہذیب

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ بخاری نے کیون اسکی روایت کو سند جانا یہ وجہ ہے کہ وہ دشمن جناب امیرؑ تھا ورنہ جب امام مالک اوسکو قابل روایت نہ جانین تو وہ کب اس قابل ہو سکتا ہے ہرحال اگر عطیہ عوفی مدلس تھا تو دیکھنا چاہیئے تدلیس کے مرض سے کون بچا ہے۔

(۹) جابر جعفی ابونعیم کہتے ہین کہ ثوری کہتے ہین جس روایت مین جابر جعفی کہین ہمنے سُنا ہے یا ہمسے حدیث کیا تو اوسکو مضبوط پکڑو اور اسکے سوا جو ہو اوس سے پرہیز کرو تہذیب مین ہے کہ امام ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ نے ان سے روایت لی ہے اور بہت سے ائمہ حدیث نے سفیان ثوری نے کہا حدیث مین اس سے زیادہ کوئی پرہیزگار نہ تھا شعبہ کہتے ہین جابر صدوق ہین۔ یحیی بن ابی بکیر شعبہ سے روایت کرتے ہین کہ جابر جب کہین حدثنا تو وہ سب سے زیادہ موثق ۔ زہیر بن معویہ کہتے ہین وہ اصدق الناس وکیع کہتے ہین اگر تمکو کسی امر مین شک ہو تو اس مین نہ شک کرو کہ جابر ثقہ ہے سفیان ثوری نے شعبہ سے کہا اگر تمنے جابر جعفی کے بارہ مین کلام کیا تو ہم تمھارے بارہ مین کلام کرینگے ص۴۷ تہذیب جلد ۲

جابر جعفی قائل برجعت تھے اسیوجہ سے آخر مین علماء اہلسنت نے ان کی پھر جرح بھی شروع کر دی ابن حبان کہتے ہین وہ سبائی تھا اصحاب عبداللہ بن سبا سے اور کہتا تھا کہ جناب امیرؑ کو رجعت ہوگی دنیا کی طرف اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ شعبہ۔ اور سفیان ثوری نے اوس سے کیون روایت کی ہے تو اوسکا یہ جواب ہے کہ ثوری کے

مذہب مین تو ضعفا سے روایت کرنا جائز تھا اور شعبہ وغیرہ نے اسوجہ سے روایت کی
کہ بہت سی حدیثین اوسکے پاس ایسی تھین کہ اوسپر صبر نہ کر سکے لہذا لے لیا کہ پھر دیکھینگے
محمد بن رافع روایت کرتے ہین امام احمد بن حنبل سے کہ وہ مجلس یزید بن ہارون مین تھے
اور اوسکے ہاتھ مین کتاب زہیر تھی جابر جعفی سے تو ہمنے کہا اے ابو عبداللہ تم ہمکو منع
کرتے ہو کہ جابر سے روایت نہ لکھین حالانکہ خود لکھتے ہو تو کہا بغرض دریافت۔ ہیمونی کہتے
ہین کہ ہمنے احمد بن حنبل کو سنا کہ کہتے تھے ابن مہدی اور قطان۔ جابر سے نہین روایت
کرتے تھے حالانکہ وہ اس قابل تھے۔

(۱۰) جبیر بن نضیر اکثر قدما اصحابہ سے تدلیس کرتے۔
تہذیب مین ہے انھون نے حضرت کا زمانہ پایا ہے اور حضرت سے اور ابو بکر سے مرسلاً روایت
کرتے ہین اور عمر بن الخطاب سے بھی مگر خود اون سے سننا ثابت نہین انکی روایتین بخاری
نے ادب مفرد مین لی ہین اور مسلم نے اپنی صحیح مین ۸۰ھ یا ۷۵ھ مین انکی وفات ہے صفحہ ۲۵
تہذیب جلد ۲

پس جب ایسا شخص تدلیس کرے جو صحابہ کے درجہ پر فائز ہو تو اگر عطیہ عوفی نے تدلیس کیا تو
کیون قابل اعتراض ہوگا۔ افسوس کہ یہ شخص زمانہ ولید بن عبدالملک تک زندہ رہا۔
مگر نصرت امام حسینؑ نہ کی۔

(۱۱) حبیب بن ابی ثابت بھی تدلیس کرتا۔ اسکی حدیثین صحاح ستہ مین بلا استثنا
موجود ہین۔ حضرت ام سلمہ، حکیم بن حزام سے بلا ملاقات روایت کرتا ہے اور عروہ بن زبیر
سے بھی جسپر امام ثوری کہتے ہین نہین سنا بلکہ دوسرے شخص عروہ مزنی سے سنا تھا (مگر
بیان اس طرح کرتا کہ عروہ بن الزبیر کی روایت ہے)

ابن حبان نے ثقات مین لکھا ہے کان مدلسا یہ اہل کوفہ کے مفتی تھے ابن خزیمہ لکھتے
ہین کان مدلسا کہ یہ مدلس تھا قطان سے ہے کہ اسکی حدیثین عطا سے محفوظ
نہین ہین سلیمان بن حرب کہتے ہین کہ امیر مختار کے ہدایا عبداللہ بن عمر کے پاس آیا کرتے

صفحہ ۱۷۸ تہذیب جلد ۲

(۱۲) **حجاج بن ارطاۃ** اسکی حدیثین بخاری کے ادب مفرد اور صحیح مسلم اور بقیہ کتب اربعہ مین موجود ہین مگر یہ بھی مدلس تھا۔ یہ بھی کوفہ کا مفتی تھا اور اسمین بیوقوفی بھی کہا کرتا کہ حب شرف نے ہمکو ہلاک کیا۔ بصرہ کا بھی قاضی مقرر ہوا اکثر یحیی بن ابی کثیر اور مکحول سے روایت کرتا حالانکہ کچھ سنا نہین تھا انما یعیب الناس منہ التدلیس لوگ اسکی تدلیس کو بہت برا عیب جانتے۔ ابن معین کہتے ہین لیس بالقوی یدلس قوی نہین تھا اکثر تدلیس کرتا۔

ابن المدینی کہتے ہین کہ ہمنے عمداً اوسکو ترک کر دیا ایک حدیث بھی اوس سے نہ لی۔ ابو حاتم کہتے ہین وہ صدوق ہے مگر ضعفا سے تدلیس کرتا تھا۔ زہری وغیرہ کہتے ہین اکثر اوقات وہ حدیث مین غلطی کرتا۔ یعقوب بن ابی شیبہ کہتے ہین واہی الحدیث تھا جسکی حدیثون مین بہت اضطراب تھا خود ابن حجر لکھتے ہین صحیح بخاری مین ایک روایت بطور تعلیق اس سے موجود ہے۔ حجاج جماعت مین نہین شریک ہوتا اور کہتا کہ کیا ہم حمال وبقال کے ساتھ جاکر نماز پڑہین۔ یہ مدلس تھا اور حافظہ اسکا خراب تھا حجت نہین ہے بزار کہتے ہین حافظ تھا مدلس تھا مگر خودپنداری اوس مین بہت تھی محمد بن نضیر کہتے ہین کہ اسکی حدیثونپر غالب ارسال تھا اور تدلیس اور الفاظ کو بدل دینا ص۱۹۵ تہذیب جلد ۲

(۱۳) **حسن بصری بن ابی الحسن** یسار بصری ابو سعید کنیت ہے خود قبیلہ انصار کے غلام زادہ ہین اور ان کی ماں خیرہ ہے جو لونڈی تھین حضرت ام سلمہ کی۔ انکی تعریف مین یہی کافی ہے کہ جس طرح مذہب اہلسنت مین خلفائے ثلثہ کی خلافت اور صحیح بخاری کی صحت باوصف ہزارون اعتراض کے مسلم ہے۔ اوسی طرح انکی امامت اور جلالت قدر مسلم ہے کہ کوئی اوس سے انکار نہین کرسکتا۔ اوسپر طرہ یہ ہے کہ سلسلہ تصوف کہ جو اہلسنت مین جاری ہے یہی سرغنہ ہین۔

شاہ ولی اللہ صاحب قرۃ العینین مین فرماتے ہین دلیل بر معنی آنست کہ قائلان باین سلسلہ متفق اند برآنکہ بنای اتصال حسن بصری است بحضرت مرتضی ص۳۰ جس سے معلوم ہوا کہ تمام صوفیون کا اجماع ہے اسپر کہ تصوف کا سلسلہ حسن بصری کے

ذریعہ سے پھیلا۔ اسپر خود شاہ صاحب اعتراض کرتے ہین کہ کیونکر جناب امیر سے انھون نے اسکو حاصل کیا۔

تہذیب التہذیب مین ہے عن قتادہ ماجالست فقیہا قط الا رایت فضل الحسن علیہ وقال ایوب ماراءت عینای رجلا قط کان افقہ من الحسن وقال غالب القطان عن بکر المازنی من سرہ ان ینظر الی اعلم عالم ادرکناہ فی زمانہ فلینظر الی الحسن فما ادرکنا الذی ھو اعلم منہ صہ ۲۶۵ جلد ۲

یعنی قتادہ کہتے ہین کہ ہمنے کسی فقیہ کو نہین دیکھا جو حسن بصری سے افضل ہو ایوب کہتے ہین ہماری آنکھ نے کسی کو حسن بصری سے افقہ نہین پایا غالب قطان کہتے ہین کہ یہ اپنے زمانہ مین تمامی علما سے اعلم تھے ان سے بڑھکر کوئی عالم نہین تھا۔

فقہ اور تصوف مین تو ان کا درجہ معلوم ہوا کہ کیسے مرتبہ عالیہ پر فائز تھے کہ شاید خلفاے ثلثہ کو بھی یہ درجہ نہ ملا ہو۔ اب حدیث کا حال سنئے کہ صحاح ستہ مین ان کی روایتین موجود ہین ایک دو نہین بلکہ صدہا ہزارہا حدیثین ان سے مملو ہین۔ یہانتک آپکا درجہ بڑھایا گیا کہ انس بن مالک جو صحابی ہین وہ کہتے ہین سلوا الحسن فانہ حفظ ونسینا صہ ۲۶۴

کہ جو کچھ پوچھنا ہو وہ حسن بصری سے پوچھو کہ اونکو یاد ہے اور ہم سب بھول گئے۔ پھر بتایئے ان کی شان کسقدر رفیع ہوئی۔ مگر افسوس اندرونی حالت کیا ہے کہ یہ مدلس تھے کہ روایت سنا اور سے نام لیا دوسرے کا تہذیب التہذیب مین ہے۔

قال محمد بن سعد کان الحسن جامعا عالما فقیہا ثقۃ مامونا عابدا ناسکا کثیر العلم فصیحا جمیلا وسیما وکان ما اسند من حدیثہ وروی عمن سمع منہ فھو حجۃ وما ارسل فلیس بحجۃ صہ ۲۶۶

محمد بن سعد کہتے ہین کہ حسن بصری جامع۔ عالم۔ رفیع۔ فقیہ۔ ثقہ۔ مامون۔ عابد ناسک کثیر العلم۔ فصیح جمیل۔ وسیم تھے جو کچھ بسند بیان کرتے وہ حجت تھا اور جو بلا سند بیان کرتے وہ حجت نہ تھا۔

ابی بن کعب ۔سعد بن عبادہ ۔عمر بن الخطاب سب سے روایات کرتے ہین حالانکہ عمر سے
سنا نہین دو برس اونکی خلافت مین باقی تھا کہ یہ پیدا ہوے ۔ ثوبان ۔عمار بن یاسر ۔
ابو ہریرہ ۔عثمان بن ابی العاص ۔معقل بن سیان سب سے روایتین کرتے ہین ۔مگر کسی
کو نہین دیکھا ۔ اس سے بڑھکر کیا تدلیس ہو سکتی ہے ۔

عبدالرحمان بن ابی حاتم ۔صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہین کہ حسن
بصری نے عبداللہ بن عمر سے نہ سنا ۔ نہ انس سے نہ عبداللہ بن معقل سے نہ عمر بن تغلب
سے نہ جندب سے نہ معقل بن یسار سے نہ عمران بن حصین سے نہ ابو ہریرہ سے ہمام
بن یحییٰ کہتے ہین کہ حسن بصری نے کسی بدری سے بھی کوئی حدیث نہین سنا ۔کسی نے
امام ابو زرعہ سے پوچھا کہ حسن بصری نے کسی بدری سے بھی کچھ سنا ہے کہا نہین ہان
دیکھا ہے ۔ عثمان اور حضرت علیؑ کو پوچھا کہ کسی سے کچھ سنا بھی کہا نہین حضرت علیؑ کو
اس نے مدینہ مین دیکھا تھا جسکے بعد جناب امیرؑ کوفہ اور بصرہ چلے گئے پھر ملاقات تک
نہ ہوئی ۔حسن بصری کا بیان ہے کہ ہمنے زبیر کو دیکھا تھا کہ بیعت جناب امیرؑ کو رہے تھے
علی ابن مدینی کہتے ہین کہ حسن نے شاید جناب امیرؑ کو مدینہ مین دیکھا ہو جبکہ وہ بہت کمسن لڑکا
تھا حسن نے نہ جابر سے سنا نہ ابو سعید خدری سے نہ ابن عباس کو کبھی دیکھا کیونکہ حسن
بصری مدینہ مین تھے اور ابن عباس بصرہ مین تھے ۔

حسن بصری نے بیان کیا کہ ہمکو خطبہ دیا ابن عباس نے بصرہ مین تو اسکا مطلب یہ ہے
کہ ابن عباس نے بصرہ مین خطبہ دیا نہ یہ کہ ہمارے سامنے دیا (کیونکہ وہ تو مدینہ مین تھے) بہز
بن اسد کہتے ہین کہ حسن بصری نے نہ ابن عباس سے سنا نہ ابو ہریرہ سے سنا نہ دیکھا
نہ جابر سے سنا نہ ابو سعید خدری سے ہو سکا اعتماد یعنو تمامتر کتب تمرہ ہے ۔
اسپر ایک سائل نے کہا کہ اہل بصرہ تو کہتے ہین حسن بصری نے ستر بدریون سے سنا
تو کہا یہ کلام بازاریون کا ہے اونھون نے تو کسی سے بھی اہل بدر سے مشاہدہ نہین سنا ۔
احمد کہتے ہین کہ حسن نے ابن عباس سے کچھ نہین سنا کیونکہ ابن عباس والی بصرہ
تھے جناب امیرؑ کی طرف سے جبتک جناب امیرؑ زندہ رہے ۔شعبہ نے یونس بن عبید سے

پوچھا۔ کیا حسن نے ابوہریرہ سے کچھ سنا تھا تو کہا دیکھا بھی نہین کبھی۔ ابن المدینی۔ ابوحاتم۔ ابوزرعہ کہتے ہین کہ جو شخص کہے کہ ابوہریرہ سے سنا وہ خطا کرتا ہے ربیعہ بن کلثوم کہتے ہین کہ ہمنے حسن کو کہتے سنا حدثنا ابوہریرہ تو کہا ربیعہ نے یہ اچھا نہین کیا کیونکہ حسن نے ابوہریرہ سے کچھ نہین سنا تھا سالم خیاط روایت کرتا ہے کہ حسن نے کہا سمعت اباہریرۃ تو اوس نے کہا اسی سے سالم کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہین جابر کو بھی نہین دیکھا مگر ہشام بن حسان کہتے ہین عن الحسن ثنا جابر کہ جابر نے بیان کیا حالانکہ جابر سے سنا بھی نہین۔ ابن المدینی کہتے ہین ابوموسی سے بھی نہین سنا۔ حسن بصری کہا کرتے ہمنے عمران بن حصین سے سنا۔ ابن المدینی اور ابوحاتم کہتے ہین کہ اون سے کچھ نہین سنا اور نہ صحیح ہے یہ کہنا۔ بعض کہتے عن الحسن حدثنی عمران بن حصین اسپر ابن معین کہتے ہین حسن نے اون سے کچھ نہین سنا ابن المدینی کہتے ہین حسن بصری نے اسود بن سریع سے روایت کیا ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ اسود زمانہ جناب امیرؑ مین بصرہ سے چلے گئے تھے حسن کا یہ بیان کہ سراقہ نے اون سے بیان کیا غلط ہے احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا کہ حسن نے سراقہ سے کچھ سنا تھا کہا نہین۔ ابن المدینی کہتے ہین عبداللہ بن عمر۔ اسامہ بن زید نعمان بن بشیر۔ ضحاک بن سفیان۔ ابوبرزہ اسلمی۔ عقبہ بن عامر ابی ثعلبہ خشنی قیس بن عاصم۔ عایذ بن عمر۔ عمرو بن تغلب سے بھی کچھ نہین سنا۔ ترمذی کہتے ہین جناب امیرؑ سے کسی حدیث کا سننا حسن بصری کا نہین ثابت ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہین عتبہ بن غزوان سے بھی نہین سنا۔ بخاری کہتے ہین دغفل سے بھی نہین سنا دیگر سبکی روایتین موجود ہین) غرض اسی طرح صدہا صحابی ہین جن سے حسن بصری روایت کرتے ہین حالانکہ نہ اون کو دیکھا نہ اون سے سنا۔

ولادت اون کی عمرؓ کی خلافت مین ہوئی جبکہ دو برس باقی تھا اور ربیع بن زیاد کے کاتب تھے بعہد معاویہ۔ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ مین قاضی مصر مقرر ہوئے وہان [illegible] اور وہان بعد فتح اسکندریہ ۹ صحابہ کو انہون نے دیکھا تھا اور تدلیس کیا کرتا۔

مذہب ان کا قدریہ تھا کہتے تھے الخیر بقدر و الشر بقدر یہ کہتے تھے من کذب بالقدر فقد کفر صلہ ۲۷ تہذیب

حالانکہ اہلسنت کے یہان یہ حدیث موجود ہے القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ مگر ایسی بھی حسن بصری قدر کے قائل تھے اور وہ اہلسنت کے امام علی الاطلاق ہین۔ محدثین کا اجماع تو اسپر ہو چکے کہ جناب امیرؑ کو انھون نے دیکھا بھی نہین۔ مگر اوسی تہذیب کے حاشیہ پر ہے فی ھامش الخلاصۃ زادھا ھنا من تہذیب الکمال۔ وقال یونس بن عبید سالت الحسن قلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانک لم تدرکہ قال یا ابن اخی لقد سالتنی عن شئی ما سالنی عنہ احد قبلک ولولا منزلتک منی ما اخبرتک انی فی زمان کما تری (وکان فی عمل الحجاج) کل شئی سمعتنی اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فھو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیاً صلہ ۷۶۔

یونس بن عبید کہتے ہین ہمنے حسن بصری سے پوچھا کہ اے ابو سعید تمنے تو رسول اللہ کو دیکھا نہین پھر کیونکر کہتے ہو قال رسول اللہ ص تو جواب دیا تمنے ایسا سوال کیا ہے کہ آج تک کسی نے نہین پوچھا تھا تو سمجھ لو کہ جب ہم کہتے ہین قال رسول اللہ تو وہ روایت ہوئی ہے علی بن ابی طالبؑ سے مگر ہم ایسے زمانہ مین ہین کہ جناب امیرؑ کا نام نہین لے سکتے (کیونکہ زمانہ حکومت حجاج مین تھے)

شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین مین ایک پوری بحث اس مادہ مین کی ہے کہ جناب امیرؑ سے جو کچھ نسبت حسن بصری کی بیان کی جاتی ہے محض تعصب۔ چنانچہ لکھتے ہین۔

واگر اتصال حسن بصری بمرتضی متحقق می بود ادراصحبت بعد ... مرتضی ... می بود و نو چنین صحبت منتفی است پس اتصال او منتفی است اما ملازمت و صحبت و اتصال نیز از انجہت است کہ مدار اتصال خرقہ است یا تلقین یا بیعت یا صحبت مستمرہ خرقہ وعصا ازان نبود وقال الحافظ المحدث المتقن ابن دحیہ وابن الصلاح وشیخ الاسلام خاتمۃ المحدثین ابن حجر العلامۃ العسقلانی انہ باطل وقال ابن حجر لم یصح فیہ شئ

من الاخبار فی خبر صحیح ولا ضعیف ولا طریق من الطریق عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وما نقلہ بعضہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم البسہا لعلی وان علیًا البسہا الحسن البصری لا اصل لہ ۔ ص۳۰۰

خلاصہ یہ کہ جو لوگ عطیہ عوفی کی تدلیس پر اعتراض کرتے ہین وہ دیکھین کہ حسن بصری کی تدلیس زیادہ ہے یا عوفی کی پھر عطیہ کی روایتون کو ترک کرنا اور حسن بصری کی روایتون کو سر و آنکھ پر رکھنا کس درجہ کی ناانصافی ہے اور باعث اسکا بجز اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ حسن بصری چونکہ دشمنان اہلبیت اطہار سے تھے اسلئے اون کی روایتین تو لے لی گئین اور عطیہ عوفی کی روایت اسوجہ سے نہ لی گئی کہ وہ قصہ فدک کے راوی ہین کہ بعد نزول آیہ وآت ذالقربی حقہ رسول اللہ صلعم نے ایک نوشتہ جناب سیدہ کو لکھا جس سے مذہب اہلسنت باطل ہوتا ہے ۔

(۱۴) **حسن بن ذکوان ابو سلمہ بصری** ۔ انکی روایتین صحیح بخاری سنن ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ مین موجود ہین ابن معین ابو حاتم کہتے ہین یہ ضعیف تھا ۔ عبد الرحمان نے کبھی ان سے روایت نہ لی ۔ ساجی کہتے ہین اسکی روایتون مین بعض مناکیر ہین ۔ یحیی بن معین کہتے ہین وہ منکر الحدیث تھا عبد اللہ بن احمد روایت کرتے ہین کہ اوسکی روایتین اباطیل ہین ۔ حبیب ابن ابی ثابت سے روایت کرتا ہے حالانکہ اوس سے نہین سُنا وہ سب حدیثین عمر بن خالد کی ہین قال العقیلی ولعلہ سمع من لا یعنی فدلسہ یعنی شاید اوس نے اشعث سے سنا تھا اور اوس مین تدلیس کیا ص۲۷۶ تہذیب ۔

(۱۵) **حسن بن مسعود دمشقی** کا حال میزان الاعتدال مین ہے کہ اس نے بغرض تحصیل علم سفر بہت کیا طبرانی کی حدیث کو اسنے پایا تھا ۔ ابن عساکر کہتے ہین کہ اسمین تسامح بہت تھا ایک نسخہ جو سنا ہوا اور پڑھا ہوا معجم کبیر طبرانی کا نہ تھا اوسکو اسنے مول لے لیا اور اوسی سے روایت کرنے لگا اکثر شیوخ کے بارے مین تدلیس کیا کرتا تھا ۵۴۳ھ مین وفات ہے ص۲۴۸ جلد اول

(۱۶) حسین بن عطا ابن یسار مدنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین ابو حاتم
کہتے ہین منکر الحدیث تھا قابل احتجاج نہ تھا صفحہ ۲۲ میزان۔

(۱۷) حسین بن واقد رازی ان سے بخاری نے تعلیقات مین اور مسلم نے صحیح مین
اور کتب اربعہ روایت کرتے ہین یہ مرو کے قاضی تھے ربما اخطا وفی الروایات اکثر
روایتون مین خطا کرتے قال احمد احادیثہ ما ادری ایش ھی صفحہ ۲۴۲
کہ امام احمد کہتے ہین ہم نہین جانتے اسکی روایتین کیسی ہین اسکے بعد ہاتھ اپنا جھڑک دیا۔
احمد بن حنبل کہتے تھے اوسکی حدیثین کسدرجہ منکر ہین۔

(۱۸) حفص بن غیاث کوفی۔ یہ ایسے موثق و معتمد راوی ہین کہ صحاح ستہ مین
انکی روایتین بھری ہوئی ہین۔ یہ کوفہ اور بغداد کے قاضی تھے۔ داؤد بن رشید کہتے
ہین یہ کثیر الغلط تھے ابن عمار کہتے ہین حافظہ خراب تھا۔ بائین ہاتھ سے کام کرتے۔
(جس طرح خلیفہ دوم اسی ہاتھ سے کام کرتے) خود بیان کرتے کہ جب ہم پر مینہ حلال ہوگیا
تب ہمنے منصب قضا کو قبول کیا احمد بن حنبل کہتے ہین کان یدلس تدلیس کیا کرتے
ابن سعد کہتے ہین کثیر الحدیث ہے مدلس حدیث بہت بیان کرتے۔ مگر مدلس تھا۔
ابو عبید آجری کہتے ہین کہ آخر مین نسیان ہوگیا تھا یہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین
خمروا دجوہ موتاکم الحدیث ھذا اخطاء وانکر صفحہ ۲۶۴

(۱۹) حکم بن عتیبہ کی کل روایتین صحاح ستہ مین بھری ہوئی ہین۔ زید بن ارقم صحابی
سے روایت کرتے ہین حالانکہ کہا جاتا ہے اون سے سنا بھی نہین ابو داؤد کہتے ہین کہ زید
بن ارقم کو اور عبداللہ بن اوفی کو دیکھا تھا مگر کوئی حدیث نہین سنی ابن حبان ثقات
مین لکھتے ہین کان یدلس کہ یہ تدلیس کیا کرتے تھے۔

(۲۰) حمید طویل ان کی روایتین بھی صحاح ستہ مین موجود ہین نہایت معتمد راوی
اہلسنت ہین ابن سعد کہتے ہین کہ یہ حدیث بہت بیان کرتے ہین ربما دلس عن انس
انس صحابی کی روایتون مین تدلیس کرتے۔ انس سے بہت کم روایتین سنی تھین
زیادہ تر ثابت بنانی سے سنا تھا مگر سبکو حدیث انس بنادیتے زائدہ نے ان سے روایت

کرنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ یہ امور خلافت مین مداخلت کرتے تھے حماد بن سلمہ کہتے ہین
کہ حمید نے حسن بصری کی کتابون کو لیا اور نقل کرکے واپس دیدیا ۔ دوست کہتے
ہین کہ آخر مین اختلاط ہو گیا تھا سنہ ۱۴۲ھ وفات ہوئی صفحہ ۴ جلد ۳ تہذیب

(۲۱) **حمید بن الربیع لخمی** ۔ میزان الاعتدال مین ہے یقولون ذاهب الحدیث
محمد بن عثمان کہتے ہین وہ ثقہ تو ہے مگر تدلیس کرتا یحیی بن معین کہتے تھے اخزی
اللہ ذالک ومن یسال عنہ خدا اوس شخص کو رسوا کرے کون اوس سے سوال
کرسکتا ہے یحیی بن معین کہتے ہین کذاب زمانہ چار تھے حسین بن عبد الاول ۔ ابو ہاشم
رفاعی حمید بن ربیع ۔ قاسم بن ابی شیبہ ۔ ابن عدی کہتے ہین وہ حدیثون کا چور ہے
اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیتا ہے صفحہ ۲۵۴ جلد اول ۔

(۲۲) **خارجہ بن مصعب خراسانی** ۔ صحیح ترمذی اور سنن ابن ماجہ مین اسکی
روایتین موجود ہین امام احمد بن حنبل کہتے ہین اسکی حدیثین قابل لکھنے کے نہین ہین
عبد اللہ بن احمد کہتے ہین ہمارے باپ نے منع کیا کہ اون سے کوئی حدیث روایت کرین
ابن نمیر کہتے ہین وہ ثقہ نہین ہے ایکدفعہ کہا کوئی چیز نہین ہے ۔ عباس اون سے
راوی ہین کہ وہ کذاب ہے معاویہ اون سے راوی ہین کہ وہ ضعیف ہے ۔ ابن
معین سے ہے کہ وہ کوئی چیز نہین ہے ۔
ابو معمر ہذلی کہتے ہین جانتے ہو کیون اہل الحدیث نے اوسکی حدیثون کو چھوڑ دیا پھر کہا اسوجہ
سے کہ چند مسائل ابو حنیفہ کو لوگ بنا کر لائے عن یزید بن ابی زیاد عن مجاهد
عن ابن عباس اور اوسکو کتابون مین اوسکی رکھ دیا اور وہ اوسکی روایت کرنے
لگا ۔ بخاری کہتے ہین ابن المبارک نے اور وکیع نے اوسکو چھوڑ دیا تھا یحیی بن یحیی
کہتے ہین وہ تدلیس کیا کرتا غیاث بن ابراہیم سے حالانکہ اوسکی سب حدیثین جاچکی
نہین صحیح اور غیر صحیح اوسکی نہین معلوم ہوتی تھین ۔ جن روایتون مین وہ تدلیس
کرتا غیاث بن ابراہیم سے وہ سب متروک ہین ۔ امام نسائی کہتے ہین وہ متروک الحدیث
ہے اور ایک مرتبہ کہا وہ ثقہ نہین ایکدفعہ کہا ضعیف ہے **جوزجانی** کہتے ہین

وہ منسوب ہے بارجار ابو حاتم کہتے ہین وہ مضطرب الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہین وہ
تدلیس کیا کرتا اسی وجہ سے اوسکی حدیثون مین موضوعات شامل ہین ثقات سے
ابن الجارود وغیرہ نے اوسکو ضعفا مین شمار کیا ہے صفحہ تہذیب جلد ۳

(۲۳) زکریا بن ابی زائدہ روایت شعبی مین تدلیس کرتا۔

اسکی روایتین بھی تمامی صحاح ستہ مین موجود ہین ابو زرعہ کہتے ہین وہ کچھ صالح
ہے مگر تدلیس کرتا شعبی سے ابو حاتم کہتے ہین لیس الحدیث ہے جو کچھ وہ شعبی سے
روایت کرتا ہے اوس سے نہین سنا مگر ابو حریز سے سنا یحیی بن زکریا کہتے ہین اگر ہم
چاہین تو بتا دین شعبی اور زکریا کے درمیان مین جو رواۃ ہین اونکو بتا دین - یہ بھی
قاضی کوفہ تھے وفات سنہ ۱۴۷ صفحہ ۳۳ تہذیب

(۲۴) سالم بن ابی بلاذکرنام (۲۵) سعید بن زیاد سے بخاری نے تعلیقات
مین روایت کیا ہے اور ابو داؤد و نسائی نے بھی - انصاری کہتے ہین وہ مجہول ہے اور حدیث
جابر مین ضعیف ہے صفحہ تہذیب جلد ۴

(۲۶) سعید بن ابو عروبہ مشہور ہے بہ تدلیس۔

اسکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین اسکو آخر مین اختلاط ہو گیا تھا وکیع کہتے تھے
ہم سعید بن ابو عروبہ کے پاس جاتے تو جو حدیث صحیح ہوتی اوسکو لے لیتے اور باقی کو
چھوڑ دیتے قال ابو بکر البزار یحدث عن جماعۃ لم یسمع منہم ابو بکر بزار کہتے
ہین وہ ایسے محدثون سے روایت کیا کرتا جنسے نہین سنا تھا آخر مین اوسکو اختلاط ہو گیا
تھا سنہ ۱۴۵ مین اوسکی وفات ہے حالت اختلاط مین پانچ برس تک وہ باقی رہا صفحہ ۶۵
جلد ۴

(۲۷) سعید بن مرزبان (۲۸) سفیان ثوری

ان کا نام سفیان بن سعید بن مسروق ثوری ہے تمامی صحاح ستہ مین انکی حدیثین بکثرت
موجود ہین ان کی تعریف یہ ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث ان کا لقب ہے۔
ابو اسحق فرازی کہتے ہین اگر امت کو اختیار دیا جائے تو بجز سفیان کسی کو نہ اختیار کرے

مگر تعریف انکی یہ ہے سفیان یروی عن کل احد۔ یعنی امام مالک تو راویون کی جانچ کرلیا کرتے اور یہ ہر شخص سے روایت کرتے ابن المبارک کہتے ہین کہ ہم ایکروز سفیان کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ تدلیس کرکے روایت کرتے ہین ہمکو جب دیکھا تو کہا ہم تمسے روایت کرتے ہین۔ صدہا آدمیون سے روایت کرتے جنکو دیکھا بھی نہ تھا صفحہ ۱۱۵ تہذیب جلد ۴

(۲۹) **سفیان بن عیینہ** انکی حدیثین بھی صحاح ستہ مین موجود ہین اور وہ درجہ انکو حاصل ہے جو سفیان ثوری کے سوا اور کسیکو نہین حاصل ہوا امام شافعی۔ احمد بن حنبل سب اسکے شاگرد ہین۔ انکو بھی آخر مین اختلاط ہوگیا تھا ۱۹۸ھ مین وفات ہی ابن عماد کہتے ہین ۱۹۷ھ سے اختلاط ہوا سلیمان بن حرب کہتے ہین کہ جتنی حدیثین اوسنے ایوب سے بیان کین سب مین خطا کی ہے ابن عدی انکو بھی منسوب بہ تشیع کرتے ہین صفحہ ۱۲۲ تہذیب جلد ۴

مگر ان سب باتون کے ساتھ وہ مدلس تھے۔

(۳۰) **سفیان بن عیینہ** مولی مصر کرام (۳۱) **سلیمان تیمی** سلیمان بن بلال تیمی قریشی ہین اونکے غلام آزاد کردہ ان کی روایتین بھی صحاح ستہ مین موجود ہین خراج مدینہ پر مقرر تھے صفحہ ۱۷۵ تہذیب

(۳۲) **سلیمان بن داؤد ابو داؤد طیالسی** بخاری اور مسلم اور کتب اربعہ مین انکی روایت موجود ہے مگر افسوس مدلس تھے انھون نے اور عبد الرحمان بن مہدی نے بغرض حفظ حدیث بلادر کا استعمال کیا تھا جس سے ابوداؤد کو تو جذام ہوگیا اور **عبد الرحمان بن مہدی کو برص**۔ ابراہیم جوہری کہتے ہین کہ انھون نے ہزار حدیث مین خطا کیا۔ محمد بن منہال ضریر کہتے ہین کہ ہمنے پوچھا کچھ تمنے ابن عون سے سنا ہے تو کہا نہین۔ جسپر ہمنے سال بھر تک اونکو ترک کردیا اور اسکے قبل بھی ہم اونکو متہم جانتے تھے سال بھر کے بعد پھر پوچھا کہ ابن عون سے کچھ سنا ہے تو کہا ہان **بیس حدیث** عبد الرحمان کہتے ہین یہ کثیر الخطا تھے قال الذہبی دلس عنہما۔

دونون راویون مین اس نے تدلیس کیا صـ۱۸۶

(۲۲) سلیمان بن مہران اعمش ذہبی کہتے ہین اکثر یہ تدلیس کیا کرتے ضعیف کی روایت مین نہین معلوم ہوتا اگر وہ کہین کہ حدثنا تو ٹھیک ہے اور اگر کہین کہ عن فلان تو پھر بہت سے احتمالات ہین۔

ان کا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ تابعی ہین تمامی صحاح ستہ مین انکی روایتین موجود ہین انس سے روایت کرتے ہین حالانکہ اون سے سننا ثابت نہین۔ ابن معین کہتے ہین اعمش جو کچھ روایت کرتے ہین انس سے وہ سب مرسل ہے۔ ابن المدینی کہتے ہین حافظ علم امت محمدیہ مین چھ ہین۔ عمر بن دینار مکہ ہین۔ زہری مدینہ ہین۔ ابو اسحاق سبیعی اور اعمش کوفہ ہین۔ قتادہ و یحیی بن ابی کثیر بصرہ مین ہیثم کہتے ہین کوفہ مین ان سے بڑھکر کوئی قاری قرآن نہ تھا ابن عیینہ کہتے ہین یہ سب سے بڑھکر قاری قرآن تھے اور حافظ حدیث اور عالم فرائض جو بنی حضنت بھول گئے انکو لوگ مصحف کہا کرتے مگر نہایت بد خلق تھے بروز عاشورا ان کی ولادت ہے جس روز جناب امام حسینؑ شہید ہوے سنہ ۶۱ھ۔

ہو مدلس عن الکلبی کلبی سے جو روایت کرتے اوسمین تدلیس کرتے (یہی الزام عطیہ پر ہے کہ وہ جو کلبی سے روایت کرتے تو اوس مین تدلیس کرتے) ابو نعیم کہتے ہین کہ اعمش نے قیس بن ابی حازم سے نہین سنا۔ احمد بن حنبل کہتے ہین شمر بن عطیہ سے بھی نہین سنا۔ ابو صالح غلام حضرت ام ہانی سے بھی نہین سنا۔ کلبی کی روایتون مین تدلیس کرتے۔ ابو بکر بزار کہتے ہین ابو سفیان سے کچھ بھی نہین سنا پھر سو حدیثین اوس سے روایت کرتے ہین انس کو صرف ایکدفعہ مکہ اور واسط مین دیکھا۔ اور پچاس حدیثین اون سے روایت کی یہ مدلس تھا۔ ہمنے تابعین مین اوسکا نام بھی لیا ہے کیونکہ وہ حافظ تھا اگرچہ سننا اوسکا انس سے صحیح نہین ہے۔

ایک شخص نے کہا اعمش مثل زہری ہے تو کہا ہم بری ہین اعمش سے اگر وہ مثل زہری ہو کیونکہ زہری تو عرض اور جائزہ چاہتا ہے اور بنی امیہ کی خدمتین کرتا ہے۔ بخلاف اعمش کے کہ وہ فقیر و صبور رہے جو بادشاہون سے علیحدہ رہتا ہے اور ورع ہے اور عالم

فیہ روایۃ الکلبی یعنی بہ

بہ قرآن -

بہت سے لوگون کا بیان ہے کہ ابوبکرہ صحابی نے اسکی رکاب تھامی تھی جسپر منادی کہتے ہین
بالکل غلط ہے کیونکہ اعمش سنہ ۶۱ یا ۵۹ھ مین پیدا ہوا اور ابوبکرہ نے سنہ ۵۲ھ مین وفات پائی پھر
کیونکر ممکن ہے کہ جو شخص دس برس پہلے مرچکا ہو وہ اوسکی رکاب تھامے جو دس برس بعد
پیدا ہوا صفحہ ۲۲۶ جلد ۴ تہذیب

(۴۴) سوید بن سعید (۲۳۵) ہشباک ضبعی کوفی - انکی حدیث صحیح مسلم سنن ابوداود
نسائی - ابن ماجہ مین موجود ہے - ذکرہ الحاکم فی علوم الحدیث فیمن صح عنہ انہ
کان یدلس صفحہ ۳۰۳ جلد ۴

کہ یہ تدلیس کیا کرتا جو بطریق صحیح ثابت ہے -

شبث بن ربعی اگرچہ اس نام کو مدلسین مین نہین لکھا ہے مگر ذکر اوسکا فائدہ سے
خالی نہین کہ رواۃ اہلسنت کا حال معلوم ہو تہذیب التہذیب مین ہے صفحہ ۳۰۲
شبث بن ربعی تمیمی یربوعی ابوعبد القدوس الکوفی - (اس سے سنن ابوداود اور سنن نسائی
مین روایت موجود ہے) حذیفہ اور حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے خود اوس سے محمد
بن کعب قرظی سلیمان تیمی روایت کرتے ہین بخاری کہتے ہین محمد بن کعب کی سماعت
شبث سے ثابت نہین (مگر پھر بھی روایت کرتے ہین یہی تدلیس ہے) [illegible]
روایت کرتے ہین کہ شبث نے کہا ہم پہلے شخص ہین جس [illegible]
خارجی کا) کو حروریہ بنایا ایک شخص نے کہا آپمین تو کوئی مدح نہین [illegible]
ہین یہ موذن تھا سجاح کا (جو مدعیہ نبوت ہوئی تھی) اوسکے بعد اسلام لایا - ابن حبان نے
اسکو ثقات مین شمار کیا ہے اور کہا کہ خطا کرتا ہے - سنن ابوداود اور نسائی مین اس سے وہ
روایت لی گئی ہے کہ جناب سیدہؑ نے رسول اللہ صلعم سے ایک خادم کا سوال کیا تھا عسقلانی
کہتے ہین کہ عجلی نے کہا یہ پہلا شخص ہے جس نے اعانت کی قتل عثمان پر - پھر اعانت کی قتل
امام حسینؑ پر نہایت برا شخص تھا - ساجی کہتے ہین آپمین نظر ہے - ابن الکلبی کہتے ہین -
پہلے یہ اصحاب جناب امیرؑ سے تھا پھر خارجی بنا اوسکے بعد توبہ کیا پھر اوس سے رجوع کیا

اور قتل امام حسین ؑ مین شریک ہوا۔ ابوالعباس مبرد کہتے ہین نصیحت ابن عباس پر
جب خوارج نے رجوع کیا تو چار ہزار خارجی رہ گئے تھے جنکو ابن الکوا نماز پڑھایا کرتا۔
لوگون سے کہا جب جنگ ہو تو تمھارا رئیس شبث ہے پھر سب نے اجماع کیا عبداللہ بن
وہب راسبی پر مدائنی کہتے ہین شرطہ قباع کا یہ متولی ہوا کوفہ مین۔ قباع سے مراد حارث بن
عبداللہ بن ربیعہ مخزومی ہے برادر عمر شاعر۔ یہ ابن الزبیر کی طرف سے والی تھا۔
کوفہ مین قبل غلبہ مختار۔ ابن مسکویہ کہتے ہین اس نے زمانہ جاہلیت کو پایا تھا ابوجعفر
طبری اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ مختار نے جب اوس کرسی کو نکالا جسکو وہ مثل تابوت سکینہ
جانتے تھے تو اسی شبث نے کہا اے قبیلہ مضر۔ کافر ہو جاؤ اسپر سب نے اوسکو نکالدیا۔ اسحٰق
کہتے ہین ہمکو امید ہے کہ اس کلمہ کی بدولت (وہ بخشا جائے) اسنے قتال مختار مین بہت کوشش
کی۔ ابن سعد کہتے ہین اعمش سے روایت کرتے ہین کہ ہم جنازہ شبث مین شریک تھے۔
صلا۲ جلد۴

اب گن جائے کتنے اسباب جرح اس مین موجود ہین مگر چونکہ وہ حامیان خلفاے تھا
اوسکی روایت مقبول ہے۔ اور قتال مختار نے اور بھی عزت افزائی کی۔

(۲۳۳) شریک بن عبداللہ النخعی بھی مدلس تھا اسکی روایت تاریخ بخاری مسلم اور کتب
اربعہ مین موجود ہے کوفہ کا قاضی تھا یحیی قطان اوسکو لیس کہتے ہین۔ عمر بن علی کہتے ہین یحیی
اوس سے نہ روایت کرتے۔ اور عبدالرحمان روایت کرتے۔ یحیی بن سعید کہتے ہین ہمیشہ
وہ مختلط رہا۔ جوزجانی کہتے ہین شریک سئی الحفظ مضطرب الحدیث مائل ہے ابی ذرعہ
کہتے ہین وہ کثیر الخطا تھا۔ صاحب حدیث ہے مگر بہت غلطی کرتا ہے۔ ابراہیم بن سعید جوہری
کہتے ہین چار سو حدیثون مین اوس نے خطا کیا۔ عبداللہ بن احمد روایت کرتے ہین احمد سے
کہ اسکو حدیث کرنے مین کوئی پروانہ تھی مسلم نے اس سے متابعات مین روایت کی ہے
یہ جناب امیر کو عثمان سے افضل جانتا۔ غالی المذہب تھا سئی الحفظ۔ کثیر الوہم۔ مضطرب الحدیث
بڑا مدلس تھا ابن القطان کہتے ہین یہ مشہور مدلس ہے ۹۰ مین ولادت ہے ۱۷۷ھ مین وفات
ہے تہذیب صـ۳۳ جلد۴

دیکھیے کتنے اوصاف اسمین جمع ہین مگر اسکی روایت مقبول ہے بخاری و مسلم سب نے اسکی روایت کو لیا ہے۔

(۳۷) **شعیب بن ایوب** اس سے سنن ابو داؤد مین روایت موجود ہے تہذیب مین ہے دیکھا ذکرہ ابن حبان فی الثقات قال کان علی قضاء واسط یخطی و یدلس کلما جاء فی حدیثہ من المناکیر مدلسہ صد ۳۴۹

یہ واسط کے قاضی تھے خطا کرتے اور تدلیس جسقدر مناکیر اسکی رواتیون مین ہے وہ سب تدلیس کی بدولت۔

(۳۸) **طلحہ بن نافع** ابو سفیان واسطی اسکافی انکی روایت صحاح ستہ مین موجود ہے ابن معین کہتے ہین لاشی بخاری نے چار حدیثین اس سے روایت کی ہے صد ۲۷ تہذیب جلد ۵

(۳۹) **عاصم بن عمر ظفری** علامہ مغازی و سیر ہین انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔ انکو عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے مسجد دمشق مین اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ لوگون سے مغازی اور فضائل صحابہ بیان کرین ابو زرعہ اور ابن معین نے تو انکی توثیق کی ہے مگر اور لوگون نے ضعیف کہا ہے تہذیب صد ۵۴ جلد ۵

انکے تدلیس کی یہ حالت تھی کہ اوسی ظفر الامانی مین ہے کہ قیس بن سعد بن عبادہ سے زکوۃ کے بارہ مین حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ بنص امام ذہبی اون سے ملاقات تک نہین ہوئی۔

(۴۰) **طاؤس بن کیسان** حسین کرابیسی کہتے ہین کہ انھون نے بہت سی حدیثین عکرمہ خارجی سے حاصل کین جو ابن عباس سے روایت کرتا ہے مگر بعد کو بحذف نام عکرمہ خود ابن عباس سے روایت کرنے لگے جس سے اسکا مدلس ہونا لازم آتا ہے گو کسی اور نے اس صفت سے اوسکو موصوف نہین کیا جیسا کہ علائی کہتے ہین۔

تہذیب مین ہے انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین بہت اعلی درجہ کے راوی حدیث ہین نام ذکوان ہے۔ لقب **طاؤس**۔ عبادلہ اربعہ اور ابو ہریرہ و عائشہ سب سے روایت کرتے ہین۔ سادات تابعین سے تھے چالیس حج کیا تھا ۱۰۶ھ یا ۱۰۰ھ مین وفات ہے۔ نہ عائشہ سے سنا نہ جناب امیر سے نہ عثمان سے اور سب سے روایت کرتے ہین۔ صد ۹ جلد ۵

(۴۱) عباد بن منصور - بخاری اور کتب اربعہ مین انکی روایتین موجود ہین - یہ بھی شاگردان عکرمہ خارجی سے ہین - علی بن مدینی کہتے ہین کہ مینے یحیی بن سعید سے کہا کہ عباد آخر مین متغیر ہوگیا کہا ہم تو یہ نہین جانتے مگر جب دیکھا تھا تو حافظہ خراب تھا - یحیی اوس سے راضی نہ تھے احمد بن محمد بن یحیی کہتے تھے کہ ہمارے جد قدر کے قائل تھے مگر اونکی حدیث نہ چھوڑنی چاہیے (دیکھیے قدری بھی ہین) ابن معین کہتے ہین لیس بشئی اور قدر کی طرف منسوب تھے ابوزرعہ کہتے ہین لین ہین - ابوحاتم کہتے ہین ضعیف الحدیث تھا مگر حدیثین اوسکی لکھی جائینگی اور ہم سمجھتے ہین ان حدیثون کو اوسنے عکرمہ سے سنا - ابوداؤد کہتے ہین پانچ مرتبہ قاضی مقرر ہوا اور اس قابل نہ تھے اونکے پاس بہت سی حدیثین جنمین نکارت ہے (قریب قریب موضوعات) نسائی کہتے ہین وہ حجت نہین دوسری جگہ کہتے ہین وہ قوی نہین - اپنی زوجہ کے پیٹ پر وہ مرا - ابن حبان کہتے ہین وہ قدری تھا اور اوسکا داعی - جو کچھ وہ عکرمہ سے روایت کرتا ہے اوس مین تدلیس کرتا ہے - دارقطنی کہتے ہین وہ قوی نہین - احمد کہتے تھے احادیث اوسکی منکر ہین اور قدری تھا اور تدلیس کیا کرتا حافظہ بہت خراب تھا آخر مین تغیر ہوا اھ ص۱۰۵ جلد ۵

(۴۲) عبد اللہ بن لہیعہ کی روایت مسلم - ابوداؤد - ترمذی - ابن ماجہ سب کے یہان موجود ہے - ۲۲ تابعین سے اسکی ملاقات ہے بخاری کہتے ہین یحیی ابن سعید اسکو کوئی چیز نہ جانتے ابن مہدی سے روایت ہے کہ ہم اوس سے کوئی روایت نہین لیتے نہ قلیل نہ کثیر - مسلم نے بقول دوسرے راوی کے اسکی حدیث لکھی ہے بخاری نے اعتصام مین اور تفسیر سورہ نساء اور طلاق اور چند جگہون پر اوسکی روایت لی ہے وآخر ہیعہ وہو ابن لہیعہ لا شک فیہ یعنی بخاری اوسکا نام نہین لیتے حالانکہ بلاشک وہ ابن لہیعہ ہے (بخاری کی تدلیس ہے) بشر بن سری کہتے ہین کہ اگر تو ابن لہیعہ کو دیکھتا تو کوئی روایت اوس سے نہ لیتا - عبد الکریم بن عبد الرحمان نسائی کہتے ہین وہ ثقہ نہین ہے ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف تھا اوسکی حدیث سے احتجاج نہین ہو سکتا - مسلم کہتے ہین ابن مہدی - یحیی بن سعید - وکیع سب نے اوسکی روایت ترک کردی تھی - یہ اس مضمون کی روایت کرتا ہے کہ آنحضرت کا انتقال ذات الجنب سے ہوا حالانکہ یقینی البطلان ہے کیونکہ صحاح مین اسکے خلاف ہے - اھ

آفت اس حدیث کی ابن لہیعہ سے ہے صـ۲۷۹ـ جلد ۵

(۴۳) عبداللہ بن مروان کی روایت بخاری کی تعلیقات مین ہے مگر مدلس تھا۔ صـ۲۶ـ تہذیب جلد ۶

(۴۴) عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب حرانی کی روایت م-ابوداود ابن ماجہ مین موجود ہے مگر تدلیس کیا کرتا نہ عمر سے ملاقات ہوئی نہ رسول اللہ صلعم سے مگر سب سے روایت کرتا صـ۶۵ـ تہذیب جلد ۶

(۴۵) عبداللہ بن معاویہ کی روایت سنن ابوداود-ترمذی-ابن ماجہ مین موجود ہے مگر مدلس تھا ایکسو دس برس کے سن مین ایک لڑکی سے عقد کیا اوس لڑکی کے مان نے کہا اس سے شبکوا ازالہ بکارت کردیا صـ۳۹ـ جلد ۶

(۴۶) عبداللہ بن ابی نجیح کی روائتین صحاح ستہ مین موجود ہین یہ قدری تھا ذکرہ النسائی فیمن کان یدلس۔ امام نسائی نے اسکو بھی اون لوگون مین داخل کیا ہے جو تدلیس کرتے صـ۵۵ـ تہذیب جلد ۶

(۴۷) عبدالرحمن بن زیاد افریقی۔ بخاری نے ادب مفرد مین۔ سنن ابوداود و ترمذی ابن ماجہ مین اسکی روایت موجود ہے۔ افریقہ کا قاضی تھا۔ عمر بن علی کہتے ہین کہ یحیی اوس سے حدیث نہ کرتا اور یحیی اکی مرتبہ کے اوسکا نام بھی نہ لیا اور کہا اسکے برابر کوئی ضعیف نہین ہشام بن عروہ نے کہا ہمکو اس کے ذکر سے معاف کرو۔ ابوطالب امام احمد سے روایت کرتے ہین کہ وہ کوئی چیز نہ تھا۔ احمد بن حسن ترمذی احمد سے روایت کرتے ہین کہ ہم اوسکی حدیث نہین لکھتے۔ مروزی احمد سے راوی ہین کہ وہ منکر الحدیث ہے جوزجانی کہتے ہین وہ محمود نہ تھا۔ حدیث مین۔ یعقوب بن سلمہ کہتے ہین وہ ضعیف الحدیث تھا صالح بن محمد کہتے ہین منکر الحدیث تھا۔ ترمذی کہتے ہین ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک یحیی قطان وغیرہ نے اوس کو ضعیف کہا۔ نسائی کہتے ہین وہ ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہین کہ وہ موضوعات کی روایت کرتا ہے ثقات سے اور تدلیس کرتا ہے محمد بن سعید مصلوب سے اور حق یہ ہے کہ وہ ضعیف تھا اوسکی روایت مین منکرات جمع ہین جو اکثر صالحین کو عارض ہوجاتا ہے صـ۱۷۳ـ

(۴۸) عبدالرحمان ابن محمد محاربی۔ انکی روایتون سے صحاح ستہ بھری پڑی ہی مگر قال ابو حاتم صدوق اذا احدث عن الثقات ویروی عن المجھولین احادیث منکرۃ فیفسد حدیثہ۔ ابو حاتم کہتے ہین کہ وہ صدوق ہے جب ثقات سے روایت کرے مگر وہ بہت سے مجاہیل سے روایات منکرہ کی روایت کرتا ہے جس سے اوسکی حدیثین فاسد ہو جاتی ہین عثمان دعبدالرحمان کہتے ہین وہ ایسا کچھ نہین ہے عبداللہ بن احمد۔ امام احمد سے روایت کرتے ہین کہ وہ تدلیس کرتا۔ اور ہم جہان تک جانتے ہین اوس نے معمر سے نہین سنا۔ عبداللہ بن محمد عاصم سے روایت کرتے ہین کہ شاید اوس نے سیف بن محمد سے سنا اور تدلیس کیا۔ عجلی کہتے ہین وہ تدلیس کرتا۔ امام احمد نے اوسکی حدیثون پر معمر سے انکار کیا ہے صـ۲۶۶ تہذیب جلد ۷

(۴۹) عبدالجلیل قیسی بصری انکی روایت صحیح نسائی مین ہے مگر مدلس تھے صـ۱۰۳ جلد تہذیب

(۵۰) عبدالملک بن جریح تمامی صحاح ستہ مین انکی روایتین بھری ہوئی ہین سب سے پہلے ہی مصنف کتاب ہین قال الدارقطنی تجنب تدلیس ابن جریح فانہ قبیح التدلیس لا یدلس الا فیما سمعہ من مجروح صـ۴۰۴ جلد ۶ تہذیب

کہا دارقطنی نے کہ ابن جریح کی تدلیس سے پرہیز کرو کہ وہ بہت بری تدلیس کرتا ہے کیونکہ اُسکی تدلیس اون روایتون مین ہوتی ہے جسکو وہ مجروح سے روایت کرتا ہے۔ ابن حبان نے ثقات مین انکا نام لیا ہے مگر کہا یدلس یہ تدلیس کیا کرتا کتاب علی بن مدینی مین ہے کہ یحیی ابن سعید سے دربارہ ابن جریح پوچھا گیا تو کہا وہ ضعیف ہے۔ ہمنے یحیی سے کہا کہ وہ اخبرنی کہتا ہے تو کہا لاشئی کلہ ضعیف وہ کوئی چیز نہین ہے سب ضعیف ہی۔

قال الشافعی استمتع ابن جریح بسبعین امراۃ صـ۴۰۶ جلد ۶ تہذیب

امام شافعی نے جو اسکے شاگرد کے شاگرد ہین کہا ابن جریح نے ستر عورتون سے متعہ کیا[۵] تھا۔ مگر واہ رے اہلسنت کہ اسپر بھی متعہ کو حرام کہتے ہین۔

[۵] رسالہ متعہ مین انکی پوری تفصیل ہے ۱۲ منہ

(۵۱) عبدالملک بن عمر کی روایتین تمامی صحاح ستہ مین موجود ہین مگر تہذیب مین ہے
کہ امام احمد کہتے ہین وہ مضطرب الحدیث ہے حالانکہ روایتین اسکی بہت کم ہین پانچسو سے زائد
نہو وقد غلط فی کثیر منہا مگر اسپر بھی بہت سی حدیثون مین غلطی کیا ابن حبان نے سنہ ولادت
۳۱؁ لکھا ہے بقیہ خلافت عثمان سے اور ۱۳۶؁ وفات وکان مدلساً اسکے ساتھ مدلس تھا
صفحہ ۴۱۲ تہذیب جلد ۶

(۵۲) عبدالوہاب بن الخفاف تعالیق بخاری اور صحیح مسلم اور کتب اربعہ مین انکی
روایت موجود ہے قال النسائی لیس بالقوی عندہم وقال البخاری لیس بالقوی عندہم
صفحہ ۴۵۲

یعنی اہل الحدیث کے نزدیک وہ قوی نہین ہے صالح بن محمد اسدی انکی روایت پر اعتراض
کرتے ہین جو ثور سے بواسطہ مکحول عن ابن عباس روایت کرتا ہے۔ ابن معین کہتے ہین یہ
موضوع ہے عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہین وہ کذاب نہین ہے مگر اس قابل نہین ہے کہ اسپر
اعتماد کیا جائے احمد بن حنبل کہتے ہین ضعیف الحدیث ہے بخاری کہتے ہین وہ روایات ثور
مین تدلیس کرتا ہے۔

بخاری نے ایک روایت مین عطا بلا نسبت لکھا اور بعض نسخون مین عبدالوہاب بن عطا
ہے مگر اسمین نظر ہے صفحہ ۴۵۲ تہذیب جلد ۶

(۵۳) عثمان بن عبدالرحمان طرایفی کی روایتین سنن ابوداود۔ صحیح نسائی۔
ابن ماجہ مین موجود ہے تہذیب التہذیب مین ہے قال البخاری یروی عن قوم ضعاف
ضعیف لوگون سے روایت کرتا ہے۔ یہ مجہول لوگون سے مناکیر کی روایت کرتا ہے بہت
سی عجیب روایتین اسکے پاس ہین۔ یہ عجائب مجہولین کی وجہ سے ہے وفات ۲۰۳؁ ازدی
کہتے ہین وہ متروک ہے۔ ابن نمیر کہتے ہین کذاب ابن حبان کہتے ہین وہ ضعیفون سے
روایت کرتا ہے اور پھر تدلیس کرتا ہے صفحہ ۱۳۵ جلد ۷

(۵۴) عثمان بن احمد عجلی۔ (۵۵) عکرمہ بن خالد بن عاص بن ہشام
بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی کی روایت بخاری۔ مسلم۔ ابوداود۔ ترمذی

نسائی مین موجود نہے۔ بخاری کہتے ہین منکر الحدیث ہے۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہین کہ ابن عباس سے نہین سنا (مگر روایت موجود)
عکرمہ بن خالد ایک دوسرے بھی ہین عکرمہ بن خالد بن سلمہ بن عاص بن ہشام مخزومی ابن معین کہتے ہین لیس بشئ بخاری کہتے ہین منکر الحدیث ہے نسائی کہتے ہین ضعیف ہے صلا جلد ۷
(۵۶) **عطیہ بن سعد عوفی** جنکے حالات مین اسقدر تحقیقات کی گئی انکی روایتین بخاری کے ادب مفرد اور سنن ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔ بخاری کہتے ہین عطیہ۔ ابو ہارون بشر بن حرب برابر ہین ص۲۲۵ تہذیب جلد ۷
(۵۷) **عقبہ بن عبد اللہ** رفاعی انکی روایت ترمذی مین ہے ابن معین کہتے ہین لیس بثقہ۔ عمرو بن علی کہتے ہین وہ ضعیف تھا واہی الحدیث حافظ نہ تھا۔ بہت سے مشہور محدثین سے مناکیر کی روایت کرتا ہے جس سے اونکی موضوعیت ظاہر ہے **السلطان ظل اللہ** کے یہی راوی ہین جو غیر محفوظ ہے ص۲۴۵ جلد ۷
(۵۸) **عکرمہ بن عمار** انکی روایتین تعلیقات بخاری اور صحیح مسلم اور کتب اربعہ مین موجود ہین بخاری کہتے ہین مضطرب الحدیث ہے۔ جو روایتین یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کرتا ہے اوس مین اضطراب ہے۔ اکثر وہم کرتا اور تدلیس بھی وکان کثیر الغلط ص۲۶۳
(۵۹) **علی بن غالب مصری** (۶۰) **علی بن غراب** کی روایتین نسائی و ابن ماجہ مین موجود ہین احمد بن حنبل انکو مدلس کہتے ہین مگر اسکے ساتھ وہ صدوق تھا۔ ابو داؤد کہتے ہین وہ ضعیف تھا لوگون نے اوسکی روایتین ترک کر دی تھین عیسی بن یونس کہتے ہین ہملوگ اوسکو مسدودی کہتے ہین ہم اوسکی حدیثین نہین لکھتے ہین۔ نسائی کہتے ہین وہ تدلیس کیا کرتا۔
امام خطیب کہتے ہین ہمارے خیال مین سبب طعن اسوجہ سے ہے کہ وہ شیعہ تھا

کیونکہ سب نے اوسکو وصف کیا ہے ساتھ صدق کے حسین بن ادریس نے محمد بن عبد اللہ بن عمار سے پوچھا کہ علی بن غراب کیسا ہے کہا صاحب حدیث تھا اور بصیر۔ ہمنے کہا تمنے ضعیف نہین کہا تھا۔ کہا وہ شیعہ تھا (یہی وجہ ضعف ہے) اور ہم کسی بصیر بالحدیث کی روایت نہین چھوڑتے جب تک وُہ متشیع نہو۔ اور راوس سے نہین روایت کرتے جو بصیر بالحدیث نہو اگرچہ وہ افضل ہو فتح سے ابن خالع کہتے ہین وہ کوفی شیعہ تھا صـ۳۷۲ جلد ۷

(۶۱) عمر بن علی مقدمی تمامی صحاح ستہ مین انکی روایتین موجود ہین۔ ابن معین کہتے ہین وہ تدلیس کرتا تھا ہمنے اوس سے کچھ نہین لکھا کان یدلس تدلیسا شدیدا صـ۴۸۶ جلد ۵۔

(۶۲) عمرو بن عبد اللہ ابو اسحاق سبیعی۔ انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین نہایت مقدس راوی ہین جتنی احادیث فضائل صحابہ مین وارد ہین سب کے گویا یہی راوی ہین۔ دو برس باقی تھا خلافت عثمان مین کہ یہ پیدا ہوا مگر عثمان و جناب امیر سے روایت کرتا ہے۔ شمر بن ذی الجوشن اور عمر بن سعد سے بھی روایت کرتا ہے مگر بجائے شمر ذی الجوشن کا نام لیتا ہے افسد حدیث اهل الکوفۃ الاعمش و ابو اسحاق یعنی للتدلیس صـ۶۷ جلد ۸

بوجہ تدلیس اعمش اور ابو اسحاق نے تمامی اہل کوفہ کی حدیثون کو فاسد کر دیا مگر خود ابن حجر لکھتے ہین کہ لوگون نے سچا مانکر انکی روایتین قبول کی ہین۔ تفصیلی حالات کیلئے تنقید بخاری جلد ۵ ملاحظہ ہو اور الآل والاصحاب حصہ دوم صـ۲۴۸

(۶۳) عیسی بن موسی المعروف بغنجار من اہل بخارا انکی روایتین تاریخ بخاری اور ابن ماجہ مین موجود ہے تہذیب التہذیب جلد ۸ صـ۲۳۲ مین ہے۔

یروی عن المجاهیل والکذابین اشیاء کثیرۃ حتی غلب علی حدیثہ المناکیر یعنی مجہولون اور کذابون سے روایت کرتا ہے بہت سی احادیث یہانتک

کہ اسکی حدیثون پر غالب آگیا مناکیر کیونکہ وہ بہت روایت کرتا ہے ضعفا اور متروکین سے اوسکی روایتون مین احتیاط کرنی لازم ہے امام حاکم کہتے ہین کہ وہ سوا ایسے مجہولون سے جو نہین پہچانے جاتے اون سے بہت سی منکر حدیثین روایت کی ہین بخاری نے انکی حدیثین روایت کی ہین وہ تدلیس کرتے تھے ثقات سے دارقطنی کہتے ہین وہ لاشی ہین بیہقی کہتے ہین اوس مین ضعف تھا۔

(۴۷) قتادہ تابعی مشہور ان کا حال مودۃ القربی مین تفصیل سے لکھا گیا ہی یہ بڑے راوی تفسیر مین یہ خلقی اندہے تھے انکی روایتین تمامی صحاح ستہ مین موجود ہین کان یرمی بالقدر یہ قدریہ تھے۔ علی بن مدینی کہتے ہین ہمنے یحیی بن سعید سے کہا کہ عبدالرحمن کا گمان ہے کہ وہ کسی ایسے راوی سے نہین کرتے جو بدعتی ہو اور بدعیون کا سردار تو کہا پھر قتادہ۔ ابن ابی داود عمر بن ذر کو کیا کرو گے اور اسی طرح چند داعیان بدعت کا نام لیا تو کہا اگر ہم انکو چھوڑ دین تو بہت سے لوگونکو چھوڑنا پڑیگا شعبہ کہتے ہین کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے نہین سنا ملک اوسکے بیٹے ابی حرب سے سنا تھا۔ یہ حدیث قتادہ کی اس سے کہ عورت بھی خواب مین محتلم ہوتی ہے صحیح نہین ہے وکان مدلسا علی قدر فیہ۔ یعنی قتادہ مدلس تھا اور قدری بھی تھا قال ابوداؤد حدث قتادہ عن ثلاثین رجلا ولم یسمع منہم صفحہ ۳۵۶ تہذیب التہذیب جلد ۸

یعنی ابوداؤد کہتے ہین قتادہ نے ایسے تیس شخصون سے روایت کی جنسے نہین سنا علی بن المدینی بضعف احادیث قتادہ عن سعید ابن المسیب تضعیفا شدیدا۔ یعنی علی بن مدینی اون روایتونکی بہت تضعیف کرتے تھے جو قتادہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے تھے۔

(۴۸) مبارک بن فضالہ بن ابوامیہ غلام ہین زید بن الخطاب برادر خلیفہ دوم کے انکی روایتین بخاری۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ سب کتابون

مین موجود ہین کان المبارکؒ یدلس امام احمد بن حنبل کہتے ہین یہ تدلیس کرتا تھا۔
ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف تھا امام ابو زرعہ کہتے ہین یدلس کثیرا وہ بہت
تدلیس کرتا تھا قال ابن حبان کان یخطی، ولم یکن بالحافظ فیہ ضعف
یحیی بن معین یقول مبارکؒ قدری۔ قال العجلی کتبت حدیثہ ولیس
بقوی جائز الحدیث لم یسمع من انس شیئا کان یرسل عنہ ص۳۱ جلد ۱۰
تہذیب

ابن حبان کہتے ہین وہ حدیث مین خطا کرتا تھا۔ حافظ نہین تھا وہ ضعیف تھا یحیی بن
معین کہتے ہین وہ قدری تھا۔ عجلی کہتے ہین وہ قوی نہین ہے جائز الحدیث ہے
انس سے کچھ نہین سنا اور بطریق ارسال روایت کرتا ہے۔

(۶۶) **محرز بن عبداللہ** یہ ہشام بن عبدالملک کے غلام ہین بخاری اور ابن ماجہ
اس سے روایت کرتے تھے کان یدلس یہ تدلیس کیا کرتا تھا ص۵۷ تہذیب جلد ۱۰

(۶۷) **محمد بن اسحق** صاحب مغازی علم مغازی کے یہ پہلے مصنف ہین بخاری
مسلم سب نے انکی روایت لی ہے۔ ہشام بن عروہ کہتے ہین یہ ہماری زوجہ فاطمہ
بنت المنذر سے روایت کرتا ہے حالانکہ قسم بخدا اوسکو کبھی دیکھا بھی نہین امام مالکؒ
کہتے ہین دجال من الدجاجلۃ یہ بھی ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے مصعب
کہتے ہین کہ علاوہ حدیث کے اور بھی انپر طعن کیا گیا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے
ہین کہ محمد بن اسحق پر الزام قدر کا بھی لگایا جاتا ہے حالانکہ وہ اس سے دور تھا
وانما الی من اتہ یحدث عن المجہولین احادیث باطلۃ۔ یعنی جو کچھ آفت ہے
اون احادیث پر جو مجہولون سے روایت کرتا ہے احادیث باطلہ سے امام احمد
کہتے ہین کہ جس روایت کا تنہا وہ راوی ہو نہ قبول کی جائے احمد کے سامنے اسکا
ذکر ہوا تو کہا وہ حدیث کا شایق تھا لوگون کی کتابون کو اپنی کتابون مین ملا لیتا
اور اوس سے حدیث کرتا کان ابن اسحق یدلس ابن اسحق تدلیس کرتا تھا۔
قال ابو عبداللہ قدم ابن اسحق بغداد فکان لایبالی عمن یحکی عن

الکلبی وغیرہ - وہ بغداد آیا تو اسکی پروانہ کرتا کہ کس سے روایت کرتا ہی کلبی وغیرہ سب سے حدیث نقل کرتا -

یہی الزام تھا عطیہ عوفی پر کہ وہ کلبی سے روایت کرتا محمد بن اسحق امام المغازی بھی اوسکا شریک نکل آیا قال لم یکن یحتج بہ فی السنن امام احمد بن حنبل کہتے ہین وہ اس قابل نہین ہے کہ احکام مین اوس سے استدلال کیا جاے ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف ہے قوی نہین ہے میمونی ابن معین سے روایت کرتے ہین کہ وہ ضعیف تھا اور امام نسائی نے کہا کہ قوی نہ تھا - اس نے ایک جماعت اہل مصر سے ایسی حدیثین روایت کین کہ دوسرون نے اون سے نہین لیا مغازی کی طرف اسی نے توجہ دلائی ابن مدینی کہتے ہین بڑا عیب اسمین یہ تھا کہ وہ اہل کتاب یہود و نصاری سے حدیثین لیا کرتا ہشام اور مالک اسکی قدح کرتے سب سے بڑا عیب اس مین یہ تھا کہ غزوات رسول کے حالات مین وہ یہود کی اولاد سے حدیثین لیتا غزوہ خیبر کے حالات اوس نے یہود سے اخذ کیا ہے صہ ۴۵ جلد ۹ تہذیب

(۶۰) **محمد بن اسمعیل بخاری** صاحب الصحیح ذکرہ ابن مندہ ابن مندہ نے امام بخاری کو بھی اون لوگون مین ذکر کیا ہے جو تدلیس کرتے تھے مگر صاحب کتاب کہتے ہین یہ صحیح نہین ہے مگر حالات اوسکے جو علماے رجال نے لکھے ہین وہ کافی ہین اونکی تدلیس پر یہ اسپر جو اعتراض امام مسلم کو تھا اوسکی تصریح کتاب صحیح مسلم مین موجود ہے تہذیب التہذیب مین ہے کہ امام مسلم نے ان سے اپنی صحیح مین نہین روایت کیا ہے امام نسائی سے کسی نے علاء اور سہیل کے بارے مین سوال کیا تو کہا وہ بہتر ہے فلیح سے باوصف انکے اون دونون کی کتاب بہتر ہے

کتاب صحیح بخاری سے "

پہلے تو یہ مشہور تھا کہ امام شافعی اصح الکتب موطا امام مالک کو کہتے تھے اور علماء مغرب صحیح مسلم کو افضل جانتے تھے صحیح بخاری سے مگر اب یہ تیسرا قول نکلا کہ

کتاب **علاو سہیل** اجود ہے کتاب صحیح بخاری سے۔
یہان بھی پھر وہی بڑ ہے کہ امام بخاری کہتے ہین کہ ہمنے جس کسی حدیث کو اسمین
لکھا تو اوسکے قبل غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھی جسکی حقیقت تنقید بخاری جلد ۲
اور جلد ۵ مین کھول کر دکھائی گئی ہے۔

قال صالح جزرۃ قال لی ابو زرعۃ الرازی یا با علی نظرت فی کتاب
محمد بن اسمعیل ھذا اسماء الرجال یعنی التاریخ فاذا فیہ خطاء کثیر۔
یعنی امام ابو زرعہ رازی کہتے ہین کہ ہمنے بخاری کی تاریخ کو دیکھا تو اوسمین خطا ر
کثیر ہے صـ۵۵ تہذیب التہذیب جلد ۹

تدلیس مین ان کا خاص درجہ ہے چنانچہ سابقًا عبد اللہ ابن ابی لہیعہ کے
بارہ مین مرقوم ہوا کہ بخاری انسے روایت کرتے ہین مگر نام نہین لیتے اور یہی تدلیس
ہے کہ راوی کا نام حذف کردین یا ایسے عنوان سے نام لین کہ معلوم نہ ہوسکے۔

(۶۹) **محمد بن حسین بخاری** ان سے بخاری نے چار حدیثین لی ہین بخاری
سنن ابوداؤد سنن نسائی مین انکی روایت موجود ہے مگر مدلس تھے صـ۱۲۱ جلد ۹

(۷۰) **محمد بن حازم ضریر اعمی** اسکی روایتین تمامی صحاح ستہ مین موجود ہے
ابو معویہ ان کی کنیت ہے عبداللہ بن احمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
حدیث اعمش مین مضطرب ہے مذہب اسکا ارجا تھا یعنی مرجی تھا وہ مدلس کان
رئیس المرجیۃ بالکوفۃ کان حافظًا متقنا ولکنہ کان مرجیا خبیثا ر
کان ثقۃ کثیر الحدیث یدلس وکان مرجیًا کان یدعوالیہ صـ۱۳۹ تہذیب
جلد ۹
اکثر تدلیس کرتا مرجی تھا مرجیہ کا رئیس تھا اس مذہب کی طرف لوگون کو دعوت
کرتا مرجی خبیث تھا حدیثین بہت بیان کرتا مگر اوسمین تدلیس کرتا۔

(۷۱) **محمد بن شہاب زہری** المشہور المقبول قولہ عند الائمۃ امام
زہری مشہور امام ہین اون کا قول تمامی ائمہ کے نزدیک مقبول ہے مگر آہ بڑے

مدلس تھے تہذیب التہذیب میں ہے صہ۴۵۱

پورا نام انکا محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قریشی زہری ہے جنکے فضائل و مناقب سے کتابین بھری ہوئی ہین تابعین عظام سے ہین عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن جعفر وغیرہ صحابی سے روایت کرتے ہین ان کا لقب فقیہ و عالم حجاز و شام ہے احد الائمۃ الاعلام۔ تمامی صحاح ستہ انکی حدیثون سے بھری ہوئی ہین ولادت ۵۱ھ ہے اور وفات ۱۲۴ھ ہین۔

خود بخاری کہتے ہین دو ہزار حدیثون کے راوی ہین اور ابو داؤد ہزار دو سو حدیث بتاتے ہین النصف منہا مسند وقدر مائتین من غیر الثقات۔

یعنی ہزار حدیث تو مسند ہے اور دو سو حدیثین غیر ثقات سے ماخوذ ہین امام احمد کہتے ہین کہ زہری نے ابن عمر کو نہ دیکھا نہ کچھ اون سے سنا اسی طرح عبد اللہ بن جعفر کو بھی نہ دیکھا نہ اون سے کچھ سنا ذہلی کہتے ہین مسعود بن الحکم سے بھی نہین سنا اور ابو حاتم کہتے ہین حصین بن عبد اللہ سالمی سے بھی نہین سنا مگر سب کی روایتین ان کے یہان موجود ہین یحیٰی بن سعید زہری اور قتادہ کے ارسال کو کوئی چیز نہین سمجھتے اور کہتے وہ تو بمنزلہ ریح کے تھے صہ۴۵۱ جلد ۹ التہذیب

(۱۷) **محمد بن صدقہ** سے امام نسائی روایت کرتے ہین یہ بھی مدلس تھے۔

(۲۷) **محمد بن عبد الرحمن الطیفاری** ان کی روایت بخاری ابو داود ترمذی نسائی سب کے یہان موجود ہے قال ابو زرعہ منکر الحدیث قال ابو حاتم الرازی ایضًا ضعیف الحدیث صہ۳۰۹ جلد ۹

امام ابو زرعہ کہتے ہین منکر الحدیث ہے ابو حاتم رازی کہتے ہین وہ ضعیف الحدیث ہے۔ علاوہ تدلیس کے یہ سب صفات بھی انمین جمع تھے۔

(۳۷) **محمد بن عجلان المدنی** تاریخ بخاری و مسلم و کتب اربعہ مین انکی روایت موجود ہین علاوہ اور صفات کے یہ صفت بھی ان مین تھی قدم مصر

وصار الی الاسکندریۃ فتزوج بہا امرءۃ فاتاہا فی دبرہا فشکتہ الی اہلہا فشاع ذلک فصاحوا بہ فخرج منہا وتوفی بالمدینۃ سنۃ ثمان و واربعین ص۲۲۲ جلد ۹ تہذیب

کہ یہ مصر تشریف لے گئے وہان سے اسکندریہ گئے تو ایک عورت سے نکاح کیا اور اوسکے ساتھ وطی فی الدبر کا عمل کیا (پھر کیون نہ صحیح بخاری مین اس مضمون کی حدیثین لائی جائین) جبکی اوس عورت نے شکایت کی تو یہ خبر تمام شایع ہوئی آخر وہان سے نکلکر بھاگے اور مدینہ آئے جہان ۱۴۸ھ مین وفات کی۔

وطی فی الدبر

(۷۴) محمد بن عبد الملک واسطی کی روایت ابوداؤد ابن ماجہ کے یہان موجود ہے قال ابو داؤد لم یکن بحکم العقل ص۳۱۷ جلد ۹

کہ عقل انکی محکم نہ تھی تدلیس کے علاوہ یہ صفت بھی تھی۔

(۷۵) محمد بن عیسی بن سمیع انکی حدیث سنن ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ مین موجود ہے یہ غلام تھے معویہ کے وقد انکر علیہ حدیث مقتل عثمان وہو فی کتابہ عن اسمعیل بن یحیی بن عبید اللہ احد الضعفاء عن ابن ابی ذیب فرواہ علی سبیل التدلیس ص۱۳۴ جلد ۲ میزان الاعتدال

روایت تو کرتے ہین ضعیف سے مگر اوسمین تدلیس کرتے ہین۔

تہذیب مین ہے قال عثمان الدارمی عن دحیم لیس من اہل الحدیث وہو قدری کہ عثمان دارمی کہتے ہین وہ اہلحدیث سے نہ تھا بلکہ قدری تھا ص۳۹۲ جلد ۹

(۷۶) محمد بن عیسی بن الطباع انکی روایتین بخاری کی مولفات اور سنن ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ کے یہان موجود ہین ابوداؤد کہتے ہین قریب چالیس ہزار حدیثین اسکو حفظ تھین۔ کان ربما دلس اکثر تدلیس کیا کرتا بخاری نے اوس سے چھ حدیثین روایت کی ہین ص۳۹۴ جلد ۹

(۷۷) محمد بن محمد باغندی کنیت ابوبکر باغندی ہے کان مدلسا وفیہ شئ یہ مدلس تھا اور بھی کچھ اس مین تھا ابن عدی کہتے ہین یہ تو نہین کہہ سکتے ہین

کہ محمد آگے سب بولتا تھا لکنہ خبیث التدلیس ومصحف ایضاً میزان الاعتدال صفحہ ۱۴۲

مگر خبیث التدلیس تھا اور تصحیف بھی کرتا

(۷۸) **محمد بن مسلم ابو الزبیر المکی** ان کی روایتون سے صحاح ستہ مملو ہین بڑے بڑے صحابہ سے راوی ہین امام احمد بن حنبل اسکی تضعیف کرتے ای کانہ یضعفہ وھو لا یحسن ان یصلی یعنی یہ درست نماز بھی نہ پڑھ سکتا تھا نعیم بن حماد کہتے ہین کہ ہشیم نے کہا ہمنے سنا ابو الزبیر سے تو امام شعبہ نے ہماری کتاب کو پھاڑ ڈالا شعبہ سے کسی نے پوچھا کہ تمنے ابو الزبیر کی حدیثین کیون ترک کر دین تو کہا ہمنے دیکھا کہ وہ وزن کر رہا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ رہا یحیی سے روایت ہے کہ اوس نے ابن عمر کو نہین دیکھا تھا (مگر اوس سے روایت کرتا تھا) شعبہ کہتے ہین کہ ہم ابو الزبیر کے پاس تھے کہ ایک شخص نے کچھ سوال کیا اس نے رد کر دیا تو جھوٹ اوسپر ایک افترا کر دیا ہمنے پوچھا تمنے یہ کیا تو کہا اس نے ہمکو غصہ دلایا تو ہمنے کہا جو تمکو غصہ دلائے اوسپر افترا کروگے اب ہم تمسے کچھ نہ روایت کرینگے اس نے ابن عباس کو بھی نہین دیکھا نہ عائشہ سے کچھ سنا نہ عبد اللہ بن عمر کو دیکھا صفحہ ۴۴۲ جلد ۹ تہذیب

(۷۹) **مروان بن معاویہ فزاری** ان کی روایتین بھی صحاح ستہ مین موجود ہین علی بن ابی الولید کہتے ہین واللہ ما رایت احیل للتدلیس منہ یعنی قسم بخدا اس سے بڑھکر کوئی نہ تھا جو تدلیس میں حیلہ کرتا عن ابی داؤد قال کان یقلب الاسماء وقال ابن ابی خیثمہ کان مروان یغیر الاسماء کان یحدثنا عن الحکم بن خالد بن ابی الحکم وانما ھو حکم بن ظھیر قال ابن معین وجدت بخط مروان وکیع رافضی فقلت لہ وکیع خیر منک فسبنی وقال الذھبی کان بہ عالماً لکنہ یروی عمن دب ودرج وکان فقیراً ذا عیال فکانوا یبرون لیعنی الذین یروی عنھم کانہ یحابیھم صفحہ ۹۸ جلد ۱۰ تہذیب

علی بن مدینی کہتے ہین کہ جو کچھ وہ روایت کرتا ہے معروفین سے اوس مین وہ ثقہ ہے اور جو کچھ مجہولین سے کرتا ہے اوس مین ضعیف ہے ابن نمیر کہتے ہین کہ گگی کو جو ہین جس سے ملاقات ہوجاتی اوسکی روایت یاد کرلیتا ابو حاتم کہتے ہین وہ سچا ہے مگر بہت سے مجہول شیوخ سے روایت کرتا ہے لہذا اس مین جو عیب ہے وہ ظاہر ہے لیس بشی کوئی چیز نہین ہے ابن ابی داؤد کہتے ہین کہ یہ نامون کو اولٹ دیتا ہے ابن معین کہتے ہین یہ نامون کو بدل دیتا ہے جس سے راویونکو معلوم نہو سکے کس سے روایت ہے حکم بن خالد سے روایت کرتا ہے حالانکہ وہ حکم بن ظہیر ہے ابن معین کہتے ہین کہ ہمنے اسکے خط سے لکھا پایا کہ وکیع رافضی ہے تو ہمنے کہا وکیع تجھسے بہتر ہے تو اوس نے ہمکو گالی دی ذہبی کہتے ہین عالم تو تھا مگر ایسے لوگون سے روایت کرتا جنکا کوئی حساب نہین۔ یہ فقیر تھا اور عیال دار تو جن لوگون سے یہ روایت کرتا رہتا اسکی امداد کرتے گویا کہ وہ روایت کرنیکا صلہ دیتے۔

دیکھئے عطیہ عوفی پر صرف یہی الزام تھا کہ وہ کلبی کا نام بدلکر ابو سعید کہتا اور روایت کرتا اور یہان تو نہ معلوم کتنے لوگون کے نامون کو یہ شخص بدل دیتا ہے مگر با اینہمہ اوسکی روایت صحاح ستہ مین موجود ہے۔

(۸۰) مسلم صاحب صحیح انکو ابن منذر نے مدلسین مین لکھا ہے مگر یہ صحیح نہین ہے یہ جلیبی بکلی رد کی ہے اور وہ حکم ابن مندہ ہے اب جو لوگ جلالت قدر ابن مندہ سے واقف ہین وہ سمجھتے ہین کہ اون کا حکم کیسا ہے۔

ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب مین لکھتے ہین کہ صحیح مسلم کو وہ درجہ ملا جو کسی کو نہین ملا یہانتک کہ اکثر لوگ اوسکو صحیح بخاری پر بھی تفضیل دیتے ہین کیونکہ یہ حدیث کے سب طرق کو یکجا جمع کرتے ہین اور سیاق عمدہ سے لکھتے ہین اور ادائے الفاظ پر محافظت کرتے ہین بغیر اسکے کہ اوسکو قطع کرین اور روایت بالمعنی کرین بخاری مین یہ سب صفتیں جمع نہین) بہت سے علمائے نیشاپور نے اس روش پر کتابین لکھین

مگر یہ درجہ کسی کو نہین ملا تو خدا ہی ہے جو جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

انکے سبب موت مین یہ لکھا ہے کہ مجلس مذاکرہ مین ایک حدیث ان سے پوچھی گئی جسکو وہ نہ بتا سکے تو گھر آئے اور اوسکی تلاش کرنے لگے ایک شخص نے ایک طبق خرمون کا رکھا وہ کھائے جاتے اور تلاش کرتے جاتے یہانتک کہ ادہر خرما تمام ہوا ادہر وہ حدیث ملگئی اسی سے انکی موت ہوی ص۱۲۷ جلد ۶ تہذیب۔

یہ بھی عجب بات ہے کہ یہ شاگرد ہین بخاری کے مگر ایک روایت بھی اون سے صحیح مین نہ لی مسلم کے شاگرد ترمذی ہین اونھون نے بھی صرف ایک حدیث انکی ترمذی مین لکھی۔

(۸۱) **مغیرہ بن مقسم ضبی** انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین تہذیب التہذیب مین ہے کان یدلس فلما نکتب عنہ الا ما قال حدثنا ابراہیم وکان عثمانیا یعنی بڑا مدلس تھا ہم اس سے حدیثین نہ لیتے جبتک نہ کہتا حدثنا ابراہیم۔ مذہب اسکا ناصبی تھا عثمانی تھا دشمن جناب امیر ابن حبان کہتے ہین مدلس تھا اسمٰعیل قاضی کہتے ہین وہ قوی نہ تھا جس سے سنا تھا اوس مین بھی تدلیس کرتا چہ جائیکہ جس وقت وہ بلا سند بطور ارسال حدیث کرے ص۲۷۰ تہذیب التہذیب جلد ۱۰!

(۸۲) **محمد بن مصفی بن بہلول حمصی** انکی روایتین سنن ابو داود۔ نسائی ابن ماجہ کے یہان موجود ہے قال صالح بن محمد کان مختلط ارجوا ان یکون صدوقا وقد حدث باحادیث مناکیر۔ صالح بن محمد کہتے ہین اسکو اختلاط ہو گیا تھا اور بہت سی منکر حدیثون کا راوی ہے ابو زرعہ دمشقی کہتے ہین کہ یہ تدلیس کرتے تھے تدلیس بسویہ ص۴۶۱ جلد ۹ تہذیب

(۸۳) **مطلب بن عبد اللہ مخزومی**۔ انکی روایتین سنن ابو داود اور کتب اربعہ مین موجود ہے عائشہ سے روایت کرتے ہین حالانکہ اون سے ملاقات نہین ابن سعد کہتے ہین بڑے راوی حدیث ہین جسپر مطلب نے تعقب کیا اور کہا عمر نہین بلکہ ابن عمر سے سنا ہوگا زبیر بن بکار کہتے ہین وجوہ قریش سے تھے ابو زرعہ کہتے ہین حدیثین

اونکی ابوبکر و سعد سے سب مرسل ہین ص۱۷۹ جلد ۱ تہذیب

(٨٤) شعیب ابن سعید میزان الاعتدال مین ہے حدث عن الثقات بالمناکیر ویصحف وھو حرانی ص۴۳۶ جلد ۲

یعنی ثقہ لوگون سے یہ منکر روایتین نقل کرتا ہے اور یہ حرانی تھا۔

(٨٥) مکحول دمشقی ان سے بخاری جزء القراءۃ مین اور مسلم اور کتب اربعہ مین انکی روایت موجود ہے امام اہل الشام تھے کان یری القدر مگر مذہب ان کا قدری تھا۔ قال ابن حبان فی الثقات ربما دلس قال ابوبکر البزار روی مکحول عن جماعۃ من الصحابۃ عن عبادہ وام الدرداء وحذیفہ وابو ہریرہ وجابر ولم یسمع منہم وانما ارسل عنہم ص۲۹۲ جلد ۱۰

یعنی اکثر تدلیس کرتا ہے اور مکحول نے بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے۔ قتادہ۔ ام الدرداء۔ حذیفہ۔ ابوہریرہ۔ جابر سب سے روایت کرتا ہے اور کسی کو نہین دیکھا بطور ارسال روایت کرتے ہین۔

(٨٦) موسی ابن عقبہ اسدی آل زبیر کے غلام تھے انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین کتاب مغازی کے یہ مولف ہین ولم یکن بالمدینۃ اعلم بالمغازی عنہ ان سے بڑھکر کوئی شخص عالم علم مغازی مدینہ مین نہ تھا سمعت ابن معین یضعفہ یعنی ابن معین اسکی بعض روایتون مین تضعیف کرتے اسمعیلی کہتے ہین موسی بن عقبہ نے زہری سے کچھ نہین سنا مگر سب سے روایت کرتا ہے ص۳۶۲ جلد ۱۰

(٨٧) میمون بن ابی شبیب ربعی بخاری ادب مفرد مین مسلم مقدمہ مین اور سب اس سے روایت کرتے ہین ابن معین کہتے ہین وہ ضعیف تھا ابن خراش کہتے ہین جناب امیرؑ سے اس نے کچھ نہین سنا ترمذی اسکی حدیث کو صحیح کہتے ہین ص۳۴۹ تہذیب

(٨٧) میمون بن مہران مرائی۔ ظفر الامانی مین مرائی لکھا ہے مگر تہذیب التہذیب مین جزری ابوایوب رقی لکھا ہے انکی تعریف مین لکھا ہے کان

یحمل علی علیؓ جناب امیرؑ کا دشمن تھا ان کا بیان ہے کہ پہلے ہم جناب امیرؑ کو افضل کہتے تھے مگر عمر بن عبد العزیز نے جب کہا ایھما احب الیک رجل اسرع فی المال او رجل اسرع فی سفک الدماء قال فرجعت ۔ کہ جس شخص نے مال مین زیادتی کیا وہ بہتر ہے یا جس نے خونریزی مین تو ہم اس عقیدہ سے باز آئے کہ جناب امیرؑ افضل ہین۔ عمر بن عبد العزیز کی طرف سے یہ جزیرہ کے خراج پر مقرر تھے اور اوسکے قاضی تھے۔ اسی وجہ سے مذہب بھی اون کا قبول کرلیا۔
انکی روایتین بخاری مسلم سب کے یہان موجود ہین۔

ہان حرانی ایک دوسرے شخص ہین جنکا نام میمون بن موسی حرانی ہے انکی روایتین ترمذی ابن ماجہ کے یہان موجود ہے لکنہ یدلس یہ بھی تدلیس کرتے امام نسائی کہتے ہین قوی نہین ہے ابن حبان نے ضعفا مین ذکر کیا ہے ساجی کہتے ہین یہ تدلیس کیا کرتا ص ۳۹۲ ص ۳۹۴

(۸۹) ہشام بن عروہ بن زبیر حضرت زبیر کے پوتے ہین ابو المنذر انکی کنیت ہے جس سال جناب امام حسینؑ کی شہادت ہوئی اوسی سال انکی ولادت ہے تمامی علمائے اہلسنت کے سرآمد ہین صحاح ستہ مین انکی حدیثین درج ہین امام مالک کا بیرضا انکو ناپسند کرتے یہ تین مرتبہ کوفہ آئے پہلے تو کہا میرے باپ نے عائشہ سے روایت کیا ہے دوسری مرتبہ کہا اخبرنی ابی عن عائشہ تیسری مرتبہ کہا میرے باپ عائشہ سے بیان کرتے ہین۔ ہشام بن عروہ نے جو حدیث ام زرع کو بیان کیا جو صحیح بخاری مین ہے سات عورتون کا قصہ تو ابو الاسود یتیم عروہ نے سال بھر اوس سے کلام نہ کیا۔ ابو الاسود اس حدیث سے بہت تعجب کرتے تھے بلکہ اکثر اوقات سال سال بھر اوس سے کلام نہ کرتے اور کہتے بجز ہشام کسی نے اس حدیث کو رفع نہین یعنی رسول اللہ سے اسکی روایت نہ کی ابو الحسن بن قطان کہتے ہین قبل موت اسکو تغیر عارض ہوا مدینہ والونے اسکی روایت کو چھوڑ دیا تھا کیونکہ جن روایتونکو اوس نے دوسرے لوگون سے

سنا تھا جسکو اپنے باپ کی روایت صفحہ ۴۳ جلد ۱۱

(۵۰) ہشیم بن بشیر انکی روایتین بھی صحاح ستہ مین داخل ہین ابو معاویہ انکی کنیت ہے اصل مین یہ بھی بخارا کے رہنے والے ہین عجلی کہتے ہین وہ تدلیس کرتا تھا ابن سعد کہتے ہین کثیر الحدیث ہے۔ یدلس کثیرا۔ اکثر تدلیس کرتا قال الحربی کان یحدث بالمعنی یہ حدیث بالمعنی کرتے تھے یعنی الفاظ حدیث کو بدلکر اپنے الفاظ مین بیان کرتے امام احمد بن حنبل کہتے ہین ہشیم نے یزید بن زیاد سے سنا نہ عاصم بن حبیب سے۔ نہ لیث بن ابی المشرق سے نہ موسی جہنی سے نہ محمد بن جحادہ سے نہ حسن بن عبید اللہ سے نہ ابی خلدہ سے نہ سیار سے نہ علی بن زید سے وقد حدث عنہم مگر سب سے روایت کرتے ہین۔ ابن المبارک کہتے ہین ہمنے ہشیم سے پوچھا تم تدلیس کیون کرتے حالانکہ تمکو حدیثین بہت یاد ہین تو ہشیم نے کہا دو بڑے لوگون نے تدلیس کی ہے اعمش۔ سفیان۔ امام حاکم کہتے ہین کہ شاگردان ہشیم نے اتفاق کرلیا کہ اسکی اون حدیثون کو نہ لین جسمین وہ تدلیس کرتا ہے۔ اس مطلب کو ہشیم سمجھ گیا تو اب یون بیان کرنا شروع کیا ہمسے حصین مغیرہ نے بیان کیا جب فارغ ہوئے تو کہا آج تو ہمنے تدلیس نہین کیا لوگون نے کہا نہین تب اوس نے کہا ایک حرف بھی مغیرہ سے نہین سنا اور ہمنے جو کہا حدث حصین تو مطلب یہ ہے کہ اوس سے سنا تھا۔ رہا مغیرہ تو وہ غیر مسموع ہے میرے لئے آخر مین تغیر ہو گیا تھا ابن حبان کہتے ہین کان مدلسا وکل شیء عن جابر الجعفی مدلس الا حدیثین صفحہ ۶۲ جلد ۱۱

یعنی مدلس تھا اور جابر جعفی سے جو کچھ روایت کیا سب مین تدلیس ہے مگر دو حدیثین ہین۔

اب اس سے بڑھکر کون تدلیس ہوسکتی ہے کہ جب شاگردون نے سمجھا کہ یہ تدلیس کرتا ہے تو اس نے ایسی تدلیس کی کہ کسی کو پتہ نہ چلا۔

ہان عطیہ عوفی پر یہ الزام ہے کہ وہ کلبی کی کنیت ابو سعید قرار دیکر اوس سے روایت

کر دیے تو ہشیم بن بشیر اسمین بھی اوسکے ہم پایہ ہو گئے قال یحیی بن معین لم یلق ابا اسحاق السبیعی وانما کان یروی عن ابی اسحق الکوفی وھو عبد اللہ بن میسرہ وکنیتہ ابو عبد الجلیل فکناہ ھشیم کنیۃ اخری۔ یعنی ابو اسحاق سبیعی سے روایت کرتا ہے ابو اسحق کوفی سے جسکا نام عبد اللہ بن میسرہ تھا اور کنیت ابو عبد الجلیل اس نے دوسری کنیت مقرر کی اور اوسی کنیت سے روایت کرتا پھرتا ہے عطیہ عوفی کی تدلیس سے اسکی تدلیس بڑھ گئی یا نہین۔

(۹۱) **ولید بن مسلم دمشقی** انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین یہ بنی امیہ کے غلام تھے اور کہا گیا ہے کہ اہنی عباس کے غلامون سے تھے عالم شام ان کا لقب تھا۔

مروزی کہتے ہین کہ ولید کثیر الخطا تھا ابن معین کہتے ہین وہ احادیث اوزاعی کو ابی السفر سے لیتا ہے اور وہ کذاب تھا۔ ولید بن مسلم حدیث اوزاعی کو کذابین سے لیتا پھر تدلیس کرتا۔ دار قطنی کہتے ہین وہ ارسال کرتا وکانت لہ منکرات بہت سی حدیثین اسکی منکر ہین (صفحہ ۱۵۵ جلد ۱۱ تہذیب

(۹۲) **ولید بن مسلم عنبری** انکی روایتین بخاری کے جزء القراءۃ اور صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد وسنن نسائی مین موجود ہے اور مدلس تھے۔

(۹۳) **لاحق سدوسی** میزان الاعتدال مین ہے کان کذابا افاکا منتہ یعنی بڑا کاذب افاک تھا ابن معین کہتے ہین مضطرب الحدیث تھا ایسی حدیثین روایت کرتا کہ اوس سے معلوم ہوتا وہ شیعہ ہے پھر ایسی حدیثین روایت کرتا کہ معلوم ہوتا وہ ناصبی ہے صفحہ ۱۷۲ جلد ۱۱ تہذیب۔

(۹۴) **یحیی ابو جناب کلبی** نام یحیی بن ابی حیہ ابو جناب کلبی ہے سنن ابو داؤد و ترمذی نسائی مین ان کی حدیثین موجود ہین قال ابن حبان کان ضعیفا فی الحدیث کان یحیی بن سعید یتکلم فیہ کان یحیی القطان یضعفہ + الا انہ کان یدلس + افسد حدیثہ بالتدلیس کان یحدث

بما لم یسمع قال عمرو بن علی ما رأیت الحدیث ووقال فی موضع آخر لیس بالثقۃ یدلس ص۲۲۶ جلد۱۱

ابن حبان کہتے ہین حدیث مین ضعیف تھا یحیی بن سعید اوسکے بارے مین کلام کرتے قطان اوسکو ضعیف جانتے اور کہا کہ وہ تدلیس کرتا تھا اوسکے حدیثون کو اسی تدلیس نے فاسد کردیا۔ ایسی حدیثین بیان کرتا جنکو سنا بھی نہ تھا نسائی کہتے ہین وہ ثقہ نہین ہے تدلیس کرتا ہے۔

(۵۵) یحیی بن سعید انصاری۔ انکی حدیثین صحاح ستہ مین موجود ہین۔ یہ قاضی تھے مدینہ کے رہنے والے یقال انہ کان یدلس ص۲۲۴ جلد۱۱

انکے حالات بہت طویل ہین اور بہت سے فضائل و مناقب انکے بیان کئے گئے ہین مگر آخر مین یہی ہے کہ وہ تدلیس کرتے واما یحیی ابن سعید فکان یحفظ ویدلس۔ یعنی حافظ حدیث تو تھے مگر تدلیس کرتے۔

(۵۶) یحیی بن ابی کثیر انکی روایتین بھی صحاح ستہ مین موجود ہین تتمہ کلام ابن حبان یہ ہے کان یدلس فکلما روی عن انس فقد دلس عنہ لم یسمع من انس ولا من صحابی ص۲۶۹ جلد۱۱

یعنی یہ تدلیس کرتا جو کچھ انس سے روایت کرتا اوس مین تدلیس کرتا نہ انس سے کچھ سنا نہ کسی دوسرے صحابی سے۔

قاضی یحیی بن اکثم چونکہ یحیی کے نام کی بحث تمام ہوئی لہذا کچھ حالات انکے بھی سن لینا چاہیے کیونکہ آپنے اکثر مجالس مین سنا ہو گا کہ جب مامون خلیفہ نے اپنی بیٹی ام الفضل کا عقد کرنا چاہا جناب امام محمد تقی ؑ سے تو عباسیون نے مخالفت کی اور حضرت سے مناظرہ کیلئے ایک مجلس منعقد کی جسمین یہی قاضی یحیی بن اکثم بلایا گیا اور حضرت سے مناظرہ ہوا جسمین حق تعالی نے حق کو واضح کیا حالانکہ جناب امام محمد تقی ؑ کا سن ۹ برس کا تھا جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے مگر وہ ایسا مبہوت ہوا کہ کچھ جواب نہ بن پڑا۔

قاضی یحیی بن اکثم

یہ قاضی یحیی بن اکثم بڑے علمائے اہلسنت سے ہین اسکی روایت صحیح ترمذی مین
موجود ہے مگر ابن حجر عسقلانی تہذیب مین لکھتے ہین کہ حفص بن غیاث سے کل
دس حدیثین سنی تھین مگر کل روایتون کو اوسکی لکھ لیا۔ ابن معین کہتے ہین کہ یحیی بن
اکثم کہتا تھا ہمنے ابن المبارک سے چار ہزار حدیثین لکھین مگر ابن معین کہتے ہین کہ
ہزار حدیث بھی نہ سنی۔ ابن معین کہتے ہین کہ یحیی بن اکثم کان یکذب وہ جھوٹھ بولا کرتا
مصر مین آیا تو وراقین یعنی جلدبندون سے اصول کتب کو خرید لیا اور کہا کہ ہمکو جانے
دو۔ ابو عاصم کہتے ہین یحیے بن اکثم کذاب ۔ سمعت اسحق بن راہویہ یقول
ذلک الدجال یعنی یحیی بن اکثم یحدث عن ابن المبارک۔ یعنی اسحق
بن راہویہ اسکو دجال کہتے۔ خراز نقاش رازی سے بیان کرتے ہین کہ ہم اور
داؤد بن علی دس مسئلہ لیکر اسکے پاس گئے تو پانچ کا جواب دیا چھٹا کا جواب دے رہے
تھے کہ ایک خوبصورت لونڈا آیا اوسکو دیکھکر اس مین اضطراب پیدا ہوا تو داؤد
نے کہا اب چلو کہ اسکی عقل مختل ہو گئی حسین بن فہم کہتے ہین کہ ہم اپنے باپ کے
ساتھ قاضی صاحب کے پاس تھے اور سلیمان شاذکونی ہر بات مین اوسکا معارضہ
کرتا یحیی نے ابو ایوب سے کہا کہ سلیمان بن حرب کا بیان ہے کہ بعض مشائخ بصرہ
حدیث مین جھوٹھ بولا کرتے ہین تو سلیمان شاذکونی نے کہا کہ وہی سلیمان بن حرب
ہمسے کہتے تھے کہ بعض قضاۃ مسلمین ایسا فعل کرتے ہین جس سے خدا نے ایک قوم
پر عذاب کیا (قوم لوط، اشارہ ہے قاضی صاحب کے اس فعل شنیع کی طرف)
ابو العینا کا بیان ہے کہ ہم مامون کے ساتھ تھے طرق شام مین تو اوس نے حکم دیا کہ
ندا دی جائے متعہ حلال ہے۔ صبح کو یحیی بن اکثم منہ بنائے ہوئے حاضر دربار ہوا
تو مامون نے پوچھا وجہ تغیر کیا ہے کہا اسلام مین یہ حادثہ پیش آیا کہ زنا حلال کر دیا گیا
پوچھا کیونکر کہا متعہ زنا ہے جسپر مامون نے حکم دیا کہ منادی کی جائے متعہ حرام ہے۔
اسمعیل بن اسحق کے سامنے اسکا ذکر ہوا تو کہا یحیی نے وہ کام کیا ہے جسکا مثل و نظیر
اسلام مین نہین ہے اور اسی واقعہ کا ذکر کیا تو اوس پر ایک شخص نے قاضی صاحب کے

اون افعال کو بیان کیا جو مشہور تھے تو کہا معاذ اللہ کہ تکذیب باغی وحاسد سے اوسکی عدالت زائل ہو۔

متوکل خلیفہ نے اس سے ایک لاکھ اشرفی بطور جرمانہ وصول کیا جس سے یہ مکہ چلا گیا جب اوسکو معلوم ہوا کہ متوکل راضی ہو گیا تو مکہ سے بقصد بغداد روانہ ہوا مگر ربذہ پہونچکر مر گیا ۲۴۲ھ یا ۲۴۳ھ صفحہ ۱۸۱ جلد ۱۱ التہذیب

چونکہ ہمکو کسی خاص شخص سے بحث نہین ہے لہذا مختصراً لکھا کہ معلوم ہو اہلسنت کو کیسے کیسے پیشوا ملے ہین چونکہ حرام کردہ خلیفہ دوم کو اسنے بھی مامون سے حرام کرایا لہذا یا نہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ درحقیقت متعہ کیا چیز ہے کیونکہ ایکدفعہ تو رسول اللہ نے منادی کرایا تھا کہ متعہ کرڈالو یحییٰ اوسکے خلاف مامون کو بتا رہا ہے کہ متعہ تو زنا ہے۔ اور اسمعیل بن اسحٰق اس فعل کو ایسا سمجھتے ہین کہ اس سے بڑھکر کوئی خدمت اسلام نہین ہو سکتی اگر کوئی کہتا ہے کہ وہ یہ کام کرتا تھا تو جواب ملتا ہے کہ اس سے اوسکی عدالت نہین زائل ہوتی۔ عدالت کیا ہے سد سکندر ہے کہ جو کام کرے وہ ٹوٹتی نہین صرف مخالفت حق اہلبیت ہونی چاہیئے۔

قاضی یحییٰ بن اکثم کو علت ابنہ سے بچانے کیلئے ان محدثین نے بڑی کوشش کی کیونکہ وہ امام ترمذی کے شیوخ سے ہین بگرج نہان کے مانند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

وفیات الاعیان تذکرہ قاضی ابن خلکان نے بہت سی حکایات اسکی لکھی ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً یہ اسمین مبتلا تھے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱ جلد اول

امام احمد بن حنبل کے سامنے اس واقعہ کا ذکر ہوا تو اونھون نے انکار کیا ایکمرتبہ ذکر ہوا کہ قاضی بڑا حاسد تھا اگر کوئی فقیہ اوسکے سامنے جاتا تو حدیث کا ذکر کرتے حافظ حدیث جاتا تو فقہ کا ذکر نکالتے کہ کسی طرح وہ خجل ہو ایک دفعہ ایک مرد خراسانی جو نہایت زکی تھا اوسکے پاس گیا تو قاضی نے پوچھا تمنے کچھ حدیث مین بھی دخل پیدا کیا ہے۔ اصول سے کیا کیا حفظ کیا ہے۔ اوس نے کہا کہ

شریک ابی اسحق سے راوی ہے کہ جناب امیر نے ایک شخص لوطی کو سنگسار کیا یہ سنتا تھا کہ قاضی صاحب خاموش ہو گئے پھر کچھ نہ پوچھا۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ مسدہ کے دو لڑکے جو نہایت حسین تھے قاضی صاحب کے پاس آئے اونکو صحن میں ٹہلتے دیکھکر قاضی صاحب نے یہ اشعار پڑھے۔

یا ذائرینا من الخیام ۔ حیاکما اللہ بالسلام ۔ لم تاتیانی و بی نہوض ۔ الی حلال و الی حرام ۔ یحزننی ان وقفتما بی ۔ ولیس عندی سوی الکلام

اے ہمارے زائرتم اوسوقت ہمارے پاس آئے ہو کہ جب ہم میں کسی قسم کی حرکت نہیں باقی رہی نہ حرام کی نہ حلال بجز اسکے کہ کلام کریں اسکے بعد اون دونوں لڑکونکو بلا کر بیٹھالا اور دیر تک اون سے مزاح کرتے رہے۔

احمد بن سلیمان ضبی روایت کرتے ہیں کہ قاضی صاحب کا کاتب ایک امرد نہایت حسین و جمیل تھا تو اوسکا قاضی صاحب نے بوسہ لیا لڑکے نے بوجہ خجالت قلم رکھدیا اوسوقت قاضی صاحب نے دو شعر کہکر کہا کہ لکھو جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر بوسہ بازی سے تمکو کراہت ہے تو چہرہ پر نقاب ڈالکر نکلا کرو۔

فنقل مسکینا و تقتن ناسکا ۔ و تتراے قاضی المسلمین معذبا

ایکدفعہ مامون نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ یہ شعر کسکا ہے قاضی یری الحد فی الزنا ۔ و لا یری علی من یلوط باس کہ قاضی صاحب زنا کرنے پر تو حد جاری کرتے ہیں مگر لواطہ کرنے میں اوسکے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ۔ تو قاضی نے کہا یہ اوسی فاجر احمد بن ابی نعیم کا شعر ہے جو کہتا ہے لا احسب الجور ینقضی و علی الامۃ وال من آل عباس ۔ کہ ہم جہانتک جانتے ہیں جبتک بنی عباس سے کوئی شخص بھی خلیفہ رہیگا تو ظلم و جور بند نہوگا۔ اس شعر سے مامون شرمندہ ہوا اور کہا اسکو سندہ کی طرف نکالدینا چاہیئے ملاحظہ ہو وفیات الاعیان ۔ نہایت صفحہ ۲۲

یہانتک ذکر اجمالی تھا قاضی یحیی بن اکثم اب پھر ہم بقیہ اسما اہلسنین کی شرح کرتے ہیں۔

(۹۷) **یزید بن عبد الرحمان دالانی** قال ابن حبان فاحش الوہم لا یجوز الاحتجاج بہ وکان مرجیا قصیرا میزان الاعتدال صفحہ ۶۰۵

یعنی اسکی خطائین فاش ہین جس سے استدلال جائز نہین یہ مرجی تھا اور قصیر۔ یہ اس روایت کا راوی ہے کہ حضرت ایکدفعہ سو گئے اوٹھکر نماز پڑہنے لگے لوگون نے کہا وضو تو نہین کیا تو حضرت نے فرمایا اگر لیٹ جاتے تو البتہ وضو لازم ہوتا۔

(۹۸) **یزید بن ابی مالک** انکی حدیث سنن ابو داود۔ نسائی۔ ابن ماجہ مین موجود ہین تہذیب مین ہے کہ یہ دمشقی قاضی ہین انکے اور انکے بیٹے خالد مین لین ہے صفحہ ۳۴۶ جلد ۱۱۔

میزان الاعتدال مین ہے من ائمۃ التابعین وھو صاحب التدلیس و ارسال عمن لم یدرکہ صفحہ ۶۰۶ جلد ۲

یعنی ائمہ تابعین سے ہے اور صاحب تدلیس و ارسال ہے کہ جس سے نہین ملاقات ہوئی اوس سے بھی روایت کرتا ہے۔

(۹۹) **یعقوب بن عطاء بن ابی رباح** یہ قریش کے غلام ہین انکی روایتین سنن نسائی مین موجود ہین عمرو بن علی کہتے ہین کہ یحیی اور عبد الرزاق ان سے روایت نہ کرتے ابو طالب امام احمد سے روایت کرتے ہین کہ یہ منکر الحدیث ہے ابن معین ابو زرعہ نسائی اسکو ضعیف کہتے ہین ساجی کہتے ہین کہ احمد اوسکو ضعیف کہتے اور ابن معین کہتے ہین وہ ایسا نہ تھا صفحہ ۳۹۳ جلد ۱۱

(۱۰۰) **ابو اسرائیل الملائی اسمعیل بن ابی اسحق**۔ نام اسمعیل بن خلیفہ عبسی ہے انکی روایتین ترمذی ابن ماجہ کے یہان موجود ہین یہ حضرت عثمان کو گالیان دیتے اسی وجہ سے ابن مہدی نے ترک کر دیا جوزجانی کہتے ہین مفتری زائغ۔ مفتری زائغ ہے ابو ولید اسکی تضعیف کرتے اور بہت سے اغلاط کا راوی ہے عقیلی کہتے ہین اسکی روایات مین وہم و اضطراب ہے وکان داعیا مسببا صفحہ ۲۹۴ جلد اول تہذیب

کہ یہ رافضی تھا اور بڑا گالی دینے والا ابوالولید طیالسی اسکے بڑے مخالف تھے۔

(۱۰۱) **ابوحرہ وقاشی واصل بن عبدالرحمان** انکی روایتین صحیح مسلم۔ صحیح نسائی کتاب القدر ابوداؤد وغیرہ مین موجود ہین ان کا خطاب **سیدالناس** ہے ابن سعد کہتے ہین اسمین ضعف تھا بخاری کہتے ہین جو روایتین حسن سے بیان کرتا ہے اوس مین لوگ کلام کرتے ہین ص۱۰۵ تہذیب جلد۱۱

(۱۰۲) **ابوسعد البقال سعید بن المرزبان** انکی روایتین بخاری کے ادب مفرد مین موجود ہین امام ذہبی کہتے ہین وہ ضعیف تھا قال الذہبی مات سنۃ بضع واربعین ومائۃ وما علمت احدا وثقہ خلاصہ تہذیب الکمال ص۱۲۱ امام ذہبی کہتے ہین ۱۴۰ھ کے قریب وفات ہے ہم جہانتک جانتے ہین کسی نے اسکی توثیق نہین کی۔

میزان الاعتدال مین ہے کہ انکی روایتین صحیح ترمذی وابن ماجہ مین موجود ہین۔ یہ غلام تھے حضرت حذیفہ کے۔ ابن معین کہتے ہین اسکی حدیثین نہ لکھی جائین ابوزرعہ کہتے ہین صدوق ہے مگر مدلس ہے بخاری کہتے ہین منکر الحدیث ہے ص۳۸۹ جلد اول

(۱۰۳) **ابوقلابہ عبداللہ بن زید ابوقلابہ جرمی** انکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین تہذیب التہذیب مین ہے وکان یحمل علی علی ولم یروعنہ شیئاً۔ یعنی جناب امیر پر بہت حملہ کرتا اور حضرت سے کوئی حدیث بھی روایت نہ کرتا ابن التین شارح بخاری کہتے ہین کہ ابوقلابہ فقہا وتابعین سے نہ تھا بلکہ ہو عند الناس معدود فی البلہ کہ وہ فقہا وتابعین سے نہ تھا بلکہ اکثر لوگون کے نزدیک وہ ابلہ احمق سمجھا جاتا۔

میزان الاعتدال مین ہے امام شہیر من علماء التابعین امام مشہور علماء

تابعین سے ثقۃ فی نفسہ الا انہ یدلس عمن لحقھم وعمن لم یلحقھم و کان لہ صحف یحدث منھا ویدلس ۔ یعنی فی نفسہ تو ثقہ ہے مگر یہ کہ وہ تدلیس کرتا ہے اون لوگون مین بھی جنسے ملاقات ہوئی اور جنسے ملاقات نہین ہوئی اور تدلیس کرتا ہے صفحہ ۲۶ جلد ۲

مولوی عبدالحی صاحب بعد نقل ان اسماء مدلسین کے لکھتے ہین یہ وہ مدلسین ہین جنکو حلبی نے لکھا اور ان کا حال پورا میزان الاعتدال ۔ تہذیب التہذیب ۔ تہذیب الکمال دیکھیے (جسکا خلاصہ یہان لکھدیا گیا ہے) حلبی نے آخر رسالہ مین لکھا ہے کہ یہ نہ سمجھو یہ کل مدلسین برابر ہین کہ جو روایت کرین اوسکے قبول کرنے مین توقف کیا جائے جبتک وہ تصریح بسماعت نہ کرین بلکہ انکے درجات متفاوت ہین حافظ علائی کہتے ہین اول طبقہ تو وہ ہے جو تدلیس کے ساتھ شاذ ونادر موصوف کیا جائے جس سے مناسب ہے کہ وہ اس سے خارج کئے جائین مثل یحیی بن سعید الفضاری ہشام بن عروہ ۔ موسی بن عقبہ کے ۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جسکی تدلیس کو ائمہ نے قبول کرلیا ہے اور صحیح مین اوسکی حدیث کو داخل کیا ہے اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ کرے ۔ جسکی یا وجہ یہ ہے کہ اوسکی امامت تسلیم کی گئی ہے ۔ یا اس وجہ سے کہ تدلیس اوسکی بہ نسبت روایت کے کم ہے ۔ یا یہ وجہ ہے کہ وہ تدلیس کرتا ہے تو ثقہ مین (مگر یہ وجہ بالکل غیر معقول ہے) مثل زہری ۔ اعمش ۔ اسحق ۔ ابراہیم کوفی ۔ اسمعیل بن خالد ۔ سلیمان تیمی ۔ حمید طویل ۔ حکم بن عتیبہ ۔ یحیی بن ابی کثیر ۔ ابن جریج ۔ ثوری ابن عیینہ شریک ہشیم وغیرہ کے کہ ان لوگون کی حدیثین صحیح مین بہت زیادہ ہین جسمین اسکی تصریح نہین ہے کہ اونھون نے سنا ۔ تیسرا وہ لوگ ہین جنکے قبول روایت مین توقف کیا گیا تو وہی روایتین اونکی لی گئین جسمین اونھون نے تصریح کی سماع کی اور دوسرے لوگون نے اونکی روایتون کو یون ہی قبول کرلیا مثل حسن قتادہ ۔ ابی اسحق سبیعی ۔ ابی الزبیر مکی ۔ ابوسفیان طلحہ عبدالملک بن عمیر وغیرہ کے چوتھا طبقہ وہ ہے جسکی حدیثین نہین قبول کی جاتین جب تک تصریح سماع نہ کرین

اسوجہ سے کہ تدلیس اونپر غالب ہے ضعفا و مجہولین سے بہت روایت کرتے ہین مثل ابن اسحق۔ عقبہ۔ حجاج بن ارطاۃ۔ جابر جعفی۔ ولید بن مسلم۔ سوید بن سعید کے **پانچوان طبقہ** وہ ہے جو تدلیس کے علاوہ اور کسی سبب سے ضعیف ہوا تو حدیث اونکی رد کر دی گئی کیونکہ اگر وہ سماعت کی تصریح بھی کرتے تو اونکی روایت نہ قبول ہوتی مثل ابی خباب کلبی۔ ابو سعد بقال کے۔

اقول یہ پوری عبارت مولوی عبدالحی صاحب کی ظفر الامانی مین جس سے معلوم ہوا کہ اگر **عطیہ عوفی** پر الزام تدلیس کا الزام ہے تو وہ بہت کم ہے جس سے شائد طبقہ اولی مین داخل ہو سکین۔ اسی وجہ سے کسی طبقہ مین نام اونکا نہ لیا گیا۔

ابتو غالباً مولوی مہدی علیخان صاحب مصنف آیات بینات کی آنکھین کھل گئی ہون کیونکہ اونکی اس تحقیقات کی بدولت کوئی امام اہلحدیث ایسا نہ بچا جس مین یہ عیب نہو حتی کہ امام زہری اور امام اعمش جو تمامی محدثین کے علمی باپ ہین اور امام بخاری و امام مسلم۔ و ابو داؤد و نسائی سب اس زد مین آ گئے۔ اور اوسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف مدلس ہی نہ تھے۔ بلکہ بہت سے حضرات کذاب و مفتری بھی تھے جو خدا اور رسول پر افترا کرتے اور وضعی حدیثین بنایا کرتے۔ ائمہ محدثین نے اونکو دجال کا خطاب دیا ہے کوئی شراب پیتا کوئی علت ابنہ مین گرفتار تھا کوئی وطی فی الدبر کرتا کوئی کچھ کرتا۔

یہ سب نتیجہ اسکا ہے کہ عطیہ عوفی پر بوجہ روایت وات ذی القربی حقہ الزام تدلیس و تشیع لگایا تھا جس سے خداوند عالم نے ایسے ایسے محدثین کو فضیحت کیا جنکی روایات پر مذہب اہلسنت کا دار و مدار ہے کہ وہ ایسے ایسے اوصاف کے راوی تھے جسمین ایک دو نہین ہزارہا راوی ایسے ہین جو کھلم کھلا دشمن اہلبیت طاہرین تھے جنپر سب و شتم کیا کرتے یہانتک کہ ابو قلابہ ایسا راوی ہے جسنے جوش عداوت جناب امیر سے کسی حدیث کی بھی روایت نہ کی۔

تحقیق لغوی تدلیس اب چونکہ اس بحث تدلیس کو ہم تمام کیا چاہتے ہین

لہذا لغوی معنی تدلیس کے لینا چاہیئے قاموس مین ہے التدلیس کتمان عیب

عن المشتری ومنہ التدلیس فی الاسناد وھو ان یحدث عن

الشیخ الاکبر ولعلہ مارآہ وانما سمعہ ممن ھو دونہ او ممن منہ

ونحو ذلک وقولہ جماعۃ من الثقات صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ بمبئی

یعنی تدلیس کے معنی یہ ہین کہ جس چیز کو بیچتے ہین اوسکے عیب کو مشتری سے چھپاتے ہین

اسی سے ہے تدلیس فی الاسناد کہ روایت کی اسناد مین تدلیس کرین اس طرح

کہ شیخ اکبر سے روایت کرین اور شاید اوسکو نہ دیکھا ہو اور سنا ہو ایسے شخص سے

جو اوس سے پست درجہ کا ہو اس طرح کی تدلیس ایک جماعت نے ثقاۃ سے

یعنی بہت سے محدثین اسکے مرتکب ہوے اور شرح نخبۃ الفکر علامہ ابن حجر عسقلانی

مین ہے واشتقاقہ من الدلس بالتحریک وھو اختلاط الظلام بالنور

سمی بذلک لاشتراکھما فی الخفاء صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر۔

تدلیس مشتق ہے دلس سے جسکے معنی ہین اختلاط ظلمت بنور چونکہ محدثین کی تدلیس

مین بھی یہی ہوتا ہے کہ امر حق مشتبہ ہو جاتا ہے لہذا اسکو تدلیس کہتے ہین۔

اور ظفر الامانی مین بھی یہی معنی بتائے گئے ہین اور اوسکی تشریح یون کی گئی ہے

ما اخفی عیبہ جسکا عیب چھپایا گیا ہو اوسکی چند قسمین ہین ایک تو تدلیس

فی الاسناد ہے کہ جس سے ملاقات ہوئی یا ہم عصر رہا اوس سے ایسی حدیث کی روایت

کرین جسکو اوس سے نہ سنا ہو مگر اس طرح روایت کرین کہ معلوم ہو خود اس شخص سے

سنا اسکے بعد بہت سے اقسام لکھے ہین جس سے ہم بوجہ اختصار نہین تعرض کرتے

ابتدائے تدلیس۔ اب آپکو ضرور حیرت ہوگی کہ پھر اس عیب مین اتنے محدثین

کیون مبتلا ہوئے جنکی ایک مختصر فہرست آپنے ملاحظہ کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ بلا صرف

اسوجہ سے نازل ہوئی کہ ان حضرات نے اہلبیت طاہرین کی متابعت چھوڑ کر

صحابہ کی متابعت کی جس سے اس بلا مین گرفتار ہوئے کیونکہ خشت اول چون

نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج۔ بہت سچ ہے۔

تدلیس حضرت ابو بکر۔ ابتدا اس تدلیس کی حضرت ابو بکر سے ہوئی چنانچہ تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی مین ہے ص۵

قالت عائشۃ جمع ابی الحدیث عن رسول اللہ صلعم وکانت خمسمائۃ حدیث فبات لیلۃ یتقلب کثیرا قالت ـــ فقلت اتتقلب لشکوی او لشیء بلغک فلما اصبح قال ای بنیہ ھلمی الاحادیث التی عندک فجئتہ بھا فدعا بنار فحرقھا فقلت لم حرقتھا قال خشیت ان اموت وھی عندی فیکون فیھا احادیث عن رجل قد ائتمنتہ ووثقت ولم یکن کما حدثنی فاکون قد نقلت ذاک فھذا لا یصح واللہ اعلم صدہ

کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہین میرے باپ نے رسول اللہ کی پانچسو حدیثین جمع کی تھین ایک رات جو سوئے تو بہت بیچین تھے ہمنے کہا کیون لوٹ پوٹ رہے ہو کوئی شکایت ہے یا کوئی خبر بد ملی ہے۔ صبح کو ابو بکر نے کہا بیٹی ان حدیثون کو لاؤ جنکو ہمنے جمع کیا تھا اوسکے بعد آگ منگائی اور سبکو جلا دیا اور وجہ یہ بتائی کہ ممکن ہے اوس مین ایسے شخصون کی حدیثین ہمنے جمع کی ہون جو غیر معتمد تھا اور اوسنے مطابق ارشاد رسول حدیث نہ بیان کی ہو لہذا ہم اسکے ذمہ دار ہونگے جو مناسب نہین لہذا ہمنے ان سب کو جلا دیا۔

اس حدیث مین حضرت ابو بکر تصریح فرما رہے ہین کہ ہمنے خود رسول اللہ صلعم سے سنکر کل حدیثون کو نہین جمع کیا تھا بلکہ دوسرے اشخاص سے جنکا نام نہین لکھا تھا کیونکہ اگر نام لکھے ہوتے تو اسکا خوف نہوتا کہ ہمنے کسی غیر معتمد سے لکھا ہو اور یہی تدلیس ہے کہ شیخ اکبر سے بواسطہ کسی اورون کے روایت لین اور واسطہ کو حذف کر دین لہذا معلوم ہوا کہ تدلیس کی ابتدا ہین سے ہوئی۔ اسی اصول پر غالبا محدثین اہل سنت نے بھی اسکو جائز جانا کہ بحذف وسائط روایت کرین۔

قرین قیاس بھی یہی ہے کہ خلیفہ صاحب نے واسطہ کو حذف کر دیا ہو کیونکہ جب خود رسول مقبول زندہ تھے اور ہمہ وقت کے حاضر باش تھے یہانتک کہ یار غار خطاب

تھا تو کب اسکا موقع تھا کہ اون لوگون کا نام لکھتے جنکے ذریعہ سے حدیث کو سنا تھا
حالانکہ اوس زمانہ مین اسکا رواج بھی نہ تھا۔
اب نہ معلوم کہ حضرت ابوبکر نے جب اوس مجموعہ کو جلا دیا جو احادیث رسول کا ذخیرہ
طیار کیا تھا تو یہ حدیث اونکو کہان سے ملگئی نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث
یا الائمۃ من قریش جو تمامتر قرآن کے خلاف ہے حالانکہ حضرت کی تصریح موجود ہے
کہ ہم قرآن کے خلاف نہین کہتے ۔
چونکہ کتب کلامیہ مین عموماً اور کشف الظلمات وغیرہ مین اسکی تفصیلی بحث
مذکور ہے لہذا اسکے متعلق مزید توضیح کی ضرورت نہین ۔کیونکہ اسکو سب تسلیم کرتے
ہین جناب سیدہؑ کا مطالبہ فدک از روے قرآن تھا اور ابوبکر کا انکار بروے حدیث
جسکے خود وہ راوی ہین اور چونکہ وہ مدلس تھے کہ روایت مین تدلیس کرتے
لہذا اونکی کل روایتین پایہ اعتبار سے ساقط ہوین اسی لئے جناب امیرؑ و عباس
بتصریح حضرت عمران دونون صاحبون کو کاذب غادر خائن آثم جانتے جیساکہ
صحیح مسلم مین ہے ۔
مولوی وحید الزمان صاحب نے جو خاتم علماء اہلحدیث کہلانے کے مستحق ہین اپنی انوار
اللغات مین ایک فیصلہ اسکے متعلق لکھا ہے جو نہایت دلچسپ ہے صـ ۳۳ پارہ ۲۶
اسی حدیث سے ابوبکر صدیق نے استدلال کرکے حضرت فاطمہؑ کو آنحضرت کا
ترکہ نہین دلایا پھر حضرت عمر نے اپنی خلافت مین حضرت علیؑ اور حضرت عباس کو
انتظام کرنے کیلئے یہ جائداد حوالہ کردی انھون نے تقسیم کرانا چاہا تو حضرت عمر نے منظور
نہین کیا کیونکہ یہ جائداد اونکی ملک نہ تھی بلکہ اوسکی نگرانی اونکے سپرد کی گئی تھی تاکہ اسکی
آمدنی اونہی کامون مین خرچ کرین جنمین آنحضرتؐ خرچ کرتے تھے اب قرآن شریف
مین جو آیا ہے ورث سلیمان داؤد او یرثنی ویرث آل یعقوب اس سے
وراثت علمی اور نبوتی مراد ہے نہ وراثت مال مگر اس تاویل پر یہ آیت نہین بنتی وانی
خفت الموالی من ورائی کیونکہ نبوت اور علم کو غلام لوگ سلب نہین کرسکتے تھے لیکن

اسکی توجیہ یون ہوسکتی ہے کہ غلامون سے یہ ڈر ہوتا ہے کہین جائداد کو متروکہ سمجھ
اپنی ملک کرلین اور جن کامون مین مین خرچ کرتا تھا اون مین خرچ نہ کرین۔ مجمع البحرین
مین ہے کہ شیعہ نے اس حدیث کی صحت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قرآن کے مخالف ہے
مین کہتا ہون ثقۃ الاسلام نے امام جعفر صادق سے روایت کیا کہ عالم لوگ پیغمبرون
کے وارث ہین اور پیغمبرون نے ترکہ مین نہ درم کو چھوڑا نہ دینار کو بلکہ اپنی حدیثین
چھوڑین جس نے اونکو لیا اوس نے پورا حصہ لیا۔ مجمع البحرین مین ہے کہ یہ روایت
اگر صحیح ہو تب بھی اوس سے مطلق توریث کی نفی نہین نکلتی بلکہ اوسکا مطلب
یہ ہے کہ کسی پیغمبر نے نقد روپیہ ترکہ مین نہین چھوڑا اور آنحضرتؐ پاس بھی وفات
کے وقت نقد ایک روپیہ بھی نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی زرہ ایک یہودی پاس
بعوض غلہ رہن تھی۔

الجواب حدیث ثقۃ الاسلام کا جواب تو کشف الظلمات حصہ سوم مین ہوچکا ہے
کہ راوی اسکا کذاب و دجال تھا اور بمقابلہ قرآن کوئی حدیث مسموع نہین۔ رہی
وہ تاویل جو دربارہ انی خفت الموالی کی تو اسکی رکاکت اسی سے ظاہر ہے کہ
غلام تو کسی شریعت مین بھی وارث نہین ہوتا جو اون سے ڈر ہو لہذا موالی سے مراد ابن عم
وغیرہ ہوسکتے ہین نہ لونڈی غلام تو بہر صورت وراثت ہی ثابت ہوتی ہے کہ ابن عم
وغیرہ وارث ہونگے اور حضرت کی دعا یہ تھی کہ وہ لوگ نہ وارث ہون بلکہ ہماری
اولاد وارث ہو تو بہر صورت وراثت ثابت ہوئی۔

رہی دوسری جو ابوبکر صاحب نے پیش کی الائمۃ من قریش تو ایسی بدیہی البطلان
ہے کہ رد کی بھی حاجت نہین کیونکہ رسول کی بعثت بغرض رفع اختلاف ہوتی ہے
نہ اس غرض سے کہ وہ اور بھی اختلاف کو بڑھائین اور رفع اختلاف اوسی وقت
ہوسکتا ہے جبکہ رسول نص کردین چنانچہ خود معاویہ کا فیصلہ اس مادہ مین موجود ہے
ملاحظہ ہو عقد الفرید علامہ ابن عبد ربہ صفحہ ۲۰۲ جلد ۲
ذکروا ان زیاد اوفد ابن حصین یعنی زیاد نے ابن حصین کو معویہ کے پاس بطور

على معاوية فاقام عنده ما
اقام ثم ان معاوية بعث اليه
ليلاً فخلا به فقال له يا ابن حصين
قد بلغنى ان عندك ذهناً
وعقلاً فاخبرنى عن شئ اسالك
عنه قال سلنى عما بدالك قال
اخبرنى ما الذى شتت امر
المسلمين وملائهم وخالف بينهم
قال قتل الناس عثمان قال ما
صنعت شيئاً قال فمسير على
اليك وقتاله اياك قال ما صنعت
شيئاً قال فمسير طلحه وزبير و
عائشه وقتال على اياهم قال
ما صنعت شيئاً قال ما عندى
غير هذا يا امير المومنين قال
فانا اخبرك انه لم يشتت بين
المسلمين ولا فرق اهواهم الا
الشورى التى جعلها عمر الى
ستة نفر وذلك ان الله بعث
محمداً بالهدى ودين الحق ليظهره
على الدين كله ولو كره المشركون فعمل
بما امره الله به ثم قبضه الله
اليه وقدم ابا بكر للصلوة فرضوه

وفد روانہ کیا وہ وہان چند روز رہے تب ایک شب
معویہ نے اون سے تنہائی مین بات چیت کرنی شروع
کی معویہ نے کہا میں نے سنا ہے تم صاحب عقل وذہن ہو لہذا
بتاؤ کہ امر مسلمین کو کس چیز نے اسقدر منتشر کیا اور کیون
ایسا اختلاف اون مین پیدا ہوا۔

ابن حصین حضرت عثمان کا اس طرح قتل ہونا

معویہ۔ اس سے تو کچھ بھی نہین ہوا۔

ابن حصین۔ تو حضرت علی کا تمسے لڑنے کو آنا اور
تمسے جنگ کرنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہوا۔

ابن حصین۔ تو طلحہ۔ زبیر عائشہ کا حضرت علی
سے لڑنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہوا۔

ابن حصین۔ تو اور کچھ تو نہین معلوم ہوتا۔

معویہ۔ ہم بتاتے ہین یہ سارا فساد اوس شوریٰ سے
پیدا ہوا جسکو حضرت عمر نے قائم کیا کیونکہ خدا نے آن
حضرت کو ہدایت و دین حق کے ساتھ اسلئے
مبعوث کیا تھا کہ اس دین کو وہ تمام ادیان پر
غالب کرے اگرچہ مشرکون اس سے کراہت
کرین۔ چنانچہ حضرت نے اس کے مطابق
عمل کیا۔ جب خدا نے آپکو اوٹھا لیا تو حضرت
نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لئے مقدم کیا
(جیسا کہ روایات اہلسنت مین ہے) لہذا

لامر دنیاهم اذ رضیه رسول الله لامر دینهم فعمل بسنة رسول الله وسار بسیرته حتی قبضه الله واستخلف عمر فعمل بمثل سیرته ثم جعلها شوری بین ستة نفر فلم یکن رجل منهم الا رجاها لنفسه ورجاها له قومه وتطلعت الی ذلک نفسه ولو ان عمر استخلف علیهم کما استخلف ابوبکر ما کان فی ذلک اختلاف

مسلمان بھی اون سے راضی ہوے اور اپنے امر دنیا کیلئے اون کو مقدم کیا کیونکہ حضرت نے امر دین کیلئے اون کو پسند کیا تھا جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو اونھون نے عمر کو اپنا خلیفہ بنایا اور وہ مطابق سنت رسول و سیرت ابوبکر عمل کرتے رہے مگر عمر نے مرتے وقت اسکو شوری قرار دیا۔ تو اب کوئی شخص ان مین ایسا نہ رہا جسکی قوم و قبیلہ نے اسکی آرزو نہ کی ہو اور ہر شخص نے اپنی گردن بلند کی۔ اگر عمر بھی کسی کو مثل ابوبکر خلیفہ کر جاتے تو کبھی یہ اختلاف نہ پیدا ہوا۔

اسکے علاوہ خود قرآن مجید کا فیصلہ بمقابلہ دعائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین۔ بتا رہا ہے کہ ہرگز حضرت اس طرح کی حدیث نہین فرما سکتے تھے کہ امام قریش سے ہونگے کیونکہ یہی تو دعا حضرت ابراہیم کی بھی تھی کہ ہماری اولاد سے بھی امام بنا خدا نے کہا کہ ہمارا عہد ظالمون تک نہین پہونچ سکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قریش جتنے تھے سب نسل حضرت ابراہیم سے تھے تو پھر کیونکر رسول اللہ ایسا فرما سکتے تھے کہ قریش سے امام ہونگے جبکہ معلوم ہے حضرت جانتے تھے قریش سے ہزارون کافر و فاجر ہین اور ہونگے۔ اسکے علاوہ قرآن مجید مین جابجا قریش کی شکایت موجود ہے۔

وکذب به قومک وهو الحق قل لست علیکم بوکیل سورہ انعام پ ۷ ع ۱۴

تمھاری قوم نے اس قرآن کو جھٹلایا حالانکہ وہ بالکل حق ہے کہدو کہ مین تمھارا داروغہ نہین ہون۔

ولمّا ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه یصدون - سورہ زخرف
پ ۲۵ ع ۱۲

اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ کا حال بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ چلا کر ہنسنے
لگے -

وقال الرّسول ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجوراً -
اور کہا پیغمبر نے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا ہے -
پھر کب ممکن ہے کہ رسول اللہ عام طور پر اس قوم کی نسبت فرمائین کہ الائمۃ
من قریش حالانکہ خود حضرت کی صریح حدیث موجود ہے ھلاك امتی بید
اغیلمۃ من قریش - کہ ہماری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈون سے ہوگی -
اصل یہ ہے کہ چونکہ انصار نے اپنی اجماعی قوت کے بل پر چاہا تھا کہ خلافت
حاصل کرین - اسلئے خلیفہ اول نے یہ حدیث گڑھ لیا اور رداؤن چل گیا - جب
جناب سیدہ نے فدک کا مطالبہ کیا جو مطابق قرآن تھا تو جھٹ خلیفہ نے حدیث
نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث بنا لیا حالانکہ نہ وہ حدیث رسول م
تھی نہ یہ -
غرض چونکہ خلیفہ مدلس تھے یعنی وہ سنتے تھے اور سے اور نسبت کرتے تھے رسول
کی طرف لہذا اونکی کسی روایت پر اعتماد نہین رہا اور یہی حکم ہے مدلس کے بارےمین
کہ اوسکی ساری روایتین معرض خطر مین آجاتی ہین -
سماع حدیث کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اخبرنا کہے یا حدثنا کہ مجھے فلان نے
یہ بیان کیا یا یہ حدیث کہا نہ ایسا لفظ جس سے اسکا وہم ہو کہ خود اس نے سنا مثل
اسکے کہ کہے قال فلان یا عن کہ اسمین اسکی تصریح نہین ہے کہ خود مجھ نے سنا - اور
دونون روایتین ابوبکر صاحب کی ایسی ہین کہ کہا قال رسول اللہ نہ یہ کہ کہا ہو
حدثنی رسول اللہ یا اخبرنی رسول اللہ -
اب ہم خود حضرت ابوبکر کے قول سے ان دونون روایتون کی غلطی دکھاتے ہین

جناب کے وہ راوی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم میراث پاتے ہیں نہ کسی کو میراث دیتے ہیں اور امام قریش سے ہونگے اوسی عقد الفرید ابن عبد ربہ میں ہے صفحہ ۲ جلد ۲

عن حمید بن عبد الرحمن بن عوف عن ابیہ انہ دخل علی ابی بکرؓ فی مرضہ الذی توفی فیہ فاصابہ مفیقا فقال اصبحت بحمد اللہ بارئاً قال ابوبکر اتراہ اللہ قال نعم قال اما انی علی ذلک لشدید الوجع و لقیت منکم یا معاشر المهاجرین اشد علی من وجعی انی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی فکلکم ورم من ذلک انفہ یرید ان یکون لہ الامر و رأیتم الدنیا مقبلۃ ولما تقبل وھی مقبلۃ حتی تتخذوا ستور الحریر و نضائد الدیباج و تالمون الاضطجاع علی الصوف الاذری کما یالم احدکم الاضطجاع علی الشوک السعدان واللہ لان یقدم احدکم فتضرب عنقہ فی غیر حد خیر لہ من ان یخوض فی غمرۃ الدنیا الا وانکم اول ضال بالناس غدا فتصد وھم عن الطریق یمیناً وشمالاً یا ھادی الطریق انما ھو الفجر او البحر قال فقلت لہ خفض علیک یرحمک اللہ فان ھذا یھیضک علی ما بک انما الناس فی امرک بین رجلین اما رجل رای ما رایت فھو معک واما رجل خالفک فھو یشیر علیک برایہ و صاحبک کما تحب ولا نعلمک اردت الا الخیر ولم تزل صالحاً مصلحاً مع انک لا تاسی علی شئ من الدنیا فقال اجل انی لا آسی علی شئ من الدنیا الا علی ثلاث فعلتھن و وددت انی ترکتھن و ثلاث ترکتھن و وددت انی فعلتھن و ثلاث وددت انی سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھن فاما الثلاث التی فعلتھن و وددت انی ترکتھن فوددت انی لم اکشف بیت فاطمۃ عن شئ وان کانوا اغلقوہ علی الحرب و وددت انی لم اکن حرقت الفجاءۃ السلمی وانی قتلتہ سریحاً

او خلیتہ یحیحا و وددت انی یوم سقیفۃ بنی ساعدۃ قذفت الامر فی عنق احد الرجلین فکان احدھما امیرا وکنت وزیرا یعنی بالرجلین عمر بن الخطاب وابا عبیدۃ بن الجراح واما الثلاث التی ترکتھن وددت انی فعلتھن فوددت انی یوم اتیت بالاشعث بن القیس اسیرا ضربت عنقہ فانہ یخیل الیّ انہ لا یری شرا الا اعان علیہ وددت انی یوم سیرت خالد بن الولید الی اھل الردۃ اقمت بذی القصۃ فان ظفر المسلمون ظفروا وان انھزموا کنت بصدد لقاء او مدد و وددت انی وجہت خالد بن الولید الی الشام و وجہت عمر بن الخطاب الی العراق فاکون قد بسطت یدی کلتیھما فی سبیل اللہ واما الثلاث التی وددت انی اسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھن فانی وددت انی سالتہ لمن ھذا الامر من بعدہ فلا ینازعہ احد وانی سالتہ ھل للانصار فی ھذا الامر نصیب فلا یظلموا نصیبھم منہ و وددت انی سالتہ عن بنت الاخ والعمۃ فان فی نفسی منھما شیئا۔

یعنی عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہے کہ جس مرض مین ابو بکر نے وفات کی ہمنے اونکو مغموم ومہموم پایا تو عبد الرحمن نے کہا الحمد للہ آج تو تم اچھے معلوم ہوتے ہو ابو بکر نے کہا کیا ایسا تم پاتے ہو اوس نے کہا ہان۔ ابو بکر نے کہا ہم خلیفہ ہوئے حالانکہ ہم تمسے افضل نہ تھے مگر تم سبکی ناک پھول گئی کہ کاش وہی خلیفہ ہوتا اور دیکھا تمنے کہ دنیا نے رخ کیا اور ابھی کیا رخ کیا ہے حالانکہ وہ رخ کرنے والی ہے کہ حریر کے پردے اور دیبا کے تکیے بناؤ اور صوف کے کپڑہ پر سونے سے ایسی تکلیف ہونے لگے کہ گویا تم کانٹون پر سوتے ہو قسم خدا کی اگر تم قتل کردیے جاؤ بلا کسی عذر کے تو بہتر ہے اس سے کہ غمرۂ دنیا مین مبتلا ہو اور تم لوگ سب سے اپہلے گمراہ کرنیوالے ہوگے کل کے روز کہ لوگون کو داہنے بائین گمراہ کرو۔ عبد الرحمان کہتے ہین کہ ہمنے کہا

آہستہ رہو کیونکہ اس سے اونکھارا ہیجان بڑھیگا تمھارے امر مین دو قسم کے لوگ ہین یا تو وہ ہمراے ہے تو وہ تمھارا ساتھی ہے یا مخالف ہے تو وہ مشیر ہے اور جسکو تم انتخاب کرتے ہو وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تم پسند کرتے ہو اور تم ہمیشہ صلح و مصلح رہے ہم جانتے ہین تم دنیا کے کسی امر افسوس نہ کروگے۔ ابوبکر بولے کہا ہمکو دنیا کے تین امور پر افسوس ہے کہ کاش نہ کیے ہوتے اور تین امور پر افسوس ہے کہ کیون دیکھا اور تین امرون پر افسوس ہے کہ کیون نہ رسول اللہ سے پوچھا پہلی تین باتین جنکو کیا اور افسوس ہے کہ اونکو کیون نہ چھوڑا ایک یہ ہے کہ کاش ہم بیت فاطمہؑ کا کشف نہ کیے ہوتے اگرچہ جنگ ہی کا پر کیون نہ بند کیا جاتا دوسرے یہ کہ کاش فجاءہ اسلمی کو نہ جلائے ہوتے یا تو قتل کیے ہوتے یا چھوڑ دیے ہوتے تیسرے بات یہ ہے کہ بروز سقیفہ ہم خلافت کو عمر یا ابوعبیدہ کی گردن مین ڈالدے ہوتے کہ ایک اون مین سے امیر ہوتا اور ہم وزیر ہوتے رہی وہ تین باتین جنکو ہمنے چھوڑ دیا تو ایک یہ ہے کہ اشعث بن قیس کو کیون چھوڑ دیا کاش اوسکی گردن مارے ہوتے کیونکہ ہم دیکھتے ہین وہ ہر امر شر کی اعانت پر کمر بستہ ہوجاتا ہے (ابوبکر نے یہی نہین کیا کہ اوسکو چھوڑ دیا۔ بلکہ اپنی بہن ام فروہ کا نکاح اوس سے کردیا یہی اشعث بن قیس اسکا باعث ہوا کہ جناب امیرؑ کو جنگ صفین مین اسقدر تکلیفین پہونچین اور معاویہ کا جادو چل گیا۔ اسی اشعث کا بیٹا محمد بن اشعث جناب امام حسینؑ کے قتل مین شریک ہوا اور اسکی بیٹی نے امام حسنؑ کو زہر دیا) دوسرے یہ کہ خالد بن ولید کو جب اہل ردہ سے لڑنے بھیجا تو کاش ہم مقام ذی القصہ مین قیام کرتے تیسرے یہ کہ جب خالد کو اون کو بھیجا تھا تو عمر کو کاش جانب عراق روانہ کیے ہوتے کہ داہنے اور بائین ہمارا پھیل جاتا۔ رہی وہ تین باتین جنکے بارے مین ہم چاہتے تھے کہ رسول اللہ سے پوچھے ہوتے تو ایک یہ ہے کہ پوچھے رسول اللہ سے آپکے بعد یہ امر خلافت کا ہے کہ پھر کوئی نزاع نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ پوچھتے ہوتے آیا انصار کو بھی کچھ حق اسمین ہے کہ نہین تیسرے یہ کہ پوچھتے کہ بھائی کی بیٹی اور پھوپھی کا میراث مین کیا حصہ ہے۔

اب بتایئے خود ابوبکر نے اپنی روایتوں کو رد کر دیا یا نہیں کیونکہ پہلا افسوس انکا اسپر ہے کہ کاش ہم کشف بیت فاطمہؑ نہ کئے ہوتے۔ تو اب وہ حدیث کیا ہوئی کہ حضرت نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث کیونکہ اگر خود رسول اللہ ص سے انھوں نے سنا ہوتا تو کیوں اسپر افسوس ہوتا بلکہ اور فخر کرتے۔

دوسرا افسوس انکا ہے کہ ہمنے رسول اللہ ص سے نہ پوچھا آپکے بعد کون خلیفہ ہوگا پھر کیوں جنازہ رسول چھوڑکر آئے اور خلیفہ بنے۔ اور اگر رسول نے یہ فرمایا ہوتا کہ الائمۃ من قریش تو کیوں اسپر افسوس ہو کہ ہمنے رسول اللہ ص سے کیوں نہ پوچھا کہ انصار کو بھی کوئی حق ہے کہ نہیں۔ کیونکہ جب انکے پاس نص قطعی اس کا موجود تھا الائمۃ من قریش تو پھر انکو کیوں تردد ہونے لگا۔

ابتو اچھی طرح معلوم ہوا کہ ہرگز رسول کا یہ ارشاد نہ تھا نہ انھوں نے خود رسول اللہ ص سے سنا تھا بلکہ جس طرح جناب سیدہؑ کے حرمان کیلئے حدیث نحن معاشر الانبیاء گھڑی گئی جو بالکل مخالف قرآن ہے۔ اوسی طرح انصار کے مات کرنے کو حدیث الائمۃ من قریش بنائی گئی جو تمامتر قرآن و احادیث رسول کے خلاف ہے کیونکہ آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہ ص پکار پکار کر مذمت قریش کر رہی ہین پھر کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہ ص ایسی حدیث فرمائین۔

اسکے علاوہ خود حضرت عمر کا فیصلہ اسکے خلاف ہے جو معاذ بن جبل کے خلافت کی تمنا کرتے ہین جو قوم انصار سے تھے نہ قریش سے بلکہ سالم مولی ابوحذیفہ کی خلافت کا اظہار کر رہے ہین جو قریشی کیسے عربی بھی نہ تھے بلکہ عجمی تھے۔

ابوبکر صاحب نے تو حدیث نحن معاشر الانبیاء کو صرف اسی ذریعہ سے نہین باطل کیا کہ اسپر افسوس کیا کہ ہمنے کیوں کشف بیت فاطمہؑ کیا بلکہ تحریر اسکی لکھدی کہ فدک حق جناب سیدہؑ ہے جیسا کہ سیرۃ حلبیہ مین ہے صـ۱۲۶

وفی کلام سبط ابن الجوزی انہ رض کتب لھا بفدک ودخل علیہ عمر فقال ماھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ بمیراثھا من ابیھا

فقال فما خاتنفق علی المسلمین وقد جاذبتک العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ صفحہ ۳۶۲ جلد ۳

کلام سبط ابن جوزی مین ہے کہ ابوبکر نے ایک فرمان لکھدیا یہ واگزاشت فدک اتنے مین عمر آگئے پوچھا یہ کیا ہے۔ کہا یہ فرمان ہے جسکو ہمنے لکھا ہے فاطمہ کیلئے و بارہ اونکے میراث کے پدر سے عمر نے کہا پھر تم عربون کو کہان سے دوگے حالانکہ دیکھ رہے ہو وہ تمسے کیسے لڑ رہے ہین اسکے بعد عمر نے اوس فرمان کو لیا اور چاک کر دیا۔

آپ فرمایئے اس سے بڑھکر کیا تدلیس ہو سکتی ہے کہ خود تو رسول اللہ صلعم سے روایت کرین نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ اور پھر اوسکے بعد جناب سیدہؑ کو اس میراث کے بارہ مین فرمان لکھین۔ اور عمر اوسکو چاک کر دین پھر اگر اور رواۃ نے تدلیس کی تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے

دوسری تدلیس اب ہم ایک ایسی تدلیس دکھاتے ہین جسمین خلیفہ اول و دوم اور اکثر صحابہ شریک تھے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی مشہور کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مین لکھتے ہین صفحہ ۲۶۲

قال ابن اسحق حدثنی محمد بن ابراھیم عن القاسم بن محمد ان رسول اللہ صلعم قال حین سمع صوت تکبیر عمر فی الصلوۃ این ابوبکر یابی اللہ ذالک والمسلمون فلولا مقالۃ قالھا عمر عند وفاتہ لم یشک المسلمون ان رسول اللہ صلعم قد استخلف ابابکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی وان اترکھم فقد ترکھم من ھو خیر منی فعرف الناس ان رسول اللہ صلعم لم یستخلف احدا وکان عمر غیر متھم علی ابی بکر

یعنی ابن اسحق محمد بن ابراہیم سے اور وہ قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہین کہ جب رسول اللہ صلعم نے آواز تکبیر عمر سنا نماز مین تو فرمایا ابوبکر کہان ہین خدا بھی اس سے انکار کرتا ہے اور مسلمون بھی پس اگر عمر اپنے مرنے سے پہلے نہ کہہ جاتے تو کسی مسلمان کو اس مین شک نہ ہوتا

کہ رسول اللہ ہی نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا مگر عمر نے اپنی وفات کے وقت یہ کہا کہ اگر خلیفہ کر جاؤں تو اوس شخص نے بھی خلیفہ کیا ہے جو ہم سے بہتر تھا اور اگر چھوڑ دوں تو اوس شخص نے بھی چھوڑا ہے جو ہم سے بہتر تھا تب لوگوں نے جانا کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور عمر غیر متہم تھے دربارہ ابوبکر۔

اب بتایئے اس سے بڑھکر کیا تدلیس ہوسکتی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ابوبکر صاحب نے اس دھوکھے میں رکھا کہ آپ بحکم رسول خلیفہ ہوئے۔ اور اسی کا نام تدلیس ہے کہ اس طرح روایت کرے جس سے معلوم ہو کہ اصل شخص سے اس نے سنا ہے۔

تدلیس فی الروایت کا تو صرف ایک شخص پر یا دس سے سننے والے پر اثر ہوتا ہے اور یہ وہ تدلیس ہے جسکی کوئی حد ہی نہیں کیونکہ بارہ برس تک سارے مسلمان بہ استثنائے مخصوص اشخاص کے سب اسی دھوکھے میں رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انکو خلیفہ بنایا ہو۔ ادھر عمر صاحب نے یہ بھانڈا کھولا اور تمام عالم کو معلوم ہوگیا کوئی بھی رسول اللہ صلعم کا خلیفہ نہیں ہے۔ جسکا نتیجہ بھگتنا پڑا حضرت عثمان کو کہ جبتک وہ صحابہ کے ساتھ سلوک کرتے رہے سب موافق رہے۔ جب اونھوں نے اپنے کنبہ قبیلہ کی پرورش شروع کی سب بگڑ گئے تو حضرت عثمان کا خون بھی اصل میں حضرت عمر ہی کے سر ہے جنھوں نے یہ راز فاش کیا کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو بھی خلیفہ نہیں کیا ہے۔

صـ ۵۰

تیسری تدلیس وہ ہے جو خلافت حضرت عمر میں کی گئی ملاحظہ ہو تاریخ طبری جلد ۳

مقام خلافت عمری

پہلے اس امر کو دیکھئے کہ حضرت عمر کی خلافت کی تجویز کہاں ہوئی تاریخ طبری

قال اشرف ابوبکر علی الناس من کنیفہ واسماء بنت عمیس ممسکتہ موشومة الیدین وھو یقول اترضون بمن استخلف علیکم فانی واللہ ما الوت من جھد الرای ولا ولیت ذا قرابة وانی قد استخلفت عمر بن الخطاب فاسمعوا له واطیعوا فقالوا سمعنا واطعنا۔

ابوبکر نے سر نکالا **پائخانہ** سے طرف آدمیوں کے درحالیکہ انکی زوجہ اسماء بنت عمیس جنکے دونوں ہاتھ رنگین تھے ان کو تھامے تھیں اور کہا کیا تم راضی ہو اسپر جسکو میں نے

خلیفہ اپنا کیا قسم خدا کی مین نے نہ کوتاہی کی جہد رائے مین اور نہ کسی اپنے قرابت والے کو خلیفہ کیا بلکہ مین نے خلیفہ کیا عمر بن الخطاب کو اسکی باتین سنو اور اُس کی اطاعت کرو سب نے کہا سمعنا واطعنا۔

ناظرین کتب تواریخ کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر نے عمر صاحب کی خلافت کا اعلان پاخانہ مین کیون دیا مگر اور لوگون کو شاید نہ معلوم ہو لہذا بتا دیا جاتا ہے کہ طلحہ و زبیر جو حضرت ابوبکر کے داماد تھے وہ حضرت عمر کی خلافت کے خلاف تھے۔ لہذا خلیفہ صاحب کو یہ فیصلہ پاخانہ مین جاکر سنانا پڑا کیونکہ وہ لوگ ہر وقت بستر ان کا گھیرے رہتے تھے۔

تحریر وصیت نامہ خلافت عمری | اب اسکو سنئے کہ ان کی خلافت کا پروانہ کیونکر لکھا گیا اُسی طبری مین ہے صفحہ ۱۸ قال دعا ابوبکر عثمان خالیا فقال لہ اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما عھد ابوبکر بن ابی قحافہ الی المسلمین اما بعد قال اغمی علیہ فذھب عنہ فکتب عثمان اما بعد فانی قد استخلفت علیکم عمر بن الخطاب ولم الکم خیراً ثم افاق ابوبکر فقال اقرء علی فقرء علیہ فبکی ابوبکر وقال اراک خفت ان یختلف الناس ان افتلت نفسی فی غشیتی قال نعم قال جزاک اللہ خیرا من الاسلام واھلہ واقرھا ابوبکر من ھذا الموضع۔

حضرت ابوبکر نے خالی عثمان کو بلوا بھیجا اور کہا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہد نامہ ہے ابوبکر کا طرف مسلمانون کے اسکے بعد ابوبکر کو غش آگیا گویا کہ ان کی روح نے مفارقت کی عثمان نے اسکے بعد لکھدیا (اپنے دل سے) کہ مین نے تمپر اپنا خلیفہ کیا عمر بن الخطاب کو اور کبھی تمھاری خیر خواہی سے غافل نہ رہا۔ اسکے بعد ابوبکر کو افاقہ ہوا تو کہا پڑھکر سناؤ کیا لکھا ہے عثمان نے سنا دیا تو ابوبکر نے عثمان سے رو کر کہا معلوم ہوتا ہے تم ڈرے اس سے کہ اگر بے نام لکھوائے ہم مرگئے تو لوگ بعد ہمارے اختلاف کرینگے (اسوجہ سے تمنے نام لکھدیا) عثمان نے کہا ہان ابوبکر نے دعا دی اور وہی وصیت نامہ بحال رکھا۔

اسکے ابوبکر صاحب سے تو یہ ہمدردی کی جائے کہ اپنے دل پسند مقصود خلیفہ کو لکھدین اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ یہ بیوفائی کہ اُنکے وصیت نامہ لکھنے کے حکم ہذیان غلبہ درد کہا جائے اب سے کہئے خلافت نامہ مین جال ہوا یا نہین۔

اہتمام عمر در اشاعت وصیت ابوبکر جو وصیت نامہ اس شان سے لکھا گیا اُسکی تعمیل مین جو اہتمام حضرت عمر نے کیا ہے اب اُسکو بھی ملاحظہ فرمائیے اسی تاریخ طبری مین ہے صفحہ ۳ء۴

عن قیس قال رایت عمر ابن الخطاب هو یجلس والناس معه وبیده جریدة وهو یقول ایها الناس اسمعوا واطیعوا خلیفة رسول الله انه یقول انی لم الکم نصحا قال ومعه مولی لابی بکر یقال له شدید معه الصحیفة التی فیها استخلاف عمر۔ قیس راوی ہے کہ دیکھا مین نے عمر بن الخطاب کو کہ بٹھاتے ہین اور لوگ اُنکے ساتھ ہین اور عمر کے ہاتھ مین ایک جریدہ (ڈنڈا) ہے اور کہتے جاتے ہین ایہا الناس سنو اور اطاعت کرو قول خلیفہ رسول اللہ صلعم کی جو کہتے ہین مین نے کبھی غفلت نہین کی تمھاری خیرخواہی سے۔ اور انکے ساتھ ابوبکر کا غلام ہے جسکا نام شدید ہے جسکے ہاتھ وہ پروانہ ہے جس مین خلافت عمر کو لکھا ہے۔

اور مسند امام احمد بن حنبل مطبوعہ مصر ۳۷ صفحہ مین یہ روایت اس طرح پر ہے عن قیس قال رایت عمر وفی یده عسیب نخل وهو یجلس الناس ویقول اسمعوا القول خلیفة رسول الله فجاء مولی لابی بکر یقال له شدید بصحیفة فقرءها علی الناس فقال یقول ابوبکر اسمعوا واطیعوا لمن فی هذه الصحیفة فوالله ما الوبکم قال قیس فرایت عمر بعد ذلک علی المنبر۔

قیس کا بیان ہے کہ دیکھا مین نے عمر کو اور اُنکے ہاتھ مین خرما کی تازی شاخ تھی وہ لوگون کو بٹھاتے تھے اور کہتے تھے سنو خلیفہ رسول کا قول اسکے بعد غلام ابوبکر جسکا نام شدید تھا وہ صحیفہ لایا اور پڑھا لوگون پر پس کہا کہتے ہین ابوبکر سنو اور اطاعت کرو اُسکی جس کا نام اس صحیفہ مین ہے کہ قسم خدا کی کبھی مین نصیحت سے غافل نہ رہا کہا قیس نے اسکے بعد دیکھا عمر کو منبر پر۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے قصداً اُس غلام کو اس کام کے لئے منتخب کیا جسکا نام شدید تھا کہ سبکو شدت اس خلافت کی پہلے ہی سے معلوم ہو جائے۔

اب تبایئے اس تدلیس کی کوئی حد ہے کہ صحابہ کرام سے بند لفافہ پر بیعت لی جاتی ہے اور اسکا نام رکھا جاتا ہے مسلمانون کا اجماع ۔ کیا اجماع کی یہی شان ہے۔

آہ کوئی بات بھی تو ان صحابہ کی ایسی نہین معلوم ہوئی جس مین ایمانداری کی بات ہو بلکہ جو کچھ ہے وہ خود غرضی اور خود مطلبی کیونکہ ابوبکر صاحب کی خلافت تو یون ہوئی تھی کہ رسول اللہ ؐ کا جنازہ چھوڑ کر بیعت کی غرض سے سقیفہ مین گئے۔ عمر کی خلافت یون ہوئی کہ بند لفافہ پر بیعت لی گئی حالانکہ ہم روزانہ مینوسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ اور ممبری کونسل وغیرہ کی کارروائیون مین دیکھتے ہین کہ انتخاب کے لئے ایک روز معین ہوتا ہے مستحقین کا جمع ہوتا ہے رائے دہندگان کا الگ مجمع ہوتا ہے اور ایک شخص منتخب ہوتا ہے اگرچہ اومین بھی ہزارون قسم کی ترکیبین کی جاتی ہین مگر یہ سامان کسی مین نہین ہوتا کہ ایک شخص کا ایک نے ہاتھ پکڑ لیا اور بیعت ہو گئی۔

آخر مین جب اسمین ناکامیابی کی امید ہوئی تو یہ ترکیب کی گئی کہ بند لفافہ پر بیعت لی گئی اور اسپر کہا جاتا ہے کہ صحابہ مقتدائے امت تھے۔ امت کو انھین کی پیروی کا حکم تھا نتیجہ اسکا جو ہوا وہ معلوم ہے کہ کوئی محدث ایسا نہ رہا جسنے تدلیس نہ کیا ہو۔ کہ جتنی حدیثین انکی ہین سب غارت ہوین۔

خلیفہ اول و دوم نے بڑی چالاکی سے یہ ترکیب کی تھی کہ جس شخص کو خدا و رسول نے خلیفہ کیا تھا وہ فوراً سمجھ گیا کہ اسکی شر کیا ہے کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے فخرج عمر بالکتاب بیدہ و اعلمهم فقالوا سمعاً وطاعة فقال له رجل ما فی الکتاب یا ابا حفص قال لا ادری ولکنی اول من سمع واطاع قال لکنی والله ادری فیه امرته عام اول وامرک العام ص ۳۳

یعنی حضرت عمر جب فرمان ابوبکر لیکر آئے اور سب سے اقرار اطاعت لے چکے تو ایک

شخص نے کہا تھا (اس فرمان مین کیا ہے عمر نے کہا ہم نہین جانتے (اس سے بڑھکر صریح جھوٹھ کیا ہوسکتا ہے) تو اوس شخص نے کہا تم نہین جانتے تو ہم جانتے ہین اس سال مینے اونکو خلیفہ بنایا اس سال اونھون نے تمکو خلیفہ بنایا۔

یہ نہ سمجھیے گا کہ جناب امیر نے آج ہی یہ فرمایا ہو کہ پر سال تمنے خلیفہ بنایا اور اس سال وہ خلیفہ بنا رہے ہین بلکہ جس روز ابو بکر کی خلافت قائم ہوئی اور جناب امیر سے بیعت طلب کی گئی اوسی روز کہدیا تھا کہ یہ سب اسی واسطے ہو رہا ہے کہ خلافت تمکو لوٹ کر ملے چنانچہ اوسی کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے۔

فقال له عمر انك لست متروكا حتى تبايع فقال له على احلب حلبا لك شطره وشد له اليوم يردده عليك غدا ثم قال والله يا عمر لا اقبل قولك ولا ابايعه فقال له ابو بكر فان لم تبايع فلا اكرهك صـ ۱۹

یعنی عمر نے کہا آپکی جان نہین چھوٹ سکتی جبتک بیعت نہ کیجیے جناب امیر نے فرمایا ہان دودہ لو تجھے بھی تو اسکا حصہ ملیگا آج اوسکے لئے خلافت کو باندھو کل تو تمکو لوٹا ہی دینگے اے عمر قسم بخدا ہم نہ تیرا کہا مانینگے نہ ابو بکر کی بیعت کرینگے۔ ابو بکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم مجبور بھی نہین کرتے۔

پھر بتایئے کیونکر نہ جناب امیر اسکو سمجھ جاتے کہ عمر کا اس طرح بند لفافہ پر بیعت لینا کوئی خاص معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ یہی عمر ہین جنھون نے رسول اللہ صلعم کے وصیت نامہ کو اس جملہ سے روکا تھا کہ یہ مرد غلبہ درد سے ہذیان بک رہا ہے اور ہمارے پاس تو کتاب خدا ہے جو کافی ہے۔

تدلیس صحابی بہرحال ہماری غرض نہ یہان بحث خلافت کا طے کرنا ہے نہ یہ دکھانا کہ کیسی کیسی صریح بے ایمانیان کی گئین کہ حق دار محروم ہوا اور غیر حقدار فائز المرام۔ بلکہ صرف تدلیس صحابہ دکھانا ہے کہ کس طرح حضرت ابو بکر نے غیرون سے سُن سُن کر حدیثین جمع کین اور رسول اللہ صلعم کی طرف نسبت کی۔ اور اگر حضرت عمر نہ کہہ جاتے کہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہین کیا تو کسی صحابی کو یہ معلوم نہوتا کہ رسول اللہ صلعم نے کسیکو خلیفہ نہین کیا

اب ہم عام طور پر صحابہ کی تدلیس دکھاتے ہین جسکا تعلق خلافت سے نہین ہے نہ کسی امر دنیوی سے بلکہ عام طور سے صحابہ تدلیس کرتے تھے جسکا یہ نتیجہ ہو کہ کوئی محدث محدثین اہلسنت سے تدلیس سے نہ بچا یہانتک کہ بخاری مسلم سب ہی مدلس نکلے۔ امام

اب ہم خاص اور مقدس صحابی کی تدلیس دکھاتے ہین جسکو کسی طرح کا تعلق بحیثیت استحقاق خلافت سے نہ تھا وہ براء ابن عازب صحابی ہین جو قبیلہ انصار سے ہین وہ فرماتے ہین

عن ابی اسحٰق عن البراء قال ما کل ما نحدثکموہ عن رسول اللہ سمعناہ منہ حدثنا اصحابنا وکان تشغلنا رعیۃ الابل ص۱۴۰ جلد اول اصابہ

یعنی ابو اسحٰق کی روایتین صحاح ستہ مین بھری ہوئی ہین۔ براء ابن عازب صحابی سے روایت کرتے ہین کہ ایسا نہین ہے جو کچھ روایتین ہم رسول اللہ سے بیان کرتے ہین اون سبکو ہمنے سنا ہے رسول اللہ سے بلکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ ہمارے اصحاب نے بیان کیا اور ہم لوگ اونٹ کے چرانے مین مشغول رہا کرتے۔

اب تو کسی کو اسمین عذر نہین ہو سکتا کہ تمام یا اکثر صحابہ مدلس تھے کیونکہ نحدثکموہ سمعناہ۔ حدثنا اصحابنا مین ضمیر جمع متکلم مع الغیر ہے جس سے اور لوگون کی شرکت بھی معلوم ہوئی کہ اور صحابہ کا بھی یہی دستور تھا چنانچہ روایت سابق ابوبکر سے معلوم ہو چکا ہے کہ اونھون نے اسی طرح غیرون سے سنکر جمع کیا تھا جسکو جلا دیا مگر براء ابن عازب کیدن ایسا کرنے لگے اون کا مطلب تو یہی تھا اس ذریعہ سے عزت پیدا کرین

آپ جانتے ہین براء ابن عازب کیسے صحابی ہین جنکی حدیث سے سب سے پہلے فضیلت ابوبکر کی ابتدا کی گئی ہے اور صحیح بخاری مین ۳۰۵ حدیثین انکی درج ہین ص۴۰۹ مقدمہ فتح الباری

پھر جب انکا یہ حال تھا کہ دوسرے لوگون سے سن سن کر حدیث کی روایت کرتے اور قال رسول اللہ کہتے تو اب کون امام المحدثین اس صفت تدلیس سے بچ سکتا ہے ؎

خشت اول چون نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج

صحابہ کی حدیثون کی حالت اگر آپکو معلوم کرنی ہو تو مولوی شبلی صاحب کی الفاروق کو دیکھئے لکھتے ہین

وقد كان عمر من وجه يخشى على صحابة رسول الله ـ يامرهم ان يقلوا الرواية عن نبيهم ولئلا يشتغل بالاحاديث عن حفظ القرآن ـ عن قرظة بن كعب قال لما سيرنا عمر الى العراق مشى معنا عمر وقال اتدرون لم شيعتكم قالوا نعم مكرمة لنا ـ قال ومع ذلك فانكم تاتون اهل قرية لهم دوی بالقرآن كدوی النحل فلا تصدوهم بالاحاديث فتشغلوهم جردوا القرآن واقلوا الرواية عن رسول الله وانا شريككم فلما قدم قرظة قالوا حدثنا ـ فقال نهانا عمر ـ عن ابی سلمة عن ابوهريرة قلت له كنت تحدث فی زمان عمر هكذا فقال لو كنت احدث فی زمان عمر مثل ما احدثكم لضربنی بمخفقته ان عمر حبس ثلثة ابن مسعود وابا الدرداء وابا مسعود الانصاری وقال قد اكثرتم الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ـ

یعنی حضرت عمر اس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرت سے روایت کرتے ہین غلطی نکرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ سے کم روایت کرین اور تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہو کر قرآن کے یاد کرنے سے غافل نہو جائین۔ قرظہ بن کعب سے روایت ہے کہ جب عمر نے ہمکو عراق پر روانہ کیا تو خود مشایعت کو نکلے اور کہا کہ تمکو معلوم ہے مین کیون تمہارے ساتھ آیا ہون؟ لوگون نے کہا ہماری عزت بڑھانیکو، فرمایا کہ ہان لیکن اسکے ساتھ یہ غرض بھی ہے کہ تملوگ ایسے مقام مین جاتے ہو جہان کے لوگون کی آواز شہد کی مکھی کیطرح قرآن پڑھنے مین گونجتی رہتی ہے۔ تو انکو حدیثون مین پھنسا لینا، قرآن مین آمیزش نکرو اور رسول اللہ سے کم روایت کرو اور مین تمہارا شریک ہون پس جب قرظہ وہان پہنچے تو لوگون نے کہا کہ حدیث بیان کیجئے۔ انھون نے کہا کہ عمر نے ہمکو منع کیا ہے۔ ابو سلمہ کہتے ہین کہ ہمنے ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانے مین بھی اسی طرح حدیثین روایت کیا کرتے تھے۔ انھون نے کہا کہ اگر مین ایسا کرتا تو عمر مجھکو درّے سے مارتے۔ حضرت عمر نے عبد اللہ بن مسعود و ابو درداء و ابو مسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت حدیثین روایت کرنی شروع کین۔

مسند دارمی مین قرظہ بن کعب کی روایت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ حضرت عمر کا یہ مطلب تھا کہ غزوات کے متعلق کم روایت کی جائے اس سے فرائض اور سنن مقصود نہین، شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے قول کو نقل کر کے لکھتے ہین، میرے نزدیک آنحضرت کے شمائل اور عادات کی حدیثین مراد ہین

کیونکہ ان سے کوئی غرض شرعی متعلق نہین یا وہ حدیثین مقصود ہین جنکے حفظ اور ضبط مین کافی اہتمام نہین کیا گیا۔ صفحہ ۲۲۳ جلد دوم

جس سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ حدیث رسول اللہ ہین صحابہ ایسی بے عنوانی کرتے تھے کہ قید کی نوبت آئی اور قید سے جب چھوٹتے تو پھر وہی بے تکی ہانکا کرتے تو اب اونکے تابعین اور محدثین کے افترا اور تدلیس مین کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔

اب ہم اس جلد رابع کشف الظلمات کو یہین تمام کرتے ہین اور خود مخاطب کے اس فقرہ کو یاد کراتے ہین جو اونھون نے انکی تدلیس کے متعلق سبط ابن جوزی کا کلام نقل کیا ہے۔

ابن جوزی تدلیس کو روایت مین اسقدر قبیح اور شنیع سمجھتے ہین کہ وہ تلبیس ابلیس مین لکھتے ہین ومن تلبیس ابلیس علی علماء المحدثین روایۃ الحدیث الموضوع من غیر ان یبینوا انہ موضوع وھذا خیانۃ منھم علی الشرع ومقصودھم تنفیق احادیثھم وکثرۃ روایاتھم وقد قال النبی من روی عنی حدیثاً یری انہ کذب فھو احد الکاذبین ومن ھذا الفن تدلیسھم فی الروایۃ فتارۃ یقول احدھم فلان عن فلان او قال فلان عن فلان یوھم انہ سمع منہ ولم یسمع وھذا قبیح لانہ یجعل المنقطع فی مرتبۃ المتصل۔ انتھی

یعنی علماے محدثین کو ابلیس حدیث موضوع کی روایت کرنے مین یہ دہوکا دیتا ہے کہ وہ یہ بیان نہین کرتے کہ یہ حدیث موضوع ہے حالانکہ یہ بات اونکی شرع مین خیانت ہے اور اون کا اپنی احادیث کا جاری کرنا اور کثرت سے روایات ہونا مقصود ہوتا ہے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرف سے کوئی حدیث روایت کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ وہ حدیث جھوٹی ہے تو وہ خود بھی جھوٹون مین کا ایک جھوٹا ہے۔ اور فن حدیث مین روایت کی تدلیس یہ ہے کہ راوی یہ کہے کہ فلان نے فلان سے یا فلان نے کہا فلان سے جس سے وہم دلاتا ہے کہ فلان نے فلان سے سنا حالانکہ نہین سنا ہے تو یہ بہت بری بات ہے۔ اسلیے کہ راوی منقطع کو (جس کا راوی بیچ مین سے چھوٹا ہو) متصل کے (جس کے راوی برابر مسلسل ہون) برابر کرنا چاہتا ہے انتھی۔ صفحہ ۱۴۳

جس سے معلوم ہوا کہ تدلیس ایسی صفت ہے جس سے شرع میں خیانت ہوتی ہے۔ تو اب بتایئے کون صحابی کون تابعی کون محدث اس صفت سے بچا رہا جو عطیہ عوفی کی روایت نہ قبول کی جائے۔ حالانکہ اونکی روایت ترمذی میں موجود ہے۔

اسکے بعد **جلد پنجم** میں محمد بن سائب کلبی کی جرح یا مدح بیان کی جائیگی جس سے معلوم ہوگا کہ مذہب اہلسنت کا کوئی عالم یا کوئی محدث ایسا نہیں گزرا ہے جسکا سلسلہ ان تک نہ پہنچا ہو اور حسب تحقیقات اہلسنت یہ سبائی تھا۔ اسی لئے اس حصہ کو علیحدہ کر دیا کہ معلوم ہو اہلسنت جو یہ الزام دیتے ہیں کہ مذہب شیعہ کا موجد عبد اللہ بن سبا تھا وہ کہاں تک درست ہے۔ والحمد للہ علی احقاق الحق وابطال الباطل

والصلوٰۃ والسلام علی شرف الاواخر

والاوائل محمد و آلہ

الاطائب

والاکامل